والدینؓ کے حقوق پر دلپذیر تصنیف

والدین کے حقوق



تالیف

ابوزین حضرت علامہ مولانا محمد اقبال قادری
شیخ الجامعہ جامعہ صفیہ عطاریہ (للبنات)

ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والدین کے حقوق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى
اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى
اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝

اولاد کے حقوق پر دلپذیر تصنیف

اولاد کے حقوق

تالیف

ابوزین حضرت علامہ مولانا محمد اقبال قادری

شیخ الجامعہ جامعہ صفیہ عطاریہ (للبنات)

ناشر

اکبر بک سیلرز

زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور

Ph: 37352022

نام کتاب	:	والدین کے حقوق
مصنف	:	ابوزین حضرت علامہ مولانا محمد اقبال قادری
پبلشرز	:	اکبر بک سیلرز
تعداد	:	600
قیمت	:	150/-

ملنے کا پتہ

ناشر

اکبر بک سیلرز

زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور

Ph: 042 - 7352022

Mob: 0300-4477371

انتساب

اپنی عزیز اور پیاری ہستی

والدہ ماجدہ

کے

نام

یا رب میری ماں کو لازوال رکھنا
میں رہوں نہ رہوں میری ماں کا خیال رکھنا

میری خوشیاں بھی لے لو میری سانسیں بھی لے لو
مگر میری ماں کے گرد سدا خوشیاں کا جال رکھنا

حسن ترتیب

احوالِ گذارش

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِیْنَ
وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ
وَذُرِّیَّاتِهٖ وَاَهْلِ بَیْتِهٖ وَخُلَفَائِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ

اما بعد:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ تبارک وتعالیٰ کے بابرکت اور پیارے اسماء گرامی کے نام سے اور آقائے دو جہاں خاتم المرسلین، رحمتہ للعالمین، نورِ مجسم، خاتم النبیین، سید الکونین، شفیع المذنبین حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ رؤف الرحیم ﷺ پر اور ان کی آل پر اور اُن کے اصحاب پر لامحدود درود و سلام۔

اللہ تبارک وتعالیٰ معبود برحق ہے۔ عبادت اور پرستش کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہے اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ (الرحمٰن:۱۳)

"تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔"

امام اہلسنت شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کے متعلق فتاویٰ رضویہ میں لکھتے ہیں کہ خدمت میں باپ پر ماں کو ترجیح دے مثلاً سو روپے ہیں اور خاص وجہ مانع تفصیل مادر نہیں تو باپ کو پچیس دے اور ماں کو پچھتر یا ماں باپ دونوں نے ایک ساتھ پانی مانگا تو پہلے ماں کو پلائے اور پھر باپ کو یا دونوں سفر سے آئے ہیں۔ پہلے ماں کے پاؤں دبائے اور پھر باپ کے اور علیٰ ہذا القیاس نہ یہ کہ والدین میں باہم تنازع ہو تو ماں کا ساتھ دے کہ معاذ اللہ باپ کے درپے ایذا ہو یا اس پر کسی طرح درشتی کرے یا اسے جواب دے یا بے ادب آنکھ ملا کر بات کرے۔ یہ سب باتیں حرام اور اللہ عزوجل کی معصیت ہیں۔ نہ ماں کی اطاعت ہے اور نہ باپ کی تو اسے ماں باپ میں سے کسی کا ایسا ساتھ دینا ہرگز جائز نہیں۔ وہ دونوں اس کی جنت و نار ہیں جسے ایذا دے گا دوزخ کا مستحق ہوگا۔ والعیاذ باللہ معصیت خالق میں کسی کی اطاعت نہیں اگر مثلاً ماں چاہتی ہے کہ یہ باپ کو کسی طرح کا آزار پہنچائے اور یہ نہیں مانتا تو وہ ناراض ہوتی ہے ہونے دے اور ہرگز نہ مانے۔ ایسی ہی باپ کی طرف سے ماں کے معاملہ میں ان کی ایسی ناراضگیاں کچھ قابل لحاظ نہ ہوگی کہ یہ ان کی نری زیادتی ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی چاہتے ہیں بلکہ ہمارے علماء کرام نے یوں تقسیم فرمائی ہے کہ خدمت میں ماں کو ترجیح ہے اور تعظیم باپ کی زائد ہے کہ وہ اس کی ماں کا بھی حاکم و آقا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۴ صفحہ ۳۸۹)

عالمگیری میں ہے جب آدمی کے لئے والدین میں سے ہر ایک کے حق کی

رعایت مشکل ہو جائے مثلاً ایک کی رعایت سے دوسرے کو تکلیف پہنچتی ہے تو تعظیم و احترام میں والد کے حق کی۔

اسلام نے جو انسان کو بھی حکم دیا ہے اس میں بے شمار فوائد ہیں جس طرح والد کی خدمت کو اولاد پر فرض کیا ہے۔ اگر کوئی اولاد میں سے دولت کو اہمیت نہ دے کہ والد کی خدمت کو اہمیت اور پسند کرے تو اللہ کریم اس کی غیبی مدد کرتا ہے جیسا کہ تفسیر درمنثور پر درج ہے۔

عبدالرزاق نے المصنف میں بیہقی نے طاؤس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص کے چار بیٹے تھے۔ وہ شخص مریض ہو گیا۔ ایک بیٹے نے دوسرے بھائیوں سے کہا اگر تم والد صاحب کی تیمارداری کرو تو تمہارے لئے میراث میں سے کچھ حصہ نہ ہوگا اور اگر میں والد صاحب کی تیمارداری کروں گا تو میرے لئے میراث میں سے کچھ نہیں ہوگا۔ دوسرے بھائیوں نے کہا تم والد صاحب کی تیمارداری کرو اور تمہارے لئے میراث میں سے کچھ نہ ہوگا۔ وہ بیٹا والد صاحب کی تیمارداری کرتا رہا حتیٰ کہ والد صاحب کا وصال ہو گیا۔ اس بیٹے نے باپ کی میراث سے کچھ حصہ نہ لیا۔ اس بیٹے نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ فلاں جگہ چلے جاؤ اور وہاں سے سو دینار لے لو۔ اس نے نیند میں پوچھا کیا اس میں برکت ہوگی؟ اس نے کہا نہیں۔ صبح ہوئی تو اس نے اپنا خواب اپنی بیوی کو بتایا۔ بیوی نے کہا وہ دینار لے لو کیونکہ اس کی برکت سے ہوگا کہ تو لباس پہنے گا اور اس کے ساتھ اپنی معیشت کو درست کرے گا۔ اس جوان نے وہ دینار لینے سے انکار کر دیا اور جب اگلی رات ہوئی تو اسے خواب میں کہا گیا فلاں جگہ جاؤ اور وہاں سے دس دینار لے لو۔ اس نے پوچھا کیا اس میں برکت ہوگی؟ کہا گیا نہیں ان میں برکت نہیں ہے۔ صبح اس نے بیوی کو وہ خواب سنایا۔ بیوی نے پھر اسے

وہی مشورہ دیا لیکن اس نے وہ دینار لینے سے انکار کر دیا۔ تیسری رات اس نے خواب دیکھا اور اس سے کہا گیا کہ فلاں جگہ چلے جاؤ ایک دینار لے لو۔ اس نے پوچھا کیا اس میں برکت ہوگی؟ کہا گیا اس میں برکت ہے۔ وہ بازار گیا اور وہاں ایک شخص مچھلیاں اٹھائے ہوئے تھا اس لڑکے نے پوچھا یہ کتنے کی ہیں؟ اس نے کہا ایک دینار کی۔ اس نے وہ مچھلیاں لے لیں اور انہیں گھر لے گیا۔ پھر جب ان کے پیٹ چیر کر دیکھے تو ان میں سے ہر ایک میں موتی نکلا۔ بادشاہ نے وہ تمام موتی خریدنے کے لئے آدمی بھیجے تو وہ موتی صرف اس شخص کے پاس ہی پایا گیا۔ اس لڑنے وہ موتی تیس بوجھ خچر سونے کے بدلے بیچ دیا۔ بادشاہ نے جب وہ موتی دیکھا تو کہا یہ اکیلا موتی اچھا نہیں لگے گا جوڑا ہونا چاہیے۔ بس اس نے دوسرا موتی تلاش کرنے کا حکم دیا اگرچہ وہ دوگنی قیمت میں ملے۔ بادشاہ کے کارندے اس شخص کے پاس گئے اور پوچھا کیا تیرے پاس اس جیسا دوسرا موتی ہے ہم تجھے اس کی دوگنی قیمت دیں گے۔ اس نے کہا واقعی تم دوگنی قیمت دو گے؟ بادشاہ کے کارندوں نے کہا ہاں! پس انہوں نے دوگنی قیمت دے کر وہ موتی لے لیا۔ (تفسیر درمنثور جلد دوم صفحہ ۴۶۲)

اسلام نے جہاں اپنے والدین کا احترام کرنے کا لوگوں کو درس دیا ہے وہاں دوسرے لوگوں کے والدین کا احترام کرنے کا بڑے خوبصورت انداز میں حکم اور سمجھانے کا آسان طریقہ بتا کر دوسروں کے والدین کا احترام لازم قرار دے دیا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کبیرہ گناہوں میں سے ہے کہ کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالی نہ دو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بھلا کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالی کیسے دے سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں! جو کسی کے باپ کو گالی دیتا ہے وہ جواب میں اس کے

باپ کو گالی دیتا ہے جو کسی کی ماں کو گالی دیتا ہے وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔
(مشکوۃ شریف صفحہ ۴۱۹)

اسلام نے والد کو بے شمار ذمہ داریاں سونپ دی ہیں ساتھ ہی اولاد کو والد کے حقوق سے آگاہ کیا ہے۔ والد کے احترام کو لازم قرار دیا گیا ہے۔

الادب المفرد پر حدیث مبارکہ ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی لڑکا اپنے والد کا پورا پورا بدلہ نہیں دے سکتا یا اس کا حق ادا نہیں کرسکتا مگر یہ کہ اس کو یعنی اپنے والد کو کسی کا غلام پائے تو اس کو اس کے مالک سے خرید کر آزاد کردے۔ (الادب المفرد صفحہ ۴۸)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا رب کی خوشی والد کی خوشی میں ہے اور رب کا غصہ والد کے غصہ میں ہے۔

(ترمذی جلد دوم صفحہ ۱۲)

اسلام نے حکم دیا ہے والد کا احترام و اکرام دل و زبان سے اور عملی برتاؤ میں نظر آئے تاکہ دوسروں کو بھی عملی طور پر نیکی کرنے کی سعادت حاصل ہو۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے دو شخصوں کو دیکھا ان میں سے ایک سے دریافت کیا کہ یہ دوسرا شخص تمہارا کون ہے؟

اس نے کہا یہ میرے والد ہیں۔

فرمایا اس کو نام لے کر مت پکارنا اور اس کے آگے نہ چلنا اور جب کسی مجلس میں جانا ہو تو اس سے پہلے نہ بیٹھنا۔ (ادب المفرد صفحہ ۸۱)

اسلام نے والدہ کو وہ مقام دیا ہے جس کی وہ حقدار تھی۔ انسان جس قدر بھی والدہ سے حسن سلوک کرے وہ کم ہے۔ ہر انسان کو چاہیئے کہ والدہ کے ساتھ مضبوط روابط رکھے اور اپنی زندگی والدہ کے نام ان کی خدمت میں گزارے۔

ماں کے جو قریب ہوتے ہیں
دشمن بھی اُن کے حبیب ہوتے ہیں

ماں جن کے پاس ہوتی ہے
وہ لوگ کہاں غریب ہوتے ہیں

ماں جن کی زندہ ہوتی ہے
وہ بہت خوش نصیب ہوتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا تیری والدہ اور چوتھی مرتبہ فرمایا تیرا والد۔

(بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۸۸۲)

عباس تابش نے ماں کی عظمت کے بارے میں بہت ہی خوبصورت انداز میں کہا ہے کہ:

اک مدت سے مری ماں نہیں سوئی تابش
میں نے اِک بار کہا تھا مجھے ڈر لگتا ہے

ابوطفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے مشاہدہ کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جعرانہ (مقام) میں گوشت تقسیم کر رہے تھے اچانک ایک عورت آئی وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب گئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے لئے اپنی چادر بچھائی وہ اس پر بیٹھ گئی۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟

صحابہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا یہ آپ ﷺ کی رضاعی والدہ ہیں۔

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۲۱)

کسی شاعر نے کہا ہے کہ:

اگر ہو گود ماں کی تو فرشتے کچھ نہیں لکھتے
جو ممتا روٹھ جائے تو کنارے پھر نہیں دِکھتے

یتیمی ساتھ لاتی ہے زمانے بھر کے دکھ عابی
سنا ہے باپ زندہ ہو تو کانٹے بھی نہیں چبھتے

دنیا میں سب سے زیادہ کمزور عورت "ماں" ہوتی ہے، آپ کو کبھی خبر نہیں ہوگی جب وہ دکھ میں ہوتی ہے، کیونکہ وہ اپنا دکھ نہیں بتاتی کیونکہ وہ آپ سے بہت پیار کرتی ہے۔

اسلام نے اولاد کو والدہ کی تعظیم کے لئے پابند کیا ہے اس لئے کہ اس کی دعاؤں کے بغیر انسان کو اطمینانِ قلبی کی زندگی نصیب نہیں ہوتی اس لئے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جب بھی سفر پر روانہ ہوتے تو والدہ ماجدہ سے دعائیں حاصل کرتے اور واپسی پر بھی والدہ ماجدہ سے ملتے اور دعائیں لیتے۔ بندہ فقیر کی والدہ ماجدہ جب حیات تھیں تو اس عمل کو اپنے ایمان کا جزو سمجھتے ہوئے سفر پر روانگی اور واپسی پر اپنی والدہ ماجدہ کے در پر سلامی دے کر ڈھیر دعائیں حاصل کرتا۔

حضرت ابو حرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جن کو مروان اپنی جگہ پر مدینہ منورہ کا گورنر بنا دیا کرتا تھا اور ذوالحلیفہ میں تھے۔ ان کی ماں ایک گھر میں رہتی تھیں اور خود دوسرے گھر میں رہتے تھے۔ ابو حرہ

رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ باہر یعنی کسی سفر میں جانے کا ارادہ فرماتے تو اپنی والدہ کے گھر کے دروازہ پر کھڑے ہو کر فرماتے تجھ پر سلامتی ہو اے میری ماں! اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں تو ان کی والدہ جواب میں فرماتی تھیں اور تجھ پر بھی سلامتی ہو اے میرے بیٹے! اور اللہ کی رحمتیں و برکتیں ہوں۔ پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائیں جس طرح آپ نے میری بچپن میں پرورش فرمائی۔ جواب میں والدہ فرماتی تھیں کہ تجھ پر بھی اللہ تعالیٰ رحم فرمائے جیسا کہ تو نے بڑے ہو کر میرے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ پھر جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ واپس آ کر گھر میں داخل ہونے کا ارادہ فرماتے تو بھی اسی طرح کرتے یعنی والدہ کے گھر کے دروازے پر کھڑے ہو کر السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ فرماتے۔ (الادب المفرد صفحہ ۴۹)

والدہ ماجدہ کی اطاعت میں کوتاہی کرنا اپنے آپ کو مصیبتوں کی طرف دھکیلنا ہے۔ اسلام نے دورانِ نماز نفلی والدہ کی طلبی پر حاضر ہونے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ اگر فرض نماز ہو تو نماز پڑھنے کے بعد حاضر ہونا مناسب ہوگا لیکن اگر والدہ کسی مصیبت میں پکارتی ہے تو فرض نماز توڑنے میں کوئی حرج نہیں ہوگا۔

بنی اسرائیل کے ایک عابد مرد نے دورانِ نماز والدہ کو اہمیت نہ دی تو والدہ نے تنگ آ کر بد دعا دے دی جس کا نتیجہ عابد کو مل گیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا بنی اسرائیل میں ایک شخص کا نام جریج تھا۔ وہ ایک مرتبہ نماز پڑھ رہا تھا کہ اس کی ماں نے اسے آواز دی۔ جریج بیٹا! میری طرف جھانک کر دیکھو میں تمہاری ماں ہوں، تم سے بات کرنے آئی ہوں۔ وہ اپنے دل میں کہنے لگا کہ والدہ کو جواب دوں یا نماز پڑھوں؟ آخر کار ماں کو جواب نہیں دیا۔ کئی مرتبہ اس طرح ہوا۔ بالآخر ماں نے بد دعا

دی اور کہا الٰہی! جب تک اس کا بدکار عورتوں سے واسطہ نہ پڑ جائے اس پر موت نہ بھیجنا۔ ادھر ایک باندی اپنے آقا کی بکریاں چرایا کرتی تھی اور اس کے گرجے کے نیچے آ کر پناہ لیتی تھی۔ اس نے بدکاری کی اور امید سے ہوگئی۔ لوگوں نے اسے پکڑ لیا اس وقت رواج یہ تھا کہ زانی کو قتل کر دیا جائے۔ لوگوں نے اس سے پوچھا کہ یہ بچہ کس کا ہے؟ اس نے کہا یہ لڑکا جریج کا ہے۔ لوگ کلہاڑیاں لے کر جریج کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اے ریاکار! نیچے اتر۔ جریج نے نیچے اترنے سے انکار کر دیا اور نماز پڑھنے لگا۔ لوگوں نے اس کا گرجا گرانا شروع کر دیا جس پر وہ نیچے اتر آیا۔ لوگ، جریج اور اس عورت کی گردن میں رسی ڈال کر انہیں لوگوں میں گھمانے لگے۔ اس نے بچے کے پیٹ پر انگلی رکھ کر اس سے پوچھا اے لڑکے! تیرا باپ کون ہے؟ لڑکا بولا فلاں چرواہا۔ لوگ یہ صداقت دیکھ کر کہنے لگے ہم تمہارا عبادت خانہ سونے چاندی کا بنا دیں گے۔ جریج نے جواب دیا جیسا تھا ویسا ہی بنا دو۔ (مسند امام احمد جلد ۴ صفحہ ۴۸۸)

مستنصر حسین تارڑ ماں کی شان کے بارے میں کہتے ہیں کہ:

"اب جب میں باہر نکلتا ہوں تو کوئی نہیں ہوتا جو مجھے وہاں تک دیکھتا رہے جہاں تک میں نظر آتا رہوں، اور نہ ہی اب کوئی میرے نئے کپڑوں کو دیکھ کر مبارک باد دیتا ہے۔ ماں کے نہ ہونے سے بس اتنا ہی فرق پڑا ہے۔"

ماں کا حق باپ کے حق پر مقدم ہے کیونکہ حمل وضع حمل اور دودھ پلانے کی مشقت اور صعوبت صرف ماں اٹھاتی ہے باپ نہیں اٹھاتا اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے ماں کے تین درجہ کے بعد باپ کا ذکر کیا۔ اس پر علماء کا اجماع ہے کہ نیکی کرنے میں اور اطاعت کرنے میں ماں کا مرتبہ وحق باپ سے زیادہ ہے۔ ماں اگر

بلائے تو نفل نماز توڑ دینا مستحب ہے فرض نماز کا نہیں اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں۔ ماں باپ یا کسی بھی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے۔ (عمدۃ القاری جلد ۲۲ صفحہ ۱۲۹)

روایت ہے حکیم سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے کہا عرض کی میں نے یارسول اللہ ﷺ! میں کس سے نیکی کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اپنی ماں سے۔ عرض کیا پھر؟ فرمایا اپنی ماں سے۔ عرض کیا پھر؟ فرمایا اپنی ماں سے۔ عرض کیا پھر؟ فرمایا اپنے باپ سے۔ عرض کیا پھر؟ فرمایا اپنے قریبی رشتہ داروں سے درجہ بدرجہ۔

(ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۲)

ماں کی عظمت کے بارے میں کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

اُچیاں لمبیاں ٹالیاں گھنیاں جنہاں دیاں چھاواں
ہر شے بازاروں لب جاندی اے نئیں جے لبدیاں ماواں

اسی طرح کسی اور شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ:

پر کیا لگے کہ گھونسلے سے اُڑ گئے سبھی
وہ پھر اکیلی رہ گئی بچوں کو پال کر

اسلام نے والدہ کے بعد خالہ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا درس دیا ہے جیسا کہ مشکوۃ شریف صفحہ ۴۲۰ پر حدیث مبارکہ ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! بلاشبہ میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے کیا میرے لئے توبہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تیری والدہ ہے؟ اس نے نفی میں جواب دیا۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا کیا تیری خالہ ہے؟ اس نے اثبات میں جواب دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس سے اچھا سلوک کرو۔

مسند امام احمد جلد اول صفحہ ۲۷۹ پر رقم ہے۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کا موقف یہ

تھا کہ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ یعنی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس میرے نکاح میں ہے لہٰذا اس کی پرورش میرا حق ہے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کہنے لگے یہ میری بھتیجی ہے اور میں نے یہ موقف اختیار کیا کہ اسے میں لے کر آیا ہوں اور یہ میرے چچا کی بیٹی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا فیصلہ کرتے ہوئے فرمایا جعفر رضی اللہ عنہ! آپ تو صورت اور سیرت میں میرے مشابہہ ہیں علی رضی اللہ عنہ! آپ مجھ سے ہیں اور میں آپ سے ہوں اور زید رضی اللہ عنہ! آپ ہمارے بھائی اور ہمارے مولیٰ یعنی آزاد کردہ غلام ہیں بچی اپنی خالہ کے پاس رہے گی کیونکہ خالہ بھی ماں کے مرتبہ میں ہوتی ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے نکاح کیوں نہیں کر لیتے؟ فرمایا اس لئے کہ یہ میری رضاعی بھتیجی ہے۔

تعلیماتِ اسلام کے مطابق نیک اولاد اپنے والدین کے وصال کے بعد اپنے والدین کی ذمہ داریوں کو نبھانا اپنا مذہبی فریضہ سمجھتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے ان کے ذمہ ایک مہینے کے روزے تھے کیا میں ان کی قضاء کر سکتا ہوں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ بتاؤ اگر تمہاری والدہ پر قرض ہوتا تو کیا تم اسے ادا کرتے یا نہیں؟ اس نے کہا کیوں نہیں؟ فرمایا پھر اللہ کا قرض تو ادائیگی کے زیادہ مستحق ہے۔

(مسند امام احمد جلد ۲ صفحہ ۱۴۳)

زیر نظر کتاب "**والدین کے حقوق**" کی تالیف کا مقصد یہی ہے کہ اس میں ان تمام پہلوؤں پر بڑے اچھے اور مختصر طریقے سے روشنی ڈالی گئی ہے تاکہ ہمارے پڑھنے والے قارئین ان سے اچھی طرح استفادہ حاصل کر سکیں اور اپنی اولاد

کی تعلیم وتربیت میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ عزوجل کی بارگاہ میں عاجزانہ دعا ہے کہ وہ میری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے نیز اپنے پیارے حبیب آقائے دو جہاں حضرت سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے میرے تمام کردہ اور ناکردہ گناہوں کو معاف فرمائے۔ آمین ثم آمین

آخر میں اپنے پڑھنے والے قارئین سے التماس کرتا ہوں کہ وہ اس کتاب میں کوئی بھی غلطی یا لغزش پائے تو ہمیں ضرور آگاہ کریں تاکہ اگلے ایڈیشن میں اس کی تصحیح ہوسکیں۔ شکریہ

ابوزین حضرت علامہ مولانا محمد اقبال قادری

☆

محسن علوی

آنکھوں میں جذب روح کے اندر ہے میری ماں
بے نام چاہتوں کا سمندر ہے میری ماں

الفت کی چاشنی سے دھڑکتا ہے اس کا دل
چاہت کی خوشبوؤں سے معطر ہے میری ماں

میں اس کی عظمتوں کو بیاں کس طرح کروں
میرے لئے بزرگ و قلندر ہے میری ماں

اے ماں ترے خلوص و محبت کی کیا مثال
ایثار قلب و جذب کا پیکر ہے میری ماں

جس کے کرم کے چھاؤں تلے ہم پلے بڑھے
اک ایسا شجر بار تناور ہے میری ماں

میں کر رہا ہوں آج تری چاہتوں کا ذکر
نظروں میں تیرا روپ منور ہے میری ماں

کٹ جائے عمر تیری دعاؤں کے سائے میں
بس اک دعا یہی مرے لب پر ہے میری ماں

کہنے کو تجھ سے دور ہوں پر ہوں بہت قریب
میں کیا کروں یہ میرا مقدر ہے میری ماں

یارب محبتوں کا کوئی اور رخ نہیں
چاہت کا التفات کا محور ہے میری ماں

محسنؔ کہاں یہ شعر و سخن اور مرا قلم
میں لکھ رہا ہوں اور سخنور ہے میری ماں

☆

کبھی آنسو بن کر نم آنکھوں سے چھلک جاتی ہو تم
کبھی مسکراہٹ کی دھنک رنگوں میں رنگ جاتی ہو تم

کبھی اُمید کی کرن بن کر روٹھے دل کو بہلاتی ہو تم
کبھی چاند کے چہرے میں اپنا عکس دکھلاتی ہو تم

کبھی لفظ بن کر میری نظموں میں بس جاتی ہو تم
کبھی خوشبوؤں کی طرح پھولوں میں رچ جاتی ہو تم

کبھی حرفِ دعا بن کر میرے ہونٹوں پہ سج جاتی ہو تم
کبھی مایوسیوں کے گھرے بادل کو پرے سرکاتی ہو تم

کبھی اندھیری راہوں کے گھرے بادل کو پرے سرکاتی ہو تم
کبھی اندھیری راہوں میں مثل جگنو راہ دکھلاتی ہو تم

کبھی بن کر بارانِ رحمت مجھ پر برس جاتی ہو تم
سچ کہوں اے پیاری ماں مجھ کو بہت یاد آتی ہو تم

☆

ثوبیہ شاید سیکھو

عجب ای رشتہ ماں دا جے یارو
دھپاں وچ گھنی چھاؤں جے یارو

دعاواں دی اوچی دیوار جے یارو
بے لوث محبتاں دا در جے یارو

دنیا تے جنتاں دا راہ جے یارو
سچا رشتہ بس ماں دا جے یارو

وگدا سمندر صبر دا جے یارو
دوجی واری نہ لبھی ماں جے یارو

والدین کے حقوق قرآنِ مجید کی روشنی میں

یَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ قُلْ مَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ وَالْیَتٰمٰى وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ﴿۲۱۵﴾ (البقرہ:۲۱۵)

ترجمہ: ”آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں۔ فرما دیجئے جو خرچ کرو اس میں والدین اور رشتہ داروں پر اور یتیموں اور مسکینوں پر اور مسافروں کی بہتری مدنظر رکھو اور جو نیکی تم کرو گے تو بیشک اللہ اسے خوب جانتا ہے۔“

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اپنے راستہ میں (اپنی رضا کے لیے) اپنے دیئے ہوئے مال سے خرچ کرنے کا طریقہ بتایا جس میں سرفہرست والدین ہیں۔ باقی حق داروں کا ذکر بعد میں ہے۔

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿۲۴﴾ؕ (بنی اسرائیل:۲۳تا۲۴)

ترجمہ: "اور آپ کے رب نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ والدین میں سے اگر تمہاری موجودگی میں کوئی ایک یا دو لوگ بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں تو ان کے سامنے اُف تک نہ کہو اور انہیں مت جھڑکو اور ان سے نرمی سے بات کرو اور ان پر مہربان ہو کر عاجزی کے بازو جھکا دے اور اپنے رب سے دعا کرو کہ جس طرح انہوں نے مجھ پر بچپن میں رحم کیا ایسے ہی تو ان پر رحم فرما۔"

ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے حکم کے بعد والدین کے حقوق کا حکم دیتے ہوئے ان کے ساتھ بات کرنے، اُن کی عزت کرنے اور ان کے لیے دُعا کرنے کا طریقہ بتایا:۔

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ؕ وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۸﴾ (العنکبوت:۸)

ترجمہ: "اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کی ہے اور وہ اگر تجھ سے میرے ساتھ شرک کروانے کی کوشش کریں جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا ہرگز نہ ماننا تم نے لوٹ کر میری طرف واپس آنا ہے تو میں تمہیں اس سے مطلع کر دوں گا جو تم کیا کرتے تھے۔"

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسَانًا ۭ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۭ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ۭ حَتّٰٓي اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰي وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ړ اِنِّىْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّىْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ (الاحقاف:١٥)

ترجمہ: "اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس کی والدہ نے بڑی تکلیف کے ساتھ اسے اٹھائے رکھا اور اسے جنم دینے میں بھی تکلیف برداشت کی اور اس کے حمل اور دودھ چھڑانے تک تیس مہینے گزر گئے حتیٰ کہ جب وہ پوری طرح نشوونما پا گیا اور چالیس سال کا ہو گیا تو اس نے کہا اے میرے رب! مجھے اپنی نعمت کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا کر دے جو نعمت جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی ہے اور میں تیری رضا کے مطابق صالح

عمل کروں اور میری اولاد کو اصلاح پر قائم رکھ۔ بے شک میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں اور بلاشبہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔"

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ ۝ وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا

(لقمان: ۱۴، ۱۵)

ترجمہ: "ہم نے انسان کو اُس کے ماں باپ کر بارے میں تاکید فرمائی۔ اس کی ماں نے اُسے پیٹ میں رکھا، کمزوری پر کمزوری جھیلتی ہوئی اور اُس کے دودھ چھوٹنا دو برس میں ہے۔ یہ کہ شکر کر میرا ارا اپنے ماں باپ کا میری ہی طرف تجھے آنا ہے ارا گر وہ دونوں تجھ سے کوشش کریں کہ میرا شریک ٹھہرا جس کا تجھے علم نہیں۔ تو ان کا کہنا نہ مان اور دنیا میں بھلائی کے ساتھ اُن کا ساتھ دے۔"

اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے والدہ کی تکالیف جو اُس نے اولاد کے لیے برداشت کیں اُن کا ذکر فرما کر اپنا شکر ادا کرنے کا حکم فرما کر والدین کا شکریہ ادا کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

اِس لیے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے کا شکر لازم ہے اِسی طرح والدین کے اولاد کو پالنے کا شکر بھی اولاد پر لازم ہے اور شکر کے معنی صرف لفظِ شکریہ کہنا

ہی کافی نہیں بلکہ جس طرح اللہ تعالیٰ کے تمام احکام کو بجالانا ضروری ہے اسی طرح والدین کی بھی پوری پوری اطاعت وفرمانبرداری ضروری ہے سوائے اس کے کہ اگر وہ اللہ کا شریک ٹھہرانے کا حکم دیں تو نہ مانو۔

یا خلافِ شرع کوئی اور حکم دیں تو اطاعت لازم نہیں۔ باجود اُن کے یعنی والدین کے مشرک ہونے کا اُن کی خدمت کا حکم ہے۔

رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا (النمل:۹)

ترجمہ: "اے میرے پروردگار مجھے توفیق عطا فرما کہ میں تیری اس نعمت کا شکر بجالاوں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر انعام فرمائے ہیں اور یہ کہ میں ایسے نیک عمل کروں جن سے تو راضی ہو جائے اور تو میری اولاد میں بھی یہ صلاحیت پیدا فرما اور میں آپ کی جناب میں رجوع کرتا ہوں اور فرمان بردار ہوں۔"

اس آیت مبارکہ میں بھی اوپر والی آیت کی طرح والدہ کا حق زیادہ فرمایا کہ کئی مہینے حمل میں رکھا اور اس بوجھ کو اٹھائے پھرتی رہی اور کیسی کیسی صعوبتیں برداشت کرتی رہی اور باپ بھی بڑی حد تک ان تکلیفوں میں شریک رہا اور سامانِ تربیت فراہم کرتا رہا۔ اس میں شک نہیں یہ سب کام فطرت کے تقاضا سے ہوتے ہیں مگر اسی فطرت کا تقاضا یہ بھی ہے کہ اولاد ماں باپ کی شفقت ومحبت کو محسوس کرے اور ان کی محنت اور ایثار کی قدر کرتے ہوئے ان کی شکر گزاری اور فرماں برداری کرے۔ اور کئی جگہ قرآن پاک میں اس کی تاکید ہے۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ قف وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ط ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ۝ (البقرہ:۸۳)

ترجمہ: "اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں (سے بھی احسان کرو) اور لوگوں سے اچھی بات کہو اور نماز پابندی سے پڑھو اور زکوٰۃ ادا کرو پھر تم اس عہد سے پھر گئے مگر تم میں سے تھوڑے قائم رہے اور یہ کہ تم پھر جانے والے ہو۔"

والدین سے حسن سلوک

اسلام نے والدین کے حقوق کو بڑی تفصیل اور وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے اور ان کے حقوق کو بہت ہی اچھے اور پیارے انداز میں پیش کیا ہے۔ ہر قابل علم شخص کی زبان پر یہ الفاظ آئے ہیں کہ اسلام نے والدین کو جو حقوق فراہم کئے ہیں اُس کی مثال کسی دوسرے مذہب میں نہیں ملتی۔ اسلام نے والدین کی عظمت و احترام اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے کے اصولوں کو لازم وملزوم بنا دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ عزوجل نے ماں باپ سے حسن سلوک کے لئے "احسان" کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔

"احسان" حسن سے بنا ہے جس کا مطلب بھلائی اور نیکی ہے۔ مراد یہ ہے کہ ہر شخص اپنے ماں باپ سے نیکی سے پیش آئے یعنی ان کے لئے جو کام بھی کرے اس سے انہیں فائدہ پہنچے نقصان نہ ہو۔

ارشاداتِ باری تعالیٰ:

ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ

اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ
وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ
بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ۙ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ مَنْ کَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ

(النساء:۳۶)

ترجمہ: "اور اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ بناؤ اور والدین اور قریبی رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور قریبی ہمسایوں اور دور کے ہمسایوں اور پاس بیٹھنے والوں اور مسافروں اور جو تمہاری ملکیت میں ہوں سب سے احسان کرو بے شک اللہ تعالیٰ بڑائی مارنے والوں، تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ عزوجل نے پہلے لوگوں کو حکم دیا ہے کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور صرف میری عبادت کرو۔ اس کے بعد یہ فرمایا ہے کہ والدین کے ساتھ احسان کرو کیونکہ تمام رشتے ماں باپ کے ذریعے سے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا انسان پر تو حق یہ ہے کہ انسان اس کو پکارے، اس کا ذکر کرے اور والدین کا حق یہ ہے کہ ان کی خدمت کی جائے، ان کی خوراک، لباس، صحت اور رہائش کا بندوبست کیا جائے۔ اگر والدین سے کبھی کوئی دنیاوی نقصان ہو جائے تو ان پر ناراض نہیں ہونا چاہیے بلکہ خوشگوار انداز میں ٹال دینا چاہیے۔

بعض اللہ والوں کا کہنا ہے بعض اولیاء اللہ کو اللہ عزوجل کی معرفت کا راستہ صرف والدین سے حسن سلوک کی بناء پر ملا لہٰذا اللہ عزوجل سے ہر وقت والدین سے

حسن سلوک سے پیش آنے کی دعا مانگتے رہنا چاہیے۔

ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ یوں ہوتا ہے۔

وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّكُمَاۤ اَتَعِدٰنِنِیْۤ اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِیْۚ وَهُمَا یَسْتَغِیْثٰنِ اللّٰهَ وَیْلَكَ اٰمِنْ ﳓ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚۖ فَیَقُوْلُ مَا هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۷﴾

(الاحقاف:۱۷)

ترجمہ: ”اور جس نے اپنے ماں باپ کے سامنے اُف کہا کیا تم مجھے دھمکی دیتے ہو کہ مجھے قیامت کے روز نکالا جائے گا حالانکہ مجھ سے پہلے بہت سی صدیاں گزر چکی ہیں مگر کوئی زندہ نہ ہوا اور اس کے ماں باپ اللہ سے فریاد کرتے ہیں اور کہتے ہیں خرابی ہو تیری ایمان لے آبے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے تو وہ کہتا ہے کہ یہ تو پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔“

اس آیت مبارکہ سے ہمیں پتہ چلتا ہے ماں باپ کے سامنے اُف نہیں کہنا چاہیے کیونکہ اس آیت کا شانِ نزول بتاتا ہے کہ یہ آیت کسی ایسے آدمی کے بارے میں اتری ہے جس نے والدین کے سامنے اُف کہا تھا۔ اللہ عزوجل نے اس آیت کے ذریعے آنے والے لوگوں کو تنبیہ کر دی ہے کہ ماں باپ کا مقام بہت بلند ہے لہٰذا ان کی شان میں اُف تک بھی نہ کہا جائے۔

مشہور فقیہ حضرت ابواللیث سمرقندی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ عزوجل اپنی کتاب میں والدین کے احترام اور حقوق کی تاکید نہ بھی فرماتے تو عقلاً بھی ان باتوں کا

وجوب معلوم ہوتا ہے اور ہر عقلمند پر واجب ہے کہ وہ اپنے والدین کا احترام اور ان کے حقوق کی پابندی کرے لیکن اب جبکہ اللہ عزوجل نے اپنی تمام کتابوں (تورات، انجیل، زبور اور قرآن مجید) میں بھی اسے ضروری قرار دے دیا ہے تو اور بھی زیادہ اہم ہو گیا ہے۔ اللہ عزوجل نے اپنی تمام کتابوں میں یہ حکم ارشاد فرمایا اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو احترام والدین اور ان کے ادائے حقوق کی وحی اور وصیت فرمائی۔ (تنبیہ الغافلین)

رب کو راضی کرنا:

کہتے ہیں کہ تین آیات تین کے ساتھ ملی ہوئی نازل ہوئی ہیں جن میں سے کوئی بھی دوسری کے بغیر قبول نہیں ہے۔

پہلی آیت یہ ہے۔

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ (البقرہ: ۴۳)

ترجمہ: ”اور نمازوں کی پابندی کرو اور زکوٰۃ دیتے رہو۔“

سو جو شخص نماز پڑھتا ہے اور زکوٰۃ نہیں دیتا اس کی نماز بھی قبول نہیں۔

دوسری آیت یہ ہے۔

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (سورۃ محمد: ۳۲)

ترجمہ: ”تم اللہ کا کہا مانو اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا مانو۔“

تیسری آیت یہ ہے۔

اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ ط (لقمان: ۱۴)

ترجمہ: ”تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کیا کر۔“

پس جو شخص اللہ تعالیٰ عزوجل کا شکر ادا کرتا ہے مگر والدین کا شکر ادا نہیں کرتا تو اس کا اللہ تعالیٰ کا شکر بھی قبول نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ عزوجل کے اس فرمان کی تائید رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد سے بھی ہوتی ہے کہ والدین کی لعنت اولاد کی جڑ کاٹ دیتی ہے جبکہ وہ ان کی حق تلفی کرتے ہوں پس جو کوئی اپنے والدین کو راضی کرتا ہے وہ اپنے خالق کو راضی کرتا ہے اور جس نے اپنے والدین کو ناراض کیا اس نے اپنے خالق کو ناراض کیا۔ جس نے اپنے والدین کو یا دونوں میں سے کسی ایک کو پالیا اور ان کے ساتھ حسن سلوک نہ کیا وہ دوزخ میں داخل ہوگا اور اللہ عزوجل کی رحمت سے بھی دور ہوگا۔

بیٹے پر والدین کے دس حقوق:

کہتے ہیں کہ بیٹے پر والدین کے دس حق ہیں۔

۱۔ ان کو کھانے کی ضرورت ہو تو کھانا کھلائے۔

۲۔ کپڑے کی ضرورت ہو تو کپڑا پہنائے جبکہ اسے ان باتوں کی قدرت ہو۔ حضور نبی کریم ﷺ سے مروی ہے۔

وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا

ترجمہ: "اور ان کے ساتھ دنیا میں خوبی سے بسر کرنا"

کی تفسیر میں یہی منقول ہے۔ فرماتے ہیں معروف طریقے کی مصاحبت یہ ہے کہ وہ بھوکے ہوں تو انہیں کھانا کھلائے اور ننگے ہوں تو کپڑا پہنائے۔

۳۔ جب ان میں سے کسی ایک کو خدمت کی ضرورت ہو تو خدمت کرے۔

۴۔ جب وہ بلائیں تو حاضر خدمت ہو اور جواب دے۔

۵۔ جب اسے کسی بات کا حکم دیں تو اطاعت کرے جبکہ حکم کسی معصیت یا غیبت وغیرہ کا نہ ہو۔

۶۔ ان کے ساتھ نرم گفتگو کرے اور سخت کلامی اختیار نہ کرے۔

۷۔ ان کو نام لے کر نہ پکارے۔

۸۔ ان کے پیچھے پیچھے چلا کرے۔

۹۔ ان کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور ان کے لئے وہی ناپسند سمجھے جو اپنے لئے ناپسند ہو۔

۱۰۔ جب اپنے لئے دعا کرے تو ان کے لئے بھی مغفرت کی دعا کرے۔

اللہ عزوجل حضرت نوح علیہ السلام کی حکایت میں فرماتا ہے۔

رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ (نوح:۲۸)

ترجمہ: "اے میرے رب! میری مغفرت کر دیجئے اور میرے ماں باپ کی بھی۔"

اور ایسے ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے منقول ہے۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ (ابراہیم:۴۱)

ترجمہ: "اے ہمارے رب! میری مغفرت کر دیجئے اور میرے ماں باپ کی اور کل مومنین کی حساب قائم ہونے کے دن۔"

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

والدین سے اچھا سلوک ان اعمال میں سے ہے جو اللہ عزوجل کو بہت پسند ہیں۔ اس کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان حسب ذیل ہے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللہِ تَعَالٰی؟ قَالَ الصَّلٰوۃُ لِوَقْتِہَا قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ بِرُّ

الْوَالِدَيْنِ قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ؟ قَالَ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ

(صحیح بخاری جلد اوّل حدیث ۵۰۰)

ترجمہ: "حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا اللہ کے نزدیک کون سا کام زیادہ پسندیدہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وقت پر نماز ادا کرنا۔ میں نے پوچھا پھر کون سا کام؟ آپ ﷺ نے فرمایا والدین کے ساتھ بھلائی کرنا۔ میں نے پوچھا پھر کون سا کام؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔"

اس حدیث میں ان چند کاموں کا ذکر کیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ عزوجل کے نزدیک بہت افضل ہیں۔ والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا بھی انہی افضل کاموں میں سے ہے۔

ایک اور روایت میں یہی بات یوں بیان ہوئی ہے کہ ایک آدمی حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں جہاد کی تمنا رکھتا ہوں مگر چند مجبوریوں کی وجہ سے معذور ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟ اس نے عرض کیا میری ماں زندہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل سے توفیق مانگ کر ماں سے حسن سلوک کرتا رہ تجھے حج، عمرہ اور جہاد فی سبیل اللہ کا ثواب ملے گا۔ (طبرانی)

فرمانِ نبوی ﷺ ہے والدین سے نیکی، نماز، روزہ، صدقہ، حج، عمرہ اور راہِ خدا میں جہاد کرنے سے افضل ہے۔ (احیاء العلوم جلد دوم صفحہ ۵۰۰)

رب تعالیٰ نے اپنی عبادت کے ساتھ والدین کی اطاعت کا ذکر فرمایا اس

کی چند وجوہات ہیں۔ یہ کہ ماں باپ، اولاد کی پیدائش اور اس کی پرورش کا سبب ہے اور حق تعالیٰ کے فیض کا پہلا واسطہ جو نعمت بھی کسی کو ملے گی پیدائش کے بعد ہی ملے گی لہٰذا خدا کے بعد ماں باپ کا ہی احسان ہے۔ دوسرے یہ کہ ماں باپ کا انعام خدا کے انعام سے مشابہت رکھتا ہے جیسے حق تعالیٰ بلا طمع بندوں کو پالیتا ہے ایسے ہی ماں باپ بغیر لالچ کے بچہ کو پالیتے ہیں۔ (تفسیر نعیمی ج ا صفحہ ۴۴۶)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ایک شخص کا مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے (قریب) سے گزر ہوا جس کا جسم دبلا پتلا تھا۔ اس کو دیکھ کر حاضرین نے کہا کاش یہ جسم اللہ کی راہ (یعنی جہاد) میں دبلا ہوتا۔ یہ سن کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شاید اپنے بوڑھے ماں باپ پر محنت کرتا ہو اور ان کی خدمت میں لگنے اور ان کے لئے روزی کمانے کی وجہ سے دبلا ہو گیا ہو۔ اگر ایسا ہے تو وہ فی سبیل اللہ ہے۔

پھر ارشاد فرمایا کہ شاید وہ چھوٹے بچوں پر محنت کرتا ہو یعنی ان کی خدمت، پرورش اور ان کے لئے رزق مہیا کرنے میں دبلا ہو گیا ہو اگر ایسا ہے تو وہ فی سبیل اللہ ہے۔ پھر فرمایا شاید وہ اپنے نفس پر محنت کرتا ہو اور اپنی جان کے لئے محنت کرتا ہو اور اپنی جان کے لئے محنت کر کے روزی کماتا ہو تا کہ اپنے نفس کو لوگوں سے بے نیاز کر دے اور مخلوق سے سوال نہ کرنا پڑے۔ اگر ایسا ہے تو وہ بھی فی سبیل اللہ ہے۔

(بیہقی شریف)

والدین سے اچھا سلوک کرو:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دوسرے لوگوں کی عورتوں سے پرہیز کر کے پاکدامن رہو ایسا کرنے سے تمہاری عورتیں پاکدامن رہیں گی۔ تم اپنے باپوں سے حسن سلوک کرو ایسا کرنے سے

تمہارے بیٹے تمہارے ساتھ حسن سلوک کریں گے اور جس کے پاس اس کا اسلامی بھائی معذرت خواہی کے لئے آئے تو اس کی معذرت قبول کرے خواہ وہ حق پر ہو یا ناحق پر۔ اگر ایسا نہ کیا یعنی اس کی معذرت قبول نہ کی تو وہ میرے حوضِ کوثر پر نہ آئے گا۔

(مستدرک الحاکم جلد چہارم)

والدین کو سلام کرنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مروان نے انہیں اپنا خلیفہ بنایا اور وہ ذوالخلصہ میں تھے اور ان کی والدہ ماجدہ کسی دوسری جگہ مقیم تھیں۔ جب وہ گھر سے نکلنے کا ارادہ فرماتے تو دروازے کے پاس کھڑے ہوتے اور کہتے اے اماں جان! السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ وہ جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فرماتیں۔

آپ رضی اللہ عنہ جواباً کہتے اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے جس طرح آپ نے بچپن میں مجھ پر رحم فرمایا اور میری پرورش فرمائی۔ وہ فرماتیں اللہ عزوجل تم پر بھی رحم فرمائے جیسا کہ تم نے میرے ساتھ بڑھاپے میں نیکی کا سلوک کیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ گھر واپس لوٹتے تو اسی طرح کہتے تھے۔ (الادب المفرد صفحہ ۵۷)

صاحب مروت کون؟

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وہ شخص مروت میں کامل ہے جو والدین سے حسن سلوک کرتا ہے، رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرتا ہے، اپنے بھائیوں کا احترام کرتا ہے، اہل وعیال سے اور خدام سے حسن سلوک رکھتا ہے اور اپنے دین کی حفاظت اور مال کی اصلاح کرتا ہے۔ اگر اس کے پاس ضرورت سے زائد ہو تو وہ خرچ کرتا ہے، زبان کی نگرانی کرتا ہے، اپنے گھر میں جما رہتا ہے یعنی اپنے کام میں لگا

رہتا ہے اور فضول لوگوں کی مجلس میں نہیں جاتا۔

انسان کی سعادت چار چیزیں:

حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے چار چیزیں انسان کی سعادت میں شمار ہوتی ہیں۔ اوّل بیوی نیک ہو، دوم اولاد فرمانبردار ہو، سوم دوست احباب نیک ہوں اور چہارم رزق اپنے ہی شہر میں ہو۔

والدین سے نرمی سے بات کرنا:

حضرت طلیلۃ بن عباس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھ سے جنگ دولاں میں بعض گناہ سرزد ہوئے جو مجھے گناہِ کبیرہ معلوم ہوتے تھے۔ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ان کا ذکر کیا۔ انہوں نے پوچھا وہ گناہ کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا فلاں فلاں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ تو گناہ کبیرہ نہیں ہیں۔ گناہ کبیرہ تو نو ہیں۔ اوّل شرک کرنا، دوم کسی جان کو قتل کرنا، سوم میدانِ جہاد سے بھاگنا، چہارم شریف عورت پر زنا کا الزام لگانا، پنجم سود کھانا، ششم یتیم کا مال کھانا، ہفتم مسجد میں الحاد، ہشتم (دین کا) مذاق اڑانا اور نہم بیٹے کی نافرمانی جس کی وجہ سے ماں باپ رو پڑیں۔ (الادب المفرد)

زندگی کا دارومدار کہنے اور کرنے پر ہے۔ جب حضور نبی کریم ﷺ نے یہ بات کہہ دی کہ ماں باپ سے حسن سلوک کرو تو پھر اسے تسلیم کر کے اچھا سلوک کرنا ہی چاہیئے۔ ماضی کو مت دیکھو حال میں مگن رہو۔ ماضی میں اگر والدین کے ساتھ حسن سلوک میں کوئی کمی رہ گئی ہے تو آج ہی سے اس کا ازالہ شروع کر دو اور والدین کو راضی کر کے اللہ عزوجل کو راضی کر لو۔

والدین کے ساتھ نیکی کرنا:

والدین کے ساتھ نیکی یہ ہے کہ ان کی فرمانبرداری ہو اور اطاعت کی جائے۔ ان کا ادب و احترام کیا جائے اور ان کی ضروریات پوری کی جائیں اور ان کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر مقدم رکھا جائے اور اگر ظلم کریں تو بھی ان کی اطاعت کی جائے البتہ غیر شرعی احکام میں ان کی اطاعت نہ کی جائے پھر بھی ان کے ساتھ نرمی کی جائے اور اگر وہ فوت ہو جائیں تو ان کی قبر کی زیارت کی جائے اور ان کے لئے استغناء کیا جائے۔ اسلام نے والدین کو اس قدر اہمیت دی ہے کہ اللہ کریم کی ذات کبریا کے بعد والدین کا ذکر کیا ہے۔ اسلام کے اس حکم کے پیش نظر ہر عاقل و بالغ انسان پر لازم ہے کہ وہ اپنے والدین سے حسن سلوک کرے۔ (تفسیر تبیان القرآن ج ۳ صفحہ ۳۸۵)

کسی کے والدین کو گالی دینا اپنے ماں باپ کو گالی دینا ہے:

دین اسلام نے والدین کے احترام کو اس حد تک ملحوظ رکھا ہے کہ کسی کے والدین کو بھی گالی دینے کی اجازت نہیں دی یعنی دوسروں کے والدین کی بھی عزت کی جائے اور انہیں احترام کی نگاہ سے دیکھا جائے۔ ماں باپ کو گالی دینا گناہ کبیرہ ہے اور اس کی سزا جہنم ہوگی اس لئے ماں باپ کو گالی دینے سے منع فرمایا گیا ہے۔

وَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْكَبَآئِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَ الِدَيْهِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ وَهَلْ يَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ نَعَمْ يَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ اَبَاهُ وَ يَسُبُّ اُمَّهُ فَيَسُبُّ اُمَّهُ (صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۶۴)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدمی کا اپنے والدین کو گالی دینا کبیرہ گناہوں سے ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کیا کوئی اپنے ماں باپ کو بھی گالی دیتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں! آدمی دوسرے کے باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے۔ یہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔"

اس حدیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہوئی کہ اپنے ماں باپ کو گالی دینا اور ان کو برا کہنا تو گناہ کبیرہ ہے ہی لیکن جو شخص کسی کے ماں باپ کو گالی دے کر اپنے ماں باپ کو گالی دلوائے اور ان کو برا کہلوانے کا سبب بنے تو وہ بھی گناہ کبیرہ کا مرتکب قرار پائے گا کیونکہ اگر وہ اس شخص کے ماں باپ کو گالی نہ دیتا تو وہ شخص بھی اس کے ماں باپ کو گالی نہ دیتا لہٰذا جب وہ اپنے ماں باپ کو گالی دینے کا باعث بنا تو گویا اس نے خود گالی دی اور والدین کو گالی دینا والدین کی نافرمانی اور سرکشی میں داخل ہے جو حرام ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَکْبَرِ الْکَبَائِرِ اَنْ یَّلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَیْہِ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ یَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَیْہِ قَالَ یَلْعَنُ اَبَا الرَّجُلِ فَیَلْعَنُ اَبَاہُ وَ یَلْعَنُ اُمَّہٗ فَیَلْعَنُ اُمَّہٗ (سنن ابی داؤد جلد سوم حدیث ۱۷۰۰)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے

ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ بہت ہی بڑے گناہوں سے ہے کہ آدمی اپنے والدین پر لعنت کرے۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ! آدمی اپنے والدین پر کیسے لعنت کرتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کسی آدمی کے باپ پر لعنت کرے اور وہ اس کے باپ پر لعنت کرے اور وہ کسی کی ماں پر لعنت کرے اور وہ اس کی ماں پر لعنت کرے۔"

ماں باپ پر لعنت کرنے کا مطلب یہ بھی ہے کہ وہ ایسے کام کرتا ہے جس سے اس کے ماں باپ پر لعنت کی جاتی ہے تو گویا اس نے ہی ان پر لعنت کی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے بھی اس برائی سے بچنے کی تاکید یوں فرمائی ہے۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا بِاللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيِّ (مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث ۴۶۳۲)

ترجمہ: "حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن طعنہ دینے والا، لعنت کرنے والا اور فحش گو اور بے غیرت نہیں ہوتا۔"

وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَّقِتَالُهُ كُفْرٌ

(صحیح بخاری جلد سوم حدیث ۹۸۳)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان کو گالی دینا فسق

اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔"

وَعَنْ اَنَسٍ وَاَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْتَبَّانِ مَا قَالَا فَعَلَى الْبَادِیْ مَالَمْ يَعْتَدِ الْمَظْلُوْمُ (صحیح مسلم جلد ششم صفحہ ۲۲۱)

ترجمہ: "حضرت انس اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو گالی گلوچ کرنے والوں میں مجرم پہل کرنے والا ہے جب تک مظلوم زیادتی نہ کرے۔"

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا الدِّيْكَ فَاِنَّهُ يُوْقِظُ لِلصَّلٰوةِ (سنن ابی داؤد)

ترجمہ: "حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مرغ کو گالی نہ دو کیونکہ وہ نماز کے لئے جگاتا ہے۔"

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوا الْمُفْلِسُ فِيْنَا مَنْ لَّا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ يَّاْتِیْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلٰوةٍ وَّصِيَامٍ وَّزَكٰوةٍ وَّيَاْتِیْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَ اَكَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَيُعْطٰى هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ يُّقْضٰى مَا عَلَيْهِ

اُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ

(صحیح مسلم جلد ششم صفحہ ۲۱۸تا۲۱۹)

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ عرض کیا گیا ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس درہم و دینار اور مال و متاع نہ ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزے اور زکوٰۃ کے ساتھ آئے گا مگر اس کو گالی دی ہوگی، اس پر تہمت لگائی ہوگی، اس کا مال کھایا ہوگا، اس کا خون بہایا ہوگا اور اس کا مارا ہوگا پس اس کی نیکیوں میں سے اسے اور اسے دے دی جائیں گی اور اگر اس کی نیکیاں سب کے حقوق پورے ہونے سے پہلے ختم ہوگئیں تو باقی لوگوں کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔"

وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَجُلًا اِسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ائْذَنُوْا لَهٗ فَبِئْسَ اَخُوا الْعَشِيْرَةِ فَلَمَّا جَلَسَ تَطَلَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ وَجْهِهٖ وَانْبَسَطَ اِلَيْهِ فَلَمَّا انْطَلَقَ الرَّجُلُ قَالَتْ عَائِشَةُ يَا رَسُوْلَ اللهِ قُلْتَ لَهٗ كَذَا وَكَذَا ثُمَّ تَطَلَّقْتَ فِيْ وَجْهِهٖ وَانْبَسَطْتَ اِلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَتٰى عَاهَدْتِّنِيْ فَحَّاشًا اِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ

الْقِیَامَةِ مَنْ تَرَکَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ شَرِّهٖ وَفِیْ رِوَایَةٍ اتِّقَاءَ فُحْشِهٖ (صحیح بخاری جلد سوم حدیث ۹۷۱)

ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں ایک شخص نے حضور نبی کریم ﷺ سے اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے اجازت دے دو اور یہ خاندان کا برا شخص ہے۔ جب وہ بیٹھ گیا تو حضور نبی کریم ﷺ خندہ پیشانی سے ملے اور کھل کر کلام فرمایا۔ جب وہ شخص چلا گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے تو ایسا فرمایا تھا پھر اس سے خندہ پیشانی سے بھی ملے اور کھل کر کلام کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے مجھے فحش گو کب سے پایا؟ بے شک قیامت میں مرتبہ کے لحاظ سے اللہ کے نزدیک برا آدمی وہ ہوگا جس کو اس کی برائی کے باعث لوگ چھوڑ دیں اور ایک روایت میں ہے اس کی فحش گوئی کے باعث چھوڑ دیں۔"

حضور نبی کریم ﷺ کے ان ارشاداتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ زبان سے برے الفاظ یعنی گالی گلوچ کرنے کو فحش گوئی کہا جاتا ہے۔ فحش گوئی اچھے لوگوں کا کام نہیں ہے کیونکہ گالی گلوچ شرعاً حرام اور گناہ ہے۔ بعض لوگ اسے بے تکلفی کی دلیل سمجھتے ہیں ان کا یہ خیال غلط ہے۔ فحش گوئی سے عام طور پر لڑائی جھگڑا جنم لیتا ہے اور بعض اوقات خونریزی تک نوبت پہنچ جاتی ہے لہٰذا ایسی بری عادت کو بالکل نہ اپنائیں جو اپنے لئے اور دوسروں کے لئے نفرت پیدا کرنے کا ذریعہ بنے۔

اگر کوئی شخص فحش گوئی کرے تو اس کے جواب میں قطعاً گالی نہ دی جائے

بلکہ صبر سے برداشت کر کے اسے سمجھانے کی کوشش کی جائے کیونکہ اچھے لوگوں کی یہی علامت ہے کہ جب کوئی ان سے الجھنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ کسی نہ کسی طریقے سے اپنے دامن کو بچالیتے ہیں۔ فحش گوئی ہر حال میں بری ہے کیونکہ بدزبان دین و دنیا میں اپنی فحش گوئی کی وجہ سے نیکیوں سے محروم رہتا ہے۔

گالی ہر حال میں بری ہے کیونکہ گالی میں جسم کے چھپے ہوئے حصوں کو دہرایا جاتا ہے جس سے انسان کی توجہ نیکی کی طرف سے ہٹتی ہے اور برائی کی طرف مائل ہوتی ہے اس لئے گالی سے خواہ مخواہ اپنے آپ کو گناہوں کی وادی میں لے جانا عقلمندی نہیں ہے۔ اس لئے اے میرے دوست! گالی دینے کا کیا فائدہ، گالی نہ دینے میں انسانی فلاح کا راز ہے اور اخلاق کی سربلندی ہے۔

غصہ انسان کو گالی کی طرف مائل کرتا ہے لہٰذا تو غصہ چھوڑ دے، خندہ پیشانی سے ہر کسی سے پیش آ۔ یاد رکھ! اللہ عزوجل کی رحمت سے گالی دینے کی طرف کبھی بھی رغبت پیدا نہ ہوگی۔

ہارون الرشید کے صاحب زادے کا قصہ:

ایک مرتبہ ہارون الرشید کا ایک بیٹا غصے میں بھرا ہوا باپ کے پاس آیا اور کہا فلاں سپاہی کے لڑکے نے مجھے ماں کی گالی دی ہے۔ ہارون الرشید نے ارکانِ دولت سے پوچھا ایسے آدمی کو کیا سزا ملنی چاہئے؟ ایک نے زبان کاٹنے کی رائے دی اور دوسرے نے جائیداد ضبط کرنے اور ملک بدر کرنے کی سزا تجویز کی اور ایک نے اس کے قتل کا مشورہ دیا۔

ہارون الرشید نے بیٹے سے کہا اے بیٹے! اگر تو اسے معاف کر دے تو تیری مہربانی ہے اور اگر تو اسے گالی دے گا تو اس طرح تو بدلہ لے گا مگر یہ اللہ اور اس کے

رسول ﷺ کو ناپسند ہے اس لئے تیرے لئے بہتر یہی ہے کہ تو صبر کرے اور اللہ عزوجل سے جزا کا طالب رہے۔

نہ مردست آں بنزدیک خردمند
کہ باپیل دماں پیکار جوید
بلے مرد آنکس ست از روئے تحقیق
کہ چوں خشم آیدش باطل نگوید

ترجمہ: "عقلمند کے نزدیک مرد وہ نہیں جو مست ہاتھی سے لڑے البتہ تحقیق کی رو سے مرد وہ ہے کہ جب اسے غصہ آئے تو فحش باتیں نہ کرے۔"

بوڑھے والدین کی خدمت:

بڑھاپا ہر شخص پر ایک نہ ایک دن آ کے رہنا ہے۔ اس عمر میں انسان کا جسم کمزور ہو جاتا ہے۔ کام کرنے کے لئے وہ طاقت نہیں رہتی جو جوانی میں ہوتی ہے۔ اس لئے اللہ عزوجل نے خاص طور پر یہ حکم دیا ہے کہ والدین جب بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کی ہر لحاظ سے خدمت کرنی چاہئے اور ان کی خوراک، لباس اور رہائش کا خصوصی اہتمام کرنا چاہئے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًاؕ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا۝۲۳ وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ

صَغِیْرًا ﴿۲۴﴾ (بنی اسرائیل: ۲۳ تا ۲۴)

ترجمہ: "اور آپ کے رب نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ والدین میں سے اگر تمہاری موجودگی میں کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں تو ان کے سامنے اُف تک نہ کہو اور انہیں مت جھڑکو اور ان سے نرمی سے بات کرو اور ان پر مہربان ہو کر عاجزی کے بازو جھکا دے اور اپنے رب سے دعا کرو کہ جس طرح انہوں نے مجھ پر بچپن میں رحم کیا ایسے ہی تو ان پر رحم فرما۔"

اللہ تعالیٰ عزوجل نے انسان کو حکم دیا ہے کہ خدائے وحدہٗ لاشریک کے سوا کسی کی پرستش نہ کی جائے۔ اس اہم اور عظیم الشان فرمان کے معاً بعد جو دوسرا حکم دیا جا رہا ہے وہ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کے متعلق ہے۔

جب ماں باپ جوان ہوں اور اپنی ضروریات کے خود کفیل ہوں اس وقت تو بچے عموماً ان کے فرمانبردار ہوتے ہیں کیونکہ وہ ان کے دست نگر ہوتے ہیں لیکن جب بڑھاپا آتا ہے، صحت بگڑنے لگتی ہے تو وہ خود روزی کمانے سے قاصر ہو جاتے ہیں اور اولاد کے سہارے کے محتاج ہو جاتے ہیں اس وقت سعادت مند اولاد کا فرض ہے کہ ان کی خدمت اور دلجوئی کے لئے اپنی کوششیں وقف کر دے۔

اگر مرض طول پکڑ جائے اور ان کا مزاج چڑچڑا ہو جائے، وہ بات بات پر خفا ہونے لگیں تو ان حالات میں بھی ان کی ناز برداری میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھے اور خبردار کہیں اکتا کر یا ان کی خفگی سے آشفتہ ہو کر تمہاری زبان سے اُف نہ نکلے بلکہ اگر اللہ عزوجل نے بوڑھے والدین کی خدمت کا موقع دیا ہے تو اسے غنیمت سمجھے۔ ان کے

علاج معالجہ اور ان کے آرام و آسائش پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرے۔ جب ان سے کلام کرے تو سخت کلامی سے بچے بلکہ ایسے محبت بھرے انداز میں ہم کلام ہو کہ ان کے دل کا کنواں کھل جائے۔ ان کا دل خوش اور آنکھیں روشن ہوں اور وہ بے اختیار دعا دیں۔

حق بات تو یہی ہے کہ بوڑھے والدین کی خدمت کرو اور اسی حق کی تائید کر کے خود عمل پیرا ہو جاؤ۔ بوڑھے ماں باپ کی دعاؤں میں بڑا اثر ہوتا ہے اس لئے یہ وقت کھونا نہیں چاہیے۔ اکثر لوگوں کی زندگی میں رزق کی فراوانی اور خوشحالی بوڑھے والدین کی دعاؤں ہی سے ہوتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خاک آلود ہو ناک اس شخص کی، خاک آلود ہو ناک اس شخص کی، خاک آلود ہو ناک اس شخص کی یعنی آپ ﷺ نے تین مرتبہ ایسا فرمایا اور گویا بددعا دی کہ وہ شخص ذلیل و خوار ہو۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون شخص ہے جس کے حق میں یہ بددعا فرمائی جا رہی ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا وہ شخص جو اپنے والدین میں سے کسی ایک یا دونوں کو بڑھاپے کی حالت میں پائے اور پھر بھی جنت میں داخل نہ ہو یعنی جس شخص کے ماں باپ یا دونوں میں سے کوئی ایک بڑھاپے کی حالت میں ہو اور وہ شخص ان کی خدمت کر کے انہیں راضی نہ کرے تو وہ انتہائی بدقسمت ہے کیونکہ خصوصیت سے بوڑھے ماں باپ کی خدمت کرنا بڑے اجر کی بات ہے اور جنت میں داخل ہونے کا سبب ہے۔

حدیث کا متن یہ ہے۔

عَنْ اَبُوْهُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَغِمَ اَنْفُهٗ رَغِمَ اَنْفُهٗ قِيْلَ مَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟

قَالَ مَنْ اَدْرَكَ وَالِدَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلَاهُمَا ثُمَّ يَدْخُلِ الْجَنَّةِ (صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۳۱۴)

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کی ناک خاک آلود ہو۔ اس کی ناک خاک آلود ہو۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ! کس کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا جو بڑھاپے کی حالت میں اپنے والدین کو پائے دونوں میں سے ایک کو یا دونوں کو اور پھر بھی جنت میں داخل نہ ہو۔"

والدین اگر بڑی عمر کے ہو جائیں اور ان کے بول و براز تک اٹھانے کی ضرورت پڑے تو ایسے وقت میں ناک نہ چڑھائے، منہ ترش نہ کرے کیونکہ وہ تیرے بچپن میں بول و براز اٹھاتے رہے ہیں اور بکثرت اس حال کو دیکھتے رہے ہیں۔

جو شخص بوڑھے لوگوں کا احترام نہ کرے وہ حضور نبی کریم ﷺ کی سنت پر عمل کرنے والا نہیں ہوگا کیونکہ آپ ﷺ خود بوڑھے لوگوں کا بے حد احترام کیا کرتے تھے اور یہی بات آپ ﷺ نے امت کو فرمائی ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا وَيَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ (جامع ترمذی جلد اول حدیث ۱۹۸۴)

ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے

چھوٹوں پر رحم و شفقت نہ کرے اور ہمارے بڑوں کا احترام نہ کرے۔ نیکی اور بھلائی کا حکم نہ دے اور بدی و برائی سے منع نہ کرے۔"

ایک اور حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ اگر اپنی عزت و تعظیم کروانا چاہتے ہو تو بوڑھے لوگوں کی عزت کرو۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَكْرَمَ شَابٌّ شَيْخًا مِّنْ اَجَلِ سِنِّهٖ اِلَّا قَيَّضَ اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَ سِنِّهٖ مَنْ يُّكْرِمُهٗ (جامع ترمذی جلد اول حدیث ۲۰۸۸)

ترجمہ: "حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بھی جوان کسی بوڑھے شخص کی اس کے بڑھاپے کے سبب تعظیم کرتا ہے تو اللہ عزوجل اس کے بڑھاپے کے وقت کسی ایسے شخص کو متعین فرما دیتا ہے جو اس کی تعظیم کرتا ہے۔"

ان دونوں حدیثوں میں بوڑھے لوگوں کی عزت کے بارے میں کہا گیا ہے مگر یاد رہے کہ عام بوڑھے لوگوں کی جب عزت کا حکم دیا گیا ہے تو بوڑھے والدین کا مقام تو ان سے کہیں بڑھ کر ہے۔

حدیث جبرائیل علیہ السلام:

حدیث جبرائیل علیہ السلام میں بوڑھے والدین کی خدمت کے لئے بہت تاکید کی گئی ہے۔

حدیث پاک یہ ہے۔

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْضُرُوا الْمِنْبَرَ فَحَضَرْنَا فَلَمَّا ارْتَقٰى دَرَجَةً قَالَ اٰمِيْنَ فَلَمَّا ارْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّانِيَةَ قَالَ اٰمِيْنَ فَلَمَّا ارْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّالِثَةَ قَالَ اٰمِيْنَ فَلَمَّا نَزَلَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ لَقَدْ سَمِعْنَا مِنْكَ الْيَوْمَ شَيْئًا مَا كُنَّا نَسْمَعُهٗ قَالَ اِنَّ جِبْرِيْلَ عَرَضَ لِيْ فَقَالَ بَعُدَ مَنْ اَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهٗ قُلْتُ اٰمِيْنَ فَلَمَّا رَقِيْتُ الثَّانِيَةَ قَالَ بَعُدَ مَنْ ذُكِرْتَ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ قُلْتُ اٰمِيْنَ فَلَمَّا رَقِيْتُ الثَّالِثَةَ قَالَ بَعُدَ مَنْ اَدْرَكَ اَبَوَيْهِ الْكِبَرَ اَوْ اَحَدُهُمَا فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ قُلْتُ اٰمِيْنَ (صحیح بخاری)

ترجمہ: ”حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا منبر کے قریب ہو جاؤ۔ ہم لوگ حاضر ہو گئے۔ جب آپ ﷺ نے منبر کے پہلے درجے پر قدم مبارک رکھا تو فرمایا آمین۔ جب دوسرے درجے پر قدم رکھا تو فرمایا آمین۔ جب تیسرے درجے پر قدم رکھا تو فرمایا آمین۔ جب آپ ﷺ خطبہ سے فارغ ہو کر نیچے اترے تو ہم نے عرض کیا ہم نے آج آپ ﷺ سے (منبر پر چڑھتے ہوئے) ایسی بات سنی جو پہلے کبھی نہیں سنی تھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت جبرائیل علیہ السلام میرے سامنے آئے تھے (جب میں

نے پہلے درجے پر قدم رکھا تھا) تو انہوں نے کہا ہلاک ہو وہ جس نے رمضان کا مبارک مہینہ پایا پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی۔ میں نے کہا آمین۔ پھر جب میں دوسرے درجے پر پہنچا تو انہوں نے کہا ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے آپ ﷺ کا ذکر مبارک ہو اور وہ درود نہ بھیجے۔ میں نے کہا آمین۔ جب میں تیسرے درجے پر پہنچا تو انہوں نے کہا ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پہنچے اور وہ اسے جنت میں داخل نہ کرائیں۔ میں نے کہا آمین۔"

اللہ تعالیٰ عزوجل کے سب سے مقرب فرشتے حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے اور انہوں نے آپ ﷺ کے حضور تین باتیں کیں۔ آپ ﷺ نے ان پر آمین کہہ کر مستجابیت پر مہر ثبت کر دی۔

اللہ تعالیٰ عزوجل اپنے فضل سے ان تین چیزوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس ارشاد میں کہا گیا ہے اول وہ آدمی بدقسمت ہے جس پر رمضان المبارک کا مہینہ گزر جائے اور اس کی بخشش نہ ہو یعنی رمضان المبارک رحمتوں اور برکتوں والا مہینہ ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ عزوجل کی رحمت بارش کی طرح برستی ہے لہٰذا اللہ عزوجل کی رحمت اور برکت سے مستفید ہونے کے لئے بکثرت عبادت کرنی چاہئے مگر جو شخص عبادت کی بجائے گناہوں اور برائیوں میں مبتلا رہے وہ رمضان المبارک کے فیوض و برکات سے محروم رہے گا اور اس طرح اس کے گناہوں کی بخشش نہ ہوگی لہٰذا غور کرنا چاہئے کہ رمضان المبارک سے بڑھ کر مغفرت کے لئے اور کون سا وقت ہوگا؟ پھر مغفرت سے محروم شخص کی ہلاکت میں کیا تامل ہے؟

دوسرا وہ شخص بد بخت ہے جس کے سامنے آپ ﷺ کا نام لیا جائے تو اس پر درودِ پاک پڑھنا واجب ہو گیا اور جو شخص آپ ﷺ پر درودِ پاک نہ بھیجے وہ بخیل ہے۔ درودِ پاک کی بہت فضیلت ہے چنانچہ جو شخص ایک مرتبہ آپ ﷺ پر درودِ پاک بھیجتا ہے اللہ عزوجل اس پر رحمتوں کا نزول فرماتا ہے اور فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں، اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور اس کے درجات بلند کئے جاتے ہیں اور آخرت میں آپ ﷺ اس کی شفاعت فرمائیں گے۔

اس کے علاوہ درودِ پاک سے رزق کی تنگی اور فاقہ دور ہوتا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بارگاہ میں تقرب نصیب ہوتا ہے۔ دشمنوں پر مدد نصیب ہوتی ہے اور دل کی کدورتوں سے صفائی ہوتی ہے۔ لوگ درودِ پاک پڑھنے والوں سے محبت کرتے ہیں اس لئے فقہاء نے اس کی تصریح کی ہے کہ ایک مرتبہ عمر بھر میں درودِ پاک پڑھنا عملاً فرض ہے۔

تیسرا وہ شخص بد بخت ہے جس کے بوڑھے والدین میں سے دونوں یا ایک موجود ہو اور وہ ان کی اس قدر خدمت نہ کرے جس کی وجہ سے جنت کا مستحق ہو سکے۔ والدین کے حقوق کی بھی بہت تاکید کی گئی ہے لہٰذا امباح امور میں ان کی اطاعت ضروری ہے اس لئے ان کی بے ادبی نہیں کرنی چاہئے اگرچہ وہ مشرک ہوں، اپنی آواز کو ان کی آواز سے اونچی نہ کریں اور ان کا نام لے کر انہیں نہ پکاریں۔ کسی کام میں ان سے پیش قدمی نہ کریں۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں نرمی کریں اور اگر قبول نہ کریں تو سلوک کرتا رہے اور ہدایت کی دعا کرتا رہے۔ غرض ہر بات میں ان کا بہت احترام ملحوظ رکھے۔

مولانا ظفر علی خاں نے اس مبارک حدیث کا مفہوم اپنے اشعار میں کچھ اس

طرح سے بیان کیا ہے۔

اِک دن نبی ﷺ نے حلقہ احباب میں یہ لفظ
دہرائے تین بار کہ ناک اس کی کٹ گئی

اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یہ کمبخت کون ہے؟
توقیر جس کی حضرت باری میں گھٹ گئی

ارشاد یوں ہوا کہ وہ فرزند ناخلف
گھر جس کی جنت آئی اور آ کر پلٹ گئی

ماں باپ کا جسے بڑھاپے میں ہو خیال
اس ناسعید بیٹے کی قسمت الٹ گئی

مشرک والدین کا بھی احترام:

اسلام کی تعلیمات کے مطابق مشرک والدین کی خدمت اور ان سے بھلائی کرنے کا درس موجود ہے۔ اگر مشرک والدین اسلام کے خلاف کوئی عمل کرنے کی ہدایت کرتے ہیں تو اسلام کے خلاف ان کا ہر حکم ہدایت نہیں بلکہ گمراہی ہے چنانچہ گمراہی سے دور رہیں اور اسلام کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے والدین پر سختی نہ کریں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ

لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِى الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَىَّ ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ

(سورۂ لقمان آیت ۱۵، پ۲۱، ع۱۱)

ترجمہ: "اور اگر دونوں تجھ سے کوشش کریں کہ تو میرا شریک ٹھہرائے ایسی چیز کو جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان اور دنیا میں اچھی طرح ان کا ساتھ دے اور اس کی وہ دلیل جو میری طرف رجوع لایا پھر میری ہی طرف تمہیں پھر آنا ہے تو میں بتادوں گا جو تم کرتے تھے۔"

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں میری ماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مدینہ آئی اور وہ کافر تھی۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا میں اس کے ساتھ سلوک کروں؟ ارشاد فرمایا ہاں! ابن عیینہ کہتے ہیں اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِى الدِّيْنِ (سورۂ ممتحنہ آیت ۸، پ۳۰)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ سلوک کرنے سے منع نہیں کرتا جو دین کے مقدمہ میں تم سے نہیں لڑے۔"

(بخاری شریف ج ۲ صفحہ ۸۸۴)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں میری ماں ان دنوں میں مدینہ آئی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے صلح کا زمانہ تھا۔ اس کا باپ یعنی

میرا نانا بھی اس کے ساتھ تھا۔میں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا میری ماں آئی ہے اس کو اسلام سے نفرت ہے کیا میں اس سے سلوک کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا البتہ اپنی ماں سے سلوک کرو اگرچہ وہ مسلمان نہیں۔(بخاری شریف ج ۲ صفحہ ۸۸۴)

مشرک والدین کو اسلام کی دعوت دینا:

اسلام نے کافر والدین کو اسلام کی دعوت دینے کا حکم دیا ہے۔رشتہ داروں اور والدین کو مسلسل اسلام کی دعوت دیتے رہیں اور ان کے انکار پر مایوس نہیں ہونا چاہیے اور اسلام کی دعوت دینا نہیں چھوڑنا چاہیے جس طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی مشرکہ والدہ کو بار بار اسلام کی دعوت دیتے رہے اگرچہ وہ شروع میں انکار کرتی رہیں آخر کار حضورِ اکرم ﷺ کی دعا سے وہ مسلمان ہو گئیں۔

حضرت ابوکثیر السحیمی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے کسی یہودی یا نصرانی کو میرا علم ہوگا وہ مجھ سے ضرور محبت کرے گا۔میری والدہ نصرانی تھیں۔میں چاہتا تھا کہ وہ اسلام قبول کر لیں مگر وہ انکار کرتی تھیں۔میں نے ایک دن انہیں اسلام کی دعوت دی تو حسبِ معمول انہوں نے انکار کر دیا۔

میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا آپ ﷺ میری والدہ کے لئے دعا فرما دیجئے۔آپ ﷺ نے دعا فرما دی۔اب جب میں ان کے پاس آیا تو انہوں نے دروازہ بند کر رکھا تھا۔انہوں نے اندر سے کہا اے ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ)! میں مسلمان ہو گئی ہوں۔میں نے نبی اکرم ﷺ کو خبر دی اور عرض کیا کہ میرے لئے اور میری والدہ کے لئے دعا فرما دیجئے۔آپ ﷺ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! تیرا بندہ ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) اور اس کی والدہ دونوں کو لوگوں میں محبوب بنا

دے۔(ادب المفرد صفحہ ۲۷)

والدین کی خواہش پر بیوی کو طلاق:

اسلام نے والدین کی رضا کو اہمیت دی ہے اس حد تک کہ والدین اپنے بیٹے کی بیوی کو ناپسند ہونے کی وجہ سے اگر بیٹے کو طلاق کا حکم دیں تو والدین کے حکم کا احترام اس پر لازم ہے جیسا کہ ترمذی شریف پر حدیث مبارکہ ہے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس ایک مرد آیا اور اس نے کہا میری ایک عورت ہے اور میری ماں حکم دیتی ہے کہ میں اسے طلاق دے دوں۔آپ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے وہ فرماتے تھے باپ درمیانی دروازہ ہے جنت کا پس تو ضائع کر اس کو یا اس کی حفاظت کر اور سفیان اس روایت میں کبھی ماں کا ذکر کرتے ہیں اور کبھی باپ کا۔(ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۱۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میری ایک بیوی تھی جسے میں بہت چاہتا تھا اور میرے باپ اسے برا جانتے تھے چنانچہ انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں اسے طلاق دے دوں مگر میں نے وہ حکم نہ مانا۔پھر میں نے اس بات کا ذکر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عمر (رضی اللہ عنہ) کے بیٹے! تم اپنی بیوی کو طلاق دے دو۔(ترمذی شریف جلد اول صفحہ ۱۴۲)

احترامِ والدین:

اسلام نہایت ہی خوبصورت اندازِ کلام اور نہایت ہی نرم اور پرسوز حقائق کے ساتھ اولاد کے دلوں میں والدین کے حق میں عزت و احترام پیدا کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے والدین کے احترام کی تلقین فرمائی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝ؕ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ۝

(سورۃ بنی اسرائیل آیت ۲۳ تا ۲۵، پ ۱۵، ع ۳)

ترجمہ: "اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے ہوں نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا اور ان کے لئے عاجزی کا بازو بچھاؤ اور نرم دلی سے اور عرض کر کے اے میرے رب! تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے بچپن میں پالا۔ تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے اگر تم لائق ہوئے تو بے شک وہ توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا ہے۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک شخص آیا اور اس کے ساتھ ایک بوڑھا شخص بھی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

پوچھا یہ بزرگ جو تیرے ساتھ ہیں کون ہیں؟ اس نے کہا یہ میرا والد ہے۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا تو اس کے آگے نہ چلا کر اور اس سے پہلے نہ بیٹھا کر اس کو اس کے نام کے ساتھ نہ پکارا اور اس کو گالی سے نہ بلا۔ (تفسیر درمنثور جلد ۴ صفحہ ۴۵۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو نیک بیٹا اپنے والدین کی طرف رحمت کی نظر سے دیکھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ہر نظر کے بدلے مقبول حج کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا اگر وہ ہر روز سو مرتبہ دیکھو۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! اللہ تعالیٰ اس سے بڑا ہے۔

(تفسیر درمنثور جلد ۴ صفحہ ۴۵۷)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کیا اس کے لئے خوشخبری ہے (حسن سلوک اور خدمت کی وجہ سے) اللہ اس شخص کی عمر بڑھا دیتے ہیں۔ (الادب المفرد صفحہ ۶۲)

تفسیر درمنثور پر پانچ ہدایات رقم ہیں۔

۱۔ اپنے والدین کا بول و براز صاف کرو جس طرح وہ تمہارا بول و براز صاف کرتے تھے اور اس وقت کوئی ناراضگی کا کلمہ زبان پر نہ لاتے تھے اسی طرح تم بھی آج ان کی خدمت کرتے وقت ناراضگی کا کلمہ زبان پر نہ لاؤ۔

۲۔ اپنے والدین کو اُف اور اس کے علاوہ دل آزاری کا کوئی کلمہ زبان پر نہ لاؤ۔

۳۔ اگر اللہ تعالیٰ اُف سے ادنیٰ کوئی کلمہ جانتا تو اسے بھی حرام کر دیتا۔

۴۔ جب تمہارے والدین کوئی ارادہ کریں تو انہیں مت روکو۔

۵۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے پوچھا گیا والدین کے ساتھ

احسان کا مطلب کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا تو اس چیز کا مالک ہے ان کی خوشنودی کے لئے خرچ کر دے اور جو تمہیں وہ حکم دیں اس کی اطاعت کرو مگر یہ کہ اس میں گناہ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو تو پھر ان کی اطاعت نہ کرو۔

(تفسیر درمنثور جلد ۴ صفحہ ۴۵۱)

تفسیر درمنثور پر والدین کے احترام کے آداب میں درج ہے۔

۱۔ والدین سے اس لہجے میں بات کرو جو ایک مجرم غلام اپنے ترش خو آقا کے سامنے اپناتا ہے۔

۲۔ والدین سے نرمی اختیار کرو حتیٰ کہ وہ جس چیز کو پسند کریں انہیں اس سے نہ روکو۔

۳۔ اپنے والدین کے سامنے اس قدر تواضع اختیار کرو جس قدر غلام اپنے سخت اور ترش خو آقا کے سامنے اختیار کرتا ہے جب تم والدین سے بات کرو تو ان کے سامنے اپنے ہاتھ بلند نہ کرو۔

۴۔ اگر والدین تجھ سے کسی بات پر ناراض ہوں تو انہیں ترش اور سخت نگاہوں سے نہ دیکھو کیونکہ سب سے پہلے غصہ کا اظہار تیز نظر سے ہوتا ہے۔

(تفسیر درمنثور جلد ۴ صفحہ ۴۵۲)

اطاعت والدین

والدین کا حق یہ ہے ان کی زندگی بھر اطاعت کی جائے۔اطاعت کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کے دائرہ میں جو بھی حکم دیں اسے تسلیم کیا جائے اور ان کا ہر کہنا مانا جائے بشرطیکہ وہ ایمان کے تقاضوں کے خلاف نہ ہو۔اولاد کے لئے ماں باپ دونوں کی اطاعت لازم ہے کیونکہ انہوں نے اولاد کی پرورش کی،ان کی تربیت پر ہر لحاظ سے زر خرچ کیا،زندگی بھر ان کے حقوق پورے کئے اس لئے والدین جب بھی اولاد کو بلائیں تو اسے حاضر ہونا چاہئے۔

فرمانِ الٰہی:

ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ (الانعام:۱۵۱)

ترجمہ: ” آپ فرمائیے کہ آؤ میں تمہیں وہ چیزیں سناتا ہوں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کی ہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنانا اور والدین کے ساتھ احسان کرنا اور غربت کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا۔ ہم انہیں اور تمہیں رزق دیتے ہیں، بے حیائی کے ظاہر اور پوشیدہ کے کاموں کے پاس نہ جانا اور کسی شخص کو قتل نہ کرنا جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے بشرطیکہ حق کے ساتھ ہو۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کی تمہیں وصیت کی گئی ہے تاکہ تم عقل سے کام لو۔“

اللہ تعالیٰ عزوجل نے والدین کے ساتھ احسان کا جو حکم دیا ہے یہ لفظ ان معنوں کے لحاظ سے بڑا وسیع ہے۔ اطاعت کا مفہوم اس میں شامل ہے۔

اس آیت مبارکہ میں یہ بات قابل غور ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے اپنی اطاعت وعبادت کے ساتھ، والدین کے ساتھ احسان کرنے کو متصل بیان فرمایا ہے جس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے اللہ عزوجل کے بعد بندوں کے حقوق ہیں اور سب سے مقدم حق انسان پر اس کے والدین کا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا ۫ وَّاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ۚ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۱۵

(لقمان:۱۵)

ترجمہ: ”اور اگر وہ تمہیں مجبور کریں کہ تو میرے ساتھ اس کو

شریک ٹھہرائے جس کا تجھے علم نہیں ہے تو ان کا کہنا نہ ماننا اور دنیا میں ان کے ساتھ اچھے تعلقات رکھنا اور اس کے راستے کی اتباع کرو جو میری طرف متوجہ ہے پھر تم نے میری طرف ہی واپس آنا ہے تو اس وقت جو تم کیا کرتے تھے میں اس سے تمہیں مطلع کر دوں گا۔"

اس آیت مبارکہ میں یہ بتایا گیا ہے والدین کا ہر حکم مانا جائے اگر وہ اللہ عزوجل کے ساتھ شرک کرنے کے بارے میں کہیں تو ان کا یہ حکم نہ مانو کیونکہ ایسا کہنے سے وہ اپنی حد سے تجاوز کر رہے ہوں گے۔

چاہئے تو یہ تھا کہ جب والدین اپنے خالق اور مالک کے سرکش ہوں اور شرک کے مرتکب ہوں تو ان سے قطع تعلق کر لیا جائے اور کسی قسم کی اطاعت اور شفقت کا اظہار نہ کیا جائے لیکن اس حال میں بھی حکم دیا ہے کہ سوائے شرک کے ان کے تمام جائز احکام مانو، ان کے ساتھ حسن سلوک کے تمام تقاضے پورے کرو۔ وہ بیمار ہوں تو ان کی تیمارداری کرو۔ اگر علاج کرواسکتے ہو تو کرواؤ۔ اگر مفلس ہوں اور اولاد ان کا بوجھ اٹھا سکتی ہو تو اٹھائے۔

غرضیکہ ان کا ادب اور احترام ہر حال میں ملحوظ رکھا جائے۔ ان کی زیادتیوں کے باوجود بھی اولاد کی طرف سے تلخ کلامی نہیں ہونی چاہئے۔

حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ میں اپنی ماں کی بہت خدمت کیا کرتا تھا اور ان کا پورا اطاعت گزار تھا۔ جب مجھے اللہ عزوجل نے اسلام کی طرف ہدایت کی تو میری والدہ مجھ پر بہت بگڑیں اور کہنے لگیں اے بچے! یہ نیا دین تو کہاں سے نکال لایا ہے؟ میں تجھے حکم دیتی ہوں کہ

اس دین سے دستبردار ہو جاؤ ورنہ میں نہ کھاؤں گی اور نہ پیوں گی اور یونہی بھوکی مر جاؤں گی۔ میں نے اسلام کو چھوڑا نہیں اور میری ماں نے کھانا پینا ترک کر دیا اور چاروں طرف سے مجھ پر آوازیں لگائی جانے لگیں کہ یہ اپنی ماں کا قاتل ہے۔

میں بہت ہی تنگ دل ہوا اور اپنی والدہ کی خدمت میں بار بار عرض کیا، خوشامدیں کیں اور انہیں سمجھایا کہ اللہ عزوجل کے واسطے اپنی ضد چھوڑ دیں اور یہ ناممکن ہے کہ میں اس سچے دین کو چھوڑ دوں۔ میری اسی بحث میں تین دن گزر گئے اور میری والدہ پر تین دن کا فاقہ تھا اور ان کی حالت بہت خراب ہوگئی تھی۔

میں ان کے پاس گیا اور کہا میری ماں! تم مجھے جان سے بھی زیادہ عزیز ہو مگر میرے دین سے زیادہ عزیز نہیں ہو۔ اللہ عزوجل کی قسم! اگر تمہاری ایک نہیں سو جانیں بھی ہوں اور اسی بھوک و پیاس میں ایک ایک کر کے نکل جائیں تو بھی میں آخری لمحے تک اپنے سچے دین کو نہیں چھوڑوں گا۔ میری ماں مایوس ہوگئی اور اس نے کھانا پینا شروع کر دیا۔ (تفسیر ابن کثیر جلد چہارم)

ایک اور مقام پر اللہ عزوجل نے اسی بات کو یوں دہرایا ہے۔

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ؕ وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ (العنکبوت:۸)

ترجمہ: "اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کی ہے اور وہ اگر تجھ سے میرے ساتھ شرک ٹھہرانے کی کوشش کریں جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا ہرگز

نہ ماننا تم نے لوٹ کر میری طرف واپس آنا ہے تو میں تمہیں اس سے مطلع کردوں گا جو تم کیا کرتے تھے۔"

یہاں بھی یہ بتایا گیا ہے کہ اگر ماں باپ اللہ عزوجل کے ساتھ شرک کرنے کا حکم دیں تو ان کا یہ کہنا نہ مانا جائے باقی ہر طرح سے ان کی اطاعت کی جائے۔

اطاعت والدین کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ کی چند احادیث ذیل میں بیان کی جارہی ہیں۔

والدین کا اولاد پر حق؟

انسانی زندگی کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ آخرت میں اسے نجات ملے اور اسی نجات کا بیشتر دارومدار ایمان اور عبادت کے ساتھ والدین کی اطاعت سے وابستہ ہے۔ اگر والدین اولاد سے راضی ہو جائیں تو وہ جنت کی حقدار ہو جائے گی۔ اسے ایک حدیث پاک میں یوں بیان کیا گیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا حَقُّ الْوَالِدَیْنِ عَلٰی وَلَدِهِمَا قَالَ هُمَا جَنَّتُكَ وَ نَارُكَ (سنن ابن ماجہ جلد دوم حدیث ۱۴۵۶)

ترجمہ: "حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک آدمی نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! والدین کا اپنی اولاد پر کیا حق ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہی تمہاری جنت اور دوزخ ہیں۔"

اس حدیث مبارکہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ ماں باپ تمہارے لئے جنت کی راہ آسان کر سکتے ہیں اور تمہیں دوزخ کا حقدار بھی بنا سکتے ہیں چنانچہ فرمایا گیا ہے اولاد

پر ماں باپ کا حق یہ ہے کہ ان کی رضامندی اور خوشنودی کو ہر صورت ملحوظ رکھے جو جنت میں جانے کا ذریعہ ہے اور ان کی نافرمانی سے اجتناب کیا جائے جو دوزخ میں جانے کا باعث ہے۔ حاصل یہ کہ اگر اطاعت وخدمت کے ذریعہ ماں باپ کو راضی اور خوش رکھو گے تو جنت میں جاؤ گے اور اگر نافرمانی ولاپرواہی کے ذریعے ماں باپ کو ناخوش اور ناراض رکھو گے تو دوزخ میں ڈالے جاؤ گے۔

رسول اللہ ﷺ کی حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کو نو باتیں بتانا:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھے نو باتوں کی وصیت فرمائی ہے۔

۱۔ کسی کو اللہ عزوجل کا شریک نہ ٹھہراؤں خواہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جاؤں یا جلا دیا جاؤں۔

۲۔ کبھی بھی عمداً فرض نماز نہ چھوڑوں جس نے عمداً نماز چھوڑی اس سے میری ذمہ داری ختم ہو جائے گی۔

۳۔ کبھی بھی شراب نہ پیوں یہ تمام برائیوں کی کنجی ہے۔

۴۔ اپنے والدین کی اطاعت کروں (ہر جائز کام میں) اگر یہ کہیں کہ دنیا چھوڑ دو تو ان کے لئے دنیا چھوڑ دوں۔

۵۔ والیانِ حکومت سے (خوامخواہ) جھگڑے نہ کروں اگر چہ دیکھوں کہ تم ہی تم ہو۔

۶۔ میدانِ جہاد سے نہ بھاگوں اگر چہ میں قتل، ہلاک یعنی شہید کر دیا جاؤں اور میرے دوست بھاگ جائیں۔

۷۔ اپنے گھر والوں پر اپنے پاس سے وسعت کے مطابق خرچ کروں۔

۸۔ اپنے اہل وعیال سے اپنی لاٹھی اٹھا کر مت رکھوں۔

۹۔ ان کو اللہ عزوجل کے احکام کے بارے میں ڈراتا رہوں۔

(درمنثور جلد چہارم)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس شخص نے اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک نہیں کیا جس نے والدین کو تیز نظر سے دیکھا یعنی غصہ سے گھورا۔ (بیہقی شریف، درمنثور)

والدین کا حکم ماننا:

اطاعت والدین کے سلسلے میں ماں باپ کا کہنا ماننا بے حد ضروری ہے کیونکہ والدین اپنی اولاد کو انہی کے فائدے کے لئے بہت سی باتیں کہتے ہیں اور اولاد اس پر عمل پیرا نہیں ہوتی۔ اسلام نے والدین کو یہاں تک حق دیا ہے کہ اگر والدین بیوی کو طلاق دینے کا کہیں تو بھی ان کے حکم کی اطاعت کی جائے۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَتْ تَحْتِيْ امْرَأَةٌ اُحِبُّهَا وَكَانَ عُمَرُ يَكْرَهُهَا فَقَالَ لِيْ طَلِّقْهَا فَاَبَيْتُ فَاَتٰى عُمَرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلِّقْهَا

(جامع ترمذی جلد اول حدیث ۱۱۹۱)

ترجمہ: "حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میرے نکاح میں ایک عورت تھی جس سے میں محبت کرتا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے ناپسند کرتے تھے۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ اسے طلاق دے دو مگر میں نے انکار کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کا ذکر کیا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ

سے فرمایا تم اسے طلاق دے دو۔"

اس حدیث کے ضمن میں امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے اس حکم سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر باپ حکم دے تو بیوی کو طلاق دے دینی چاہئے ورنہ باپ کا نافرمان شمار ہوگا۔

آج جبکہ اسلام سے ہماری وابستگی برائے نام رہ گئی ہے۔ اکثر دیکھنے میں آتا ہے بیویوں کے کہنے پر ماں باپ کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ والدین کے نافرمان بننا منظور کر لیتے ہیں مگر کوشش کرتے ہیں بیوی کے فرمانبردار ہونے میں فرق نہ آئے۔ اللہ عزوجل ابنائے زمانہ کو دین و دانش عطا فرمائے۔ آمین

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک آدمی میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میری بیوی ہے اور میری والدہ مجھ سے فرماتی ہیں کہ اسے طلاق دے دوں۔ میں نے اس سے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ باپ جنت کا درمیانی دروازہ ہے چاہے دروازے کی حفاظت کرو یا ضائع کردو۔

(جامع ترمذی جلد اول حدیث ۱۹۵۹)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے آنے والے شخص پر یہ واضح کر دیا کہ اگر تم اپنی والدہ کی خواہش کے مطابق اپنی بیوی کو طلاق دو گے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ تم نے اس کی رضامندی اور خوشنودی حاصل کر کے جنت میں داخل ہونے کے لئے بہترین دروازہ اختیار کیا ہے ورنہ بصورتِ دیگر تم جنت کے اس دروازے کو چھوڑ دینے والے سمجھے جاؤ گے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ایک شخص نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا میں آپ ﷺ سے بیعت ہجرت کرنے کے لئے حاضر

ہوا ہوں اور میں نے اپنے والدین کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ وہ دونوں میری جدائی کے غم میں رو رہے تھے۔آپ ﷺ نے فرمایا تم واپس جاؤ جیسے تم نے انہیں رلایا ہے ویسے ہی انہیں ہنساؤ۔(الادب المفرد صفحہ ۵۷)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا والدین کے درمیان تیرا تخت پر سونا ایسا ہے تو ان کو ہنساتا ہوا اور وہ تجھے ہنساتے ہوں اور یہ اس کام سے افضل ہے کہ تو فی سبیل اللہ تلوار سے جہاد کرے۔(درمنثور جلد چہارم)

اچھی اولاد وہی کہلاتی ہے جو اپنے ماں باپ کی اطاعت کرتی ہے۔اطاعت والدین ایک طرح کی بنیادی تربیت بھی ہے تاکہ انسان اطاعت خداوندی اور اطاعت رسول ﷺ پر کاربند ہو جائے۔

جو لوگ بچپن یا جوانی میں اپنے ماں باپ کا کہنا نہیں مانتے تو آنے والے وقت میں جب وہ بڑے ہو کر صاحب اولاد ہوتے ہیں تو اکثر لوگوں کی اولاد ان کا کہنا نہیں مانتی لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ آنے والے وقت میں تمہاری اولاد تمہاری اطاعت کرے تو آج اپنے والدین کی اطاعت کرو۔

بعض لوگ اللہ عزوجل کا ولی بننے کے لئے زہد و تقویٰ اختیار کرتے ہیں مگر والدین کی فرمانبرداری کو یکسر بھول جاتے ہیں۔یاد رکھو کہ جس کے ماں باپ راضی نہ ہوں اللہ عزوجل ان سے کیسے راضی ہو سکتا ہے؟ لہٰذا اہل طریقت کو چاہئے کہ اللہ عزوجل کی کثرت سے عبادت کرنے کے ساتھ والدین کی بھی بے پناہ خدمت کریں تو پھر اللہ عزوجل بہت جلد راضی ہوگا۔

والدین کی اطاعت میں ہمیشہ مستعد رہنا چاہئے اور ان کا فرمان محبت سے تسلیم کیا جائے۔والدین کی خدمت میں مجبوری کا خیال کبھی دل میں نہیں لانا چاہئے کیونکہ

ایسی اطاعت کا کچھ بھی فائدہ نہیں۔

اطاعت والِدین اضافہ رزق کا باعث بنتی ہے۔اگر کوئی غربت اور تنگی کا شکار ہو تو اسے چاہئے کہ والدین کو راضی کرے اور انہیں راضی کرنے کا واحد ذریعہ یہی ہے دل و جان سے ان کی خدمت کی جائے۔جب وہ راضی ہوں گے تو ان کے دل سے جو دعا نکلے گی اس سے رزق میں اضافہ ہوگا۔

والدین کی کسی بات پر خفا نہیں ہونا چاہئے کیونکہ ان کی خفگی اللہ عزوجل کو ناپسند ہے لہٰذا ان سے غصے کا اظہار ہرگز نہیں کرنا چاہئے۔

ایک نوجوان کے والدین کی دُعا کا قبول ہونا:

منقول ہے اللہ عزوجل نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے فرمایا سمندر کی طرف جائیں اور وہاں عجیب منظر ملاحظہ فرمائیں۔آپ علیہ السلام اپنے وزیر حضرت آصف رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ساحل سمندر پر پہنچے مگر کوئی چیز دکھائی نہ دی۔آپ علیہ السلام نے حضرت آصف رضی اللہ عنہ کو حکم دیا سمندر میں غوطہ لگاؤ۔انہوں نے غوطہ لگایا اور انہوں نے ایک عجیب و غریب گنبد نما عمارت دیکھی جس میں چار دروازے موتی، یاقوت، جواہر اور زبرجد کے تھے اور سبھی دروازے کھلے تھے مگر ان کے اندر پانی کا قطرہ بھی نہ تھا۔اس گنبد نما عمارت میں ایک نہایت حسین و جمیل نوجوان عبادت میں مشغول تھا۔انہوں نے آپ علیہ السلام سے اس کا ذکر کیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام اس کے پاس گئے اور اس سے کیفیت معلوم کی۔اس نے عرض کیا میرا باپ اپاہج اور والدہ اندھی تھی۔میں نے سات برس تک ان کی خدمت کی اور جب ان کا وقت اجل آیا تو انہوں نے مجھے دعا دی۔

"اے اللہ! اسے اپنی عبادت کے لئے طویل عمر عطا فرما۔"

پھر اس عابد نے کہا جب میرے والد کے وصال کا وقت آیا تو انہوں نے بھی مجھے دعا دی۔

"اے اللہ! اسے ایسی جگہ عبادت کی توفیق دے جہاں شیطان کا گزر نہ ہو۔"

وہ عابد بولا پھر ایک دن میں اس جگہ آنکلا اور مجھے یہ گنبد دکھائی دیا۔ میں اندر داخل ہو گیا اور اب یہیں عبادت میں مشغول ہوں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا تمہیں کتنا عرصہ ہو گیا؟ اس نے عرض کیا میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے یہاں ہوں۔ حساب لگایا گیا تو یہ دو ہزار چار سو سال بنے مگر اس کا ایک بال بھی سفید نہ تھا۔

اس سے خوراک کے متعلق پوچھا گیا تو اس نے بتایا ایک پرندہ جس کا سر انسانی ہے وہ کوئی زرد چیز لاتا ہے اور مجھے اس میں دنیا کی ہر چیز کا لطف محسوس ہوتا ہے اور بھوک، پیاس، گرمی، سردی، نیند، غفلت اور وحشت میرے قریب نہیں آتی۔ آپ علیہ السلام نے اجازت مرحمت فرمائی اور وہ اپنے گنبد میں ایسے ہی عبادت کی لذت سے سرشار ہونے لگا۔ (نزہۃ المجالس جلد اول صفحہ ۵۲۵ تا ۵۲۶)

والدین کے ساتھ اچھائی کرنے کی صورتیں:

غنیۃ الطالبین میں منقول ہے والدین کے ساتھ بھلائی کی صورتیں یہ ہیں کہ اولاد ان کی ضرورت کو پورا کرے، انہیں تکلیف نہ پہنچنے دے، والدے کے ساتھ بچوں جیسی نرمی اور محبت کی باتیں کرے، ان کی خدمت کرنے میں کوتاہی نہ کرے، والدین سے کھنچ کر نہ رہے، سچے دل اور محبت سے ان کی خدمت کرے، ان کی طرف سے دکھ برداشت کرے، ان کی آواز سے اپنی آواز اونچی نہ کرے، شرعی مخالفت نہ ہو تو کسی کام

میں ان کی مخالفت نہ کرے، اگر وہ کسی ایسے کام کے لئے کہیں جو خلافِ شرع ہو ان کا حکم نہ مانے جیسے حج، نماز، زکوٰۃ، کفارہ اور اللہ عزوجل کی نذر وغیرہ ترک کرنے کا حکم نہ مانے۔ اگر والدین کے حکم سے کسی حرام کام کا ارتکاب ہوتا ہو جیسے زنا، قتل، شراب خوری، زنا کی تہمت لگانا، ناجائز مال لینا یعنی چوری اور ڈاکہ وغیرہ تو اس حکم کی اطاعت نہیں کرنی چاہیے، والدین کی فرمانبرداری کے لئے نوافل ترک کر دے اور یہی افضل ہے۔ (غنیۃ الطالبین)

والدین کے ساتھ بھلائی کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ والدین نے جن لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ دیا ہے ان سے خود بھی ترکِ تعلق کرلے اور جن لوگوں سے والدین کے تعلقات ہوں ان سے خود بھی تعلق رکھے۔ والدین کے معاملے میں مخالفین پر ایسا ہی غصہ کرے جیسا اپنی ذات کے لئے کرتا ہے۔

اگر والدین کی کسی بات پر غصہ آئے تو اس وقت والدین کی ان تکالیف، ان کے ایثار، قربانی اور خلوص و محبت کو یاد کرو جو انہوں نے تمہاری پرورش کے دوران کی ہیں اور اس وقت اللہ عزوجل کے اس فرمان کو بھی یاد کرو والدین کے ساتھ عزت کے ساتھ بات کرو۔ اگر والدین کی شفقت کی یاد بھی غصہ کو ختم نہ کرے تو سمجھ لو کہ وہ بدنصیب ہے اور اللہ تعالیٰ عزوجل کی ناراضگی میں گرفتار ہے۔

والدین پر خرچ کرنے کا حکم

اللہ تعالیٰ عزوجل نے اولاد پر والدین کا ایک حق یہ بھی مقرر فرمایا ہے کہ اولاد جب کمائے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ والدین کی ضروریات پورا کرنے کے لئے خرچہ کریں بالخصوص بڑھاپے میں جب باپ کمانے کے قابل نہ رہے تو اس وقت اس کی امداد کرنا بہت ضروری ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ:

والدین پر خرچ کے بارے میں اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۚ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۞ (البقرہ:۲۱۵)

ترجمہ: "آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں۔ فرمادیجئے جو خرچ کرو اس میں والدین اور رشتہ داروں پر اور یتیموں اور مسکینوں پر اور مسافروں کی بہتری مدنظر رکھو اور جو نیکی تم کرو گے تو بیشک اللہ اسے خوب جانتا ہے۔"

اس آیت مبارکہ کہ شانِ نزول کے بارے میں بیان ہے کہ حضرت عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ جو بہت مال دار تھے اور بوڑھے بھی تھے انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا میں کیا خرچ کروں اور کس پر خرچ کروں؟ ان کے جواب میں اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اس آیت مبارکہ کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے ہمارے پیارے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے پاس ایک دینار ہے میں کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنی جان پر خرچ کر۔ اس نے عرض کیا دو ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے گھر والوں پر خرچ کر۔ اس نے عرض کیا تین ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے خادم پر خرچ کر۔ اس نے عرض کیا چار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے ماں باپ پر خرچ کر۔ اس نے عرض کیا پانچ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے رشتہ داروں پر خرچ کر۔ اس نے عرض کیا چھ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا راہِ خدا میں خرچ کر۔

اس آیت کریمہ کے شانِ نزول میں جو واقعہ بیان ہوا ہے اس میں سائل کی طرف سے ایک ایک کر کے ایک ایک درہم کا مصرف پوچھا گیا ہے اور جب یہ آیت نازل ہوئی تو ربِ کائنات نے دنیا میں بڑے احسان والے ماں باپ کا ذکر فرمایا جن کی بدولت انسان نیستی سے ہستی میں آیا اور جن کے خون و مال سے پل کر جوان ہوا۔

بیٹے کی کمائی سے والدین کو کھانے کا حق ہے:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کی ترغیب دی ہے کہ اپنے والدین پر خرچ کیا جائے۔ ماں باپ اگر ضرورت مند ہوں تو وہ اولاد کے مال سے اپنی ضرورت پوری کر سکتے ہیں جیسے والدین کے مال اور جائیداد پر اولاد کا حق ہوتا ہے اسی طرح

اولاد کے مال پر والدین کا حق ہے۔ مال ہوتے ہوئے اگر کوئی شخص اپنے ضرورت مند والدین کو خرچ نہیں دیتا تو وہ گنہگار ہوگا۔ بیٹے کی کمائی سے والدین کو کھانے کا حق حاصل ہے اس کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ کے ارشادات ذیل ہیں۔

عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ اُمِّهٖ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ وَلَدَا الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهٖ وَمِنْ اَطْيَبِ كَسْبِهٖ فَكُلُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ

(سنن ابی داؤد جلد سوم حدیث ۱۳۳)

ترجمہ: "حضرت عمارہ بن عمیر رضی اللہ عنہ اپنی والدہ سے اور وہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کرتی ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا آدمی کا بیٹا اس کی کمائی سے ہے بلکہ اس کی بہترین کمائی ہے پس ان کے مالوں سے کھا سکتے ہو۔"

اس حدیث مبارکہ میں بتایا گیا ہے کہ اولاد بھی دوسری کمائی کی طرح کمائی ہے پس اس سے والدین کھا سکتے ہیں۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنَّ لِيْ مَالًا وَّوَلَدًا وَ اِنَّ وَالِدِيْ يَحْتَاجُ مَالِيْ قَالَ اَنْتَ وَ مَالُكَ لِوَالِدِكَ اِنَّ اَوْلَادَكُمْ مِنْ اَطْيَبِ كَسْبِكُمْ فَكُلُوْا مِنْ اَمْوَالِكُمْ (سنن ابی داؤد جلد سوم حدیث ۱۳۴)

ترجمہ: "عمرو بن شعیب کے والد نے اپنے باپ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت بیان کی ہے کہ ایک آدمی

حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میرے پاس مال ہے اور اولاد بھی ہے اور میرے والد میرے مال کے محتاج ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اور تمہارا مال تمہارے والد کا ہے تمہاری اولاد تمہاری بہترین کمائی ہے پس تم اپنی اولاد کی کمائی سے کھا سکتے ہو۔"

ایک شخص حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میرے باپ نے میرا مال لے لیا ہے۔ اس کا باپ عرض کرنے لگا یارسول اللہ ﷺ! وہ کمزور تھا اور میں قوی تھا، وہ محتاج تھا اور میں مال دار تھا۔ میں اپنی ملکیت میں سے کسی چیز سے اسے منع نہیں کرتا تھا اور آج جب میں کمزور ہو گیا ہوں اور یہ مال دار ہے تو یہ اپنا مال مجھے دینے میں بخل کرتا ہے۔

آپ ﷺ رونے لگے اور فرمایا کوئی پتھر یا ڈھیلا بھی اسے سنے گا تو وہ رونے لگے گا۔ پھر آپ ﷺ نے اس شخص سے فرمایا تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔ (نزہۃ المجالس)

عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَمَّتِهٖ اَنَّهَا سَاَلَتْ عَائِشَةَ فِيْ حَجْرِيْ يَتِيْمٌ اَفَاٰكُلُ مِنْ مَّالِهٖ فَقَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَطْيَبِ مَا اَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهٖ وَوَلَدِهٖ مِنْ كَسْبِهٖ

(سنن ابی داؤد جلد سوم حدیث ۱۳۲)

ترجمہ: "حضرت عمارہ بن عمیر رضی اللہ عنہ اپنی پھوپھی سے روایت بیان کرتے ہیں انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

سے کہا ایک یتیم میرے زیر پرورش ہے کیا میں اس کے مال سے کھا سکتی ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدمی کے لئے سب سے پاک اپنی کمائی سے کھانا ہے اور بیٹا اس کی کمائی ہے۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک شخص نے اپنے والد کے بارے میں شکایت کی کہ اس نے میرے مال سے کچھ لیا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا یہ بات تو نہیں جانتا کہ تو اور تیرا مال تیرے والد کا کمایا ہوا ہے۔ (مسند ابویعلی)

والدین کی خدمت کرنا

اللہ تعالیٰ عزوجل کی بارگاہ میں ماں باپ کی خدمت کا صلہ بہت ہے۔
اس کا ذکر اللہ عزوجل نے اپنے کلام میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کے ضمن میں یوں فرمایا ہے۔

وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ؕ وَكَانَ تَقِيًّا ۝ وَّبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ۝ وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ۝

(مریم: ۱۳ تا ۱۵)

ترجمہ: "اور اپنی جناب سے نرمی عطا فرمائی اور نفس کی پاکیزگی بھی دی اور وہ اپنے والدین کے تابع فرمان تھے اور وہ جابر و نافرمان نہ تھے اور جس دن وہ پیدا ہوئے ان پر سلامتی ہو اور جس دن وہ فوت ہوں گے اور جس دن وہ دوبارہ زندہ ہوں گے۔"

تفسیر ابن کثیر میں اس آیت مبارکہ کی شرح میں تحریر ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے ساری عمر صرف نیک اعمال کیے۔ آپ علیہ السلام گناہوں اور نافرمانیوں سے بالکل معصوم تھے اور ساتھ ہی اپنے ماں باپ کے فرمانبردار، اطاعت گزار اور ان کے ساتھ

نیک سلوک کرنے والے تھے۔

آپ علیہ السلام نے کبھی کسی بات میں ماں باپ کی مخالفت نہیں کی اور نہ کبھی ان کے فرمان سے باہر ہوئے۔ کبھی ان کے روکنے کے بعد کسی کام کو نہیں کیا اور کوئی سرکشی اور کوئی نافرمانی کی خو آپ علیہ السلام میں نہ تھی۔ ان اوصافِ جمیلہ اور خصائل حمیدہ کے بدلے تین حالتوں میں آپ علیہ السلام کو خدا کی طرف سے امن و امان اور سلامتی ملی یعنی پیدائش والے دن، موت والے دن اور حشر والے دن۔ یہی تینوں جگہیں گھبراہٹ کی اور انجان ہوتی ہیں۔ ماں کے پیٹ سے نکلتے ہی ایک نئی دنیا دیکھنا جو اس کی تب تک کی دنیا سے عظیم الشان اور یکسر مختلف ہوتی ہے۔

موت والے دن اس مخلوق سے واسطہ پڑتا ہے جس سے زندگی میں کبھی واسطہ نہیں پڑا تھا اور نہ ہی انہیں کبھی دیکھا تھا۔ حشر والے دن بھی علیٰ ہذا القیاس اپنے تئیں ایک بہت بڑے مجمع میں جو بالکل نئی چیز ہے دیکھ کر حیران ہوگا۔ پس ان تینوں وقتوں میں اللہ عزوجل کی طرف سے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو سلامتی ملی اور یہ ماں باپ کی خدمت کا صلہ تھا۔ (تفسیر ابن کثیر جلد چہارم)

نعمت کا شکر ادا کرنا:

والدین کو جب اللہ عزوجل کی طرف سے نعمتیں ملیں اور اللہ عزوجل کی ان نعمتوں سے اولاد پرورش پائے تو پھر اولاد پر فرض ہے کہ وہ ان نعمتوں کا اللہ عزوجل کی بارگاہ میں شکر ادا کرے۔ اس کا ذکر اللہ عزوجل نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے واقعہ میں یوں فرمایا ہے۔

فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ
اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ

وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۹﴾ (النمل:۱۹)

ترجمہ: "تو چیونٹی کی اس بات پر حضرت سلیمان علیہ السلام ہنستے ہوئے مسکرا دیئے اور کہا اے رب! مجھے توفیق دے کہ جو نعمت تو نے مجھے عطا کی ہے اس نعمت کا شکر ادا کروں اور جو نعمت میرے ماں باپ کو دی ہے اس کا بھی شکر کروں اور میں اس طرح کا صالح عمل کروں جس میں تیری رضا ہو اور مجھے اپنی رحمت کے باعث اپنے قریبی بندوں میں شامل کرلے۔"

حضرت سلیمان علیہ السلام کے والدین صالحین میں سے تھے بلکہ حضرت داؤد علیہ السلام تو اللہ عزوجل کے نبی تھے۔ اللہ عزوجل نے انہیں بے شمار نعمتیں عطا فرمائی تھیں جن پر وہ پل کر جوان ہوئے۔ جوانی میں حضرت سلیمان علیہ السلام کو حضرت داؤد علیہ السلام کا وارث بنایا گیا اور انہیں بے مثل بادشاہت ملی۔ اس بادشاہت میں جن، پرند اور انسان سب ان کے تابع تھے اور یہ اللہ عزوجل کا خاص فضل وکرم تھا جوان پر ہوا۔

آیت بالا میں بتایا گیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر جمع ہوا جس میں انسان، جن اور پرند سب تھے۔ آپ علیہ السلام سے قریب انسان تھے اور پھر جن تھے اور پرند آپ علیہ السلام کے سروں پر رہتے تھے اور گرمیوں میں سایہ کرتے تھے۔ سب اپنے اپنے مرتبے پر قائم تھے اور جس کی جو جگہ مقرر تھی وہ وہیں رہتا تھا۔ جب ان لشکروں کو لے کر آپ علیہ السلام چلے تو ایک جنگل سے گزرے جہاں چیونٹیوں کا لشکر تھا اور آپ علیہ السلام کے لشکر کو دیکھ کر ایک چیونٹی نے دوسری چیونٹیوں سے کہا جاؤ اپنے سوراخوں میں گھس جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ علیہ السلام کا لشکر انہیں روند ڈالے اور انہیں علم

بھی نہ ہو۔آپ علیہ السلام نے جب اس چیونٹی کی بات سنی تو تبسم فرمایا اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کی اے اللہ! مجھے ان نعمتوں کا شکر ادا کرنا الہام فرما جو تو نے مجھ پر انعام کی ہیں مثلاً پرندوں اور حیوانوں کی زبان سکھا دینا وغیرہ اور وہ نعمتیں جو تو نے میرے والدین پر انعام کیں کہ وہ مسلمان مومن ہوئے وغیرہ اور مجھے نیک عمل کرنے کی توفیق دی جن سے تو خوش ہوا اور جب میری موت آجائے تو مجھے اپنے نیک بندوں اور بلند رفیقوں میں ملا دے جو تیرے دوست ہیں۔(تفسیر ابن کثیر جلد چہارم)

والدین سے شفقت کرنے کا صلہ حج مبرور ہے:

ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے والا جو بھی لڑکا اپنے باپ یا ماں کو محبت و احترام کی نظر سے دیکھتا ہے تو اللہ عزوجل اس کی ہر نظر کے بدلے ایک مقبول (نفلی) حج کا ثواب لکھتا ہے۔انسان کے گمان میں جو یہ بات ہے کہ ہر نظر کے بدلے میں ایک مقبول نفلی حج کا ثواب کیونکر لکھا جا سکتا ہے تو یہ اجر و انعام اللہ عزوجل کی شان اور اس کی وسعت رحمت کی نسبت سے کچھ بعید نہیں ہے۔وہ اگر چاہے تو اس سے بھی بڑا اجر عطا کر سکتا ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ وَّلَدٍ بَارٍّ يَّنْظُرُ اِلٰى وَالِدَيْهِ نَظَرَ رَحْمَةٍ اِلَّا كَتَبَ اللهُ لَهٗ بِكُلِّ نَظْرَةٍ حَجَّةً مَّبْرُوْرَةً قَالُوْا وَ اِنْ نَظَرَ كُلَّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ قَالَ نَعَمْ اَللهُ اَكْبَرُ وَ اَطْيَبُ (بیہقی شریف)

ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی بیٹا ایسا نہیں جو اپنے والدین کی طرف نگاہِ رحمت سے دیکھے مگر ہر نظر کے بدلے اللہ عزوجل اس کے لئے حج مبرور لکھ دیتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا خواہ روزانہ سو مرتبہ دیکھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! اللہ عزوجل بہت بڑا اور بہت پاک ہے۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں جہاد کی خواہش رکھتا ہوں لیکن اس پر قادر نہیں ہوں۔ اس کی بات سن کر آپ ﷺ نے پوچھا کیا تیرے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟ اس نے عرض کیا والدہ زندہ ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا پس تو اپنی ماں کی خدمت اور فرمانبرداری کے معاملے میں اللہ عزوجل سے ڈر۔ جب تو اس پر عمل کرے گا تو حج کرنے والا اور عمرہ کرنے والا اور جہاد کرنے والا ہوگا۔

جب تیری ماں تجھے بلائے تو اس کی فرمانبرداری کے بارے میں اللہ عزوجل سے ڈرنا یعنی اس کی نافرمانی نہ کرنا اور والدہ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا۔

(درمنثور جلد چہارم صفحہ ۱۷۲)

عمر اور رزق میں برکت کا ہونا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی عمر دراز ہو اور رزق میں اضافہ ہو اس کو چاہئے کہ اپنے ماں باپ سے حسن سلوک اور بھلائی کرے اور رشتہ داروں سے صلہ رحمی رکھے۔

(درمنثور جلد چہارم)

حضرت سہیل بن معاذ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا حضور نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے جو شخص اپنے والدین سے نیکی کا سلوک کرے اس کے لئے خوشخبری ہے کہ اللہ عزوجل اس کی عمر دراز فرما دیتا ہے۔

(الادب المفرد)

والدین سے حسن سلوک کا درجہ:

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے والے اور انبیاء علیہم السلام کے درمیان جنت کے ایک درجہ کا فرق ہوگا اور اپنے والدین کو ستانے والے اور ابلیس کے درمیان جہنم میں ایک درجہ کا فرق ہوگا۔ (نزہۃ المجالس)

جنت کی خوشبو:

حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے جنت کی خوشبو پانچ سو سال کی دوری سے پائی جاتی ہے مگر والدین کا نافرمان اور قطع رحمی کرنے والا اس کی خوشبو کو بھی نہ پائے گا۔

(مکاشفۃ القلوب)

غار سے پتھر کا ہٹنا:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْھُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ بَیْنَمَا ثَلَاثَۃُ نَفَرٍ یَّتَمَاشُوْنَ اَخَذَھُمُ الْمَطَرُ فَمَالُوْا اِلٰی غَارٍ فِی الْجَلِیْلِ فَانْحَطَّتْ عَلٰی فَمِ غَارِھِمْ صَخْرَۃٌ مِّنَ الْجَبَلِ فَاَطْبَقَتْ عَلَیْھِمْ فَقَالَ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ اُنْظُرُوْا اَعْمَالًا عَمِلْتُمُوْھَا لِلّٰہِ صَالِحَۃً فَادْعُوا اللہَ بِھَا لَعَلَّہٗ یُفَرِّجُھَا فَقَالَ اَحَدُھُمْ

اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ كَانَ لِيْ وَالِدَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ وَلِيْ
صِبْيَةٌ صِغَارٌ كُنْتُ اَرْعٰى عَلَيْهِمْ فَاِذَا رُحْتُ عَلَيْهِمْ
فَحَلَبْتُ بَدَأْتُ بِوَالِدَيَّ اَسْقِيْهِمَا قَبْلَ وَلَدِيْ وَ اِنَّهٗ نَاٰءَ
بِيَ الشَّجَرُ فَمَا اَتَيْتُ حَتّٰى اَمْسَيْتُ فَوَجَدْتُهُمَا قَدْ نَامَا
فَحَلَبْتُ كَمَا كُنْتُ اَحْلُبُ فَجِئْتُ بِالْحِلَابِ فَقُمْتُ عِنْدَ
رُءُوْسِهِمَا اَكْرَهُ اَنْ اَبْدَاَ بِالصِّبْيَةِ قَبْلَهُمَا وَالصِّبْيَةُ
يَتَصَاغُوْنَ عِنْدَ قَدَمَيَّ فَلَمْ يَزَلْ ذٰلِكَ وَاْبِيْ وَدَاْبَهُمْ
حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ
ابْتِغَآءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَةً نَرٰى مِنْهَا السَّمَآءَ
فَفَرَجَ اللّٰهُ لَهُمْ فُرْجَةً حَتّٰى يَرَوْنَ مِنْهَا السَّمَآءَ وَ قَالَ
الثَّانِيْ اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ كَانَتْ لِيْ اِبْنَةُ عَمٍّ اُحِبُّهَا كَاَشَدِّ مَا
يُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَآءَ فَطَلَبْتُ اِلَيْهَا نَفْسَهَا فَاَبَتْ
حَتّٰى اٰتِيَهَا بِمِائَةِ دِيْنَارٍ فَسَعَيْتُ حَتّٰى جَمَعْتُ مِائَةَ
دِيْنَارٍ فَلَقِيْتُهَا بِهَا فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا فَقَالَتْ
يَا عَبْدَ اللّٰهِ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَفْتَحِ الْخَاتَمَ فَقُمْتُ عَنْهَا
اَللّٰهُمَّ فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ قَدْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ
وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا مِنْهَا فَفَرَجَ لَهُمْ فُرْجَةً وَقَالَ
الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ كُنْتُ اسْتَاْجَرْتُ اَجِيْرًا بِفَرَقِ اَرُزٍّ
فَلَمَّا قَضٰى عَمَلَهٗ قَالَ اَعْطِنِيْ حَقِّيْ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ
حَقَّهٗ فَتَرَكَهٗ وَرَغِبَ عَنْهُ فَلَمْ اَزَلْ اَزْرَعُهٗ حَتّٰى جَمَعْتُ

مِنْهُ بَقَرًا وَرَاعِيَهَا فَجَآءَنِي فَقَالَ اتَّقِ اللهَ وَلَا تَظْلِمْنِي وَاَعْطِنِي حَقِّي فَقُلْتُ اذْهَبْ اِلٰى ذٰلِكَ الْبَقَرِ وَرَاعِيْهَا فَقَالَ اتَّقِ اللهَ وَلَا تَهْزَأْبِي فَقُلْتُ اِنِّي لَا اَهْزَأُ بِكَ فَخُذْ ذٰلِكَ الْبَقَرَ وَرَاعِيَهَا فَاَخَذَهُ فَانْطَلَقَ بِهَا فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّي فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ مَا بَقِيَ فَفَرَجَ اللهُ عَنْهُمْ (صحیح بخاری جلد سوم حدیث ۹۱۵)

ترجمہ: ”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین آدمی جا رہے تھے کہ انہیں بارش نے آن لیا چنانچہ وہ ایک پہاڑ کی غار میں چھپ گئے۔ غار کے منہ پر پہاڑ کے اوپر سے ایک بڑا پتھر آ گرا اور وہ بند ہو کر رہ گئے چنانچہ وہ آپس میں کہنے لگے کہ کوئی ایسا نیک عمل دیکھو جو تم نے صرف اللہ عزوجل کی رضا کے لئے کیا ہو اور اس کے ذریعے اللہ عزوجل سے دعا کرو تو شاید یہ مشکل آسان ہو جائے چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا اے اللہ! میرے والدین زندہ تھے اور انتہائی بڑھاپے کی عمر کو پہنچے ہوئے تھے نیز میرے چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے میں ان کے لئے بکریاں چرایا کرتا تھا۔ جب میں شام کو واپس لوٹتا تو بکریاں دوہتا اور اپنے بچوں سے پہلے والدین کو دودھ پلایا کرتا تھا۔ ایک دن جنگل میں دور جا نکلا اور شام کو دیر سے واپس لوٹا وہ اس وقت سو چکے تھے۔ میں حسب معمول دودھ لے کر ان کے سرہانے کھڑا ہو گیا اور میں نے انہیں نیند سے بیدار

کرنا مناسب نہ سمجھا اور بچوں کو بھی ان سے پلا دینا مجھے اچھا نہ لگا حالانکہ بچے میرے قدموں کے پاس رو پیٹ رہے تھے حتیٰ کہ صبح ہونے تک میری اور ان کی یہی حالت رہی۔ اے اللہ! تو جانتا ہے کہ اگر میں نے یہ کام محض تیری رضا کے لئے کیا تو اس پتھر کو ہٹا دے تاکہ ہم آسمان کو دیکھیں پس اللہ عزوجل نے اسے تھوڑا سا ہٹا دیا کہ اس سے انہیں آسمان دکھائی دینے لگا۔ پھر ان میں سے دوسرے نے کہا اے اللہ! میری ایک چچازاد بہن تھی جس سے میں بہت محبت کرتا تھا جتنی کہ کوئی آدمی کسی عورت سے کرتا ہوگا۔ میں نے اس سے اپنی دلی خواہش کا اظہار کیا تو اس نے اس وقت تک کے لئے انکار کیا جب تک میں اسے سو دینار نہ دوں۔ میں نے دوڑ دھوپ شروع کر دی یہاں تک کہ سو دینار جمع کر لئے۔ میں انہیں لے کر اس کے پاس گیا اور جب میں اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان بیٹھ گیا تو اس نے کہا اے اللہ کے بندے! اللہ سے ڈر اور لگی ہوئی مہر کو نہ کھول پس میں اس کے پاس سے چلا گیا۔ اے اللہ! اگر میں نے ایسا محض تیری رضا کے لئے کیا تو ہماری اس مشکل کو آسان فرما دے۔ پس چٹان تھوڑی سی اور ہٹ گئی۔ تیسرے نے کہا اے اللہ! بے شک میں نے ایک مزدور کو کام پر لگایا تھا کہ ایک فرق چاول دوں گا۔ جب وہ کام ختم کر چکا تو اس نے اپنی مزدوری کا مطالبہ کیا۔ میں نے مزدوری اس کے سامنے رکھ دی لیکن وہ مزدوری چھوڑ کر چلا گیا

پس میں ان سے برابر کاشتکاری کرتا رہا یہاں تک کہ غلے سے کئی گائیں خرید لیں۔ وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا اللہ سے ڈر اور مجھ پر ظلم نہ کر اور میرا حق مجھے دے۔ میں نے کہا کہ ان گایوں اور چرواہے کی طرف جاؤ یہ سب تمہارا مال ہے۔ اس نے کہا اللہ سے ڈرو اور میرے ساتھ مذاق نہ کرو۔ میں نے کہا میں تمہارے ساتھ مذاق نہیں کر رہا ہوں بلکہ یہ اپنی گائیں اور چرواہے لے جاؤ پس وہ انہیں لے کر چلا گیا۔ اے اللہ! تو جانتا ہے اگر میں نے یہ تیری رضا کے لئے کیا تو جتنا راستہ بند ہو گیا ہے اسے کھول دے۔ پس اللہ عزوجل نے ان کے سامنے سے وہ پتھر ہٹا دیا۔"

والدہ سے حسن سلوک کا صلہ:

جو شخص اپنی والدہ سے اچھا سلوک کرتا ہو تو آخرت میں اس کا صلہ اسے یہ ملے گا کہ وہ جنت میں داخل کیا جائے گا جہاں اسے بے حد نعمتیں حاصل ہوں گی۔ اس کے متعلق حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان یہ ہے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ فِيْهَا قِرَاءَةً فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا حَارِثَةُ ابْنُ النُّعْمَانِ كَذٰلِكُمُ الْبِرُّ كَذٰلِكُمُ الْبِرُّ وَكَانَ اَبَرَّ النَّاسِ بِاُمِّهٖ (شرح السنۃ)

ترجمہ: "ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں جنت میں داخل ہوا تو قرآن

مجید پڑھنے کی آواز سنی۔میں نے کہا یہ کون ہے؟ کہا گیا حارثہ ابن نعمان ہیں آپ ﷺ کے غلاموں کی نیکی، آپ ﷺ کے غلاموں کی نیکی اور وہ اپنی والدہ کے ساتھ لوگوں سے زیادہ اچھا سلوک کرتے تھے۔"

اس حدیث مبارکہ میں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے جب میں شب معراج جنت میں گیا تو وہاں میں نے قرآن مجید پڑھنے کی آواز سنی۔میں نے فرشتوں سے پوچھا یہ شخص کون ہے جو قرآن کی تلاوت میں مشغول ہے؟ فرشتوں نے بتایا یہ حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ بات سنی تو ان کے دل میں یہ بات جاننے کی خواہش پیدا ہوئی کہ حارثہ رضی اللہ عنہ نے اپنے کس عمل کے سبب یہ فضیلت حاصل کی حضور نبی کریم ﷺ نے جنت میں ان کے قرآن پڑھنے کی آواز سنی ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ کی اس فضیلت کا ذکر ان الفاظ میں کیا اور یہی وہ ثواب اور فضیلت ہے جو والدین کے ساتھ نیکی کرنے پر حاصل ہوتی ہے اور حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ اپنی ماں کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرنے والے تھے۔

والدین سے نیکی کرنے سے درازیٔ عمر کا بڑھنا:

والدین کے ساتھ جو شخص نیکی کرتا ہے تو اس کا یہ فعل درازیٔ عمر کا سبب بنتا ہے کیونکہ اس کے متعلق حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث یہ ہے۔

عَنْ ثُوبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرُدُّ الْقَدَرَ اِلَّا الدُّعَاءُ وَلَا يَزِيْدُ فِي الْعُمُرِ اِلَّا

الْبِرُّ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ يُصِيبُهُ

(ابن ماجہ)

ترجمہ: "حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تقدیر الٰہی کو دعا کے علاوہ کوئی چیز نہیں بدلتی اور عمر کو دراز کرنے والی کوئی چیز نہیں ہے سوائے حسن سلوک کے اور انسان کو جس سبب سے روزی سے محروم کیا جاتا ہے وہ صرف گناہ ہے جس کا وہ مرتکب ہوتا ہے۔"

ایک واقعہ:

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کتاب "المنظم فی تواریخ الامم" میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ عزوجل سے دعا کی اے اللہ! مجھے میرا رفیق جنت دنیا ہی میں دکھادے۔

ارشاد ہوا فلاں شہر جایئے وہاں ایک قصاب سے ملاقات کریں وہی تمہارا جنت میں رفیق ہے۔ آپ علیہ السلام اس قصاب کے ہاں پہنچے۔ اس نے آپ علیہ السلام کو دیکھتے ہی عرض کیا اے نوجوان! کیا تم میری دعوت قبول کرو گے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں! وہ آپ علیہ السلام کو اپنے گھر لے گیا۔

اس نے آپ علیہ السلام کے سامنے کھانا چنا اور جب یہ کھانا کھانے لگے تو وہ ایک لقمہ خود اٹھاتا اور دو لقمے قریب ہی پڑی ہوئی زنبیل میں ڈال دیتا۔ اسی اثناء میں دروازہ کھٹکا اور وہ اٹھا۔ آپ علیہ السلام نے زنبیل میں دیکھا اس کے والدین نہایت بوڑھے اور نحیف حالت میں ہیں۔

آپ علیہ السلام کو دیکھ کر دونوں مسکرائے پھر آپ علیہ السلام کی رسالت کی تصدیق کر کے ایمان کی دولت سے مشرف ہوئے اور فوت ہو گئے۔ وہ جوان واپس پلٹا زنبیل میں دیکھا تو اس کے ماں باپ فوت ہو چکے تھے۔ وہ مسکرایا اور پھر اس نے آپ علیہ السلام کے ہاتھ چومے اور آپ علیہ السلام پر ایمان لے آیا اور کہنے لگا اے موسیٰ علیہ السلام! یہ جو زنبیل میں تھے یہ میرے ماں باپ تھے اور یہ اتنے بوڑھے ہو چکے تھے کہ میں انہیں اکیلا نہیں چھوڑتا تھا اور جہاں بھی جاتا تھا ساتھ لئے پھرتا تھا۔

جب تک انہیں نہیں کھلاتا تھا خود نہیں کھاتا تھا اور جب یہ سیر ہو کر کھا لیتے تھے تو روزانہ دعا فرماتے تھے اے اللہ! ہمارے بیٹے کو جنت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ساتھ نصیب فرما اور ہماری اس وقت تک جان نہ نکلے جب تک ہم تیرے کلیم علیہ السلام کی زیارت نہ کرلیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اے جوان! تجھے بشارت ہو کہ تیرے والدین کی دعا تیرے حق میں اللہ عزوجل نے قبول فرمالی ہے۔

(نزہۃ المجالس جلد اول صفحہ ۵۲۷ تا ۵۲۸)

والدین کی خدمت کا صلہ:

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص کے تین بھائی تھے۔ جب وہ بیمار ہوا تو اس نے اپنے بھائیوں سے کہا مجھے والد کی خدمت کرنے دو اور میراث بھی لے لینا۔ انہوں نے خدمت کرنے کا موقع فراہم کر دیا اور مرتے دم تک وہ اپنے باپ کی خدمت میں مصروف رہا۔ ایک دن اس نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص اسے کہہ رہا ہے کہ فلاں مقام پر جاؤ اور ایک اشرفی اٹھالو۔

اس نے پوچھا کیا اشرفی اٹھانے میں نفع ہوگا؟ اس نے کہا نہیں۔ وہ بولا میں نہیں جاؤں گا۔ دوسرے دن خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے فلاں جگہ جاؤ

اور دس اشرفیاں اٹھالو۔اس نے پوچھا ان میں برکت ہوگی؟ اس نے کہا نہیں چنانچہ وہ نہیں گیا۔

تیسری رات اس نے پھر خواب میں دیکھا کوئی کہہ رہا ہے فلاں جگہ سے ایک اشرفی اٹھالو۔اس نے کہا کیا برکت ہوگی؟ کہنے والے نے کہا کہ ہاں! ضرور برکت ہوگی چنانچہ وہ گیا اور اس نے اشرفی اٹھالی اور اس سے ایک مچھلی خرید کر گھر پہنچا۔جب اس مچھلی کا پیٹ کاٹا گیا تو اس سے دو نہایت ہی قیمتی جواہر برآمد ہوئے۔ وہ انہیں لے کر بادشاہ کی خدمت میں گیا اور بادشاہ نے وہ دونوں قیمتی جواہر ساٹھ ہزار اشرفیوں میں خرید لئے اور کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا کہ یہ باپ کی خدمت کا صلہ ہے۔

والدین کے عزیز واقارب کا احترام:

والدین کے دوستوں، رشتہ داروں کا احترام مستحب ہے۔ماں، باپ کی وفات کے بعد ان کے عزیز واقارب سے تعلق برقرار رکھنا اور ان کا احترام کرنا بہت بڑی نیکی اور صلہ رحمی کا تقاضہ ہے۔اس اعتبار سے والدین کے عزیز واقارب کو فراموش کر دینا اور ان سے تعلق توڑنا شرعاً منع ہے۔

حدیث مبارکہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ سے دوستانہ تعلقات رکھنے والوں سے تعلق جوڑے رکھے یعنی باپ کی محبت اور دوستی کو نبھائے۔

(ریاض الصالحین جلد اول صفحہ ۳۱۳)

حضرت عبداللہ بن دینار، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی آدمی انہیں ایک راستے میں ملا۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے سلام کیا اور اسے اپنے گدھے پر سوار کیا جس پر وہ خود سوار تھے اور اسے وہ عمامہ بھی دے دیا جو

ان کے سر پر تھا۔حدیث کے راوی ابن دینار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا اللہ آپ کا بھلا کرے یہ تو دیہاتی لوگ ہیں تھوڑی سی چیز سے بھی راضی ہو جاتے ہیں ان کے ساتھ اتنا کچھ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا بات یہ ہے کہ اس شخص کا باپ میرے باپ عمر رضی اللہ عنہ کا دوست تھا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ سب سے بڑی نیکی آدمی کا اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ نیکی کرنا ہے۔ایک اور روایت میں ہے جو ابن دینار ہی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب حلب جاتے تو ان کے پاس ایک گدھا ہوتا۔جب وہ اونٹ کی سواری سے اکتا جاتے تو اس پر سوار ہو کر راحت حاصل کرتے اور ایک عمامہ ہوتا جسے وہ سر پر باندھ لیتے۔اسی دوران کہ ایک دن وہ اس گدھے پر سوار تھے آپ کے پاس سے ایک دیہاتی گزرا۔ آپ نے اس سے پوچھا کیا تو فلاں بن فلاں کا بیٹا نہیں ہے؟اس نے جواب دیا ہاں! کیوں نہیں آپ نے اسے وہ گدھا دے دیا اور فرمایا اس پر سوار ہو جا اور اسے عمامہ بھی عنایت فرما دیا اور کہا اس کے ساتھ اپنے سر کو باندھ لے پس حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بعض ساتھیوں نے ان سے کہا اللہ تعالیٰ کی آپ کو معاف فرمائے۔

آپ اس دیہاتی کو وہ گدھا بھی دے دیا جس پر آپ دورانِ سفر آرام حاصل کرتی تھی اور عمامہ بھی دے دیا جس کے ساتھ آپ اپنا سر باندھتے تھے۔آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے مرنے کے بعد اس کے دوستوں سے تعلق برقرار رکھے اور ان سے حسن سلوک کرے اور تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ اس کا باپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دوست تھا۔

حضرت ابو اسید مالک بن ربیعہ ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک وقت ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ بنی سلمہ قبیلہ کا ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آ کر اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا کوئی ایسی نیکی بھی باقی ہے جو میں والدین کی وفات کے بعد ان کے ساتھ کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں! ان کے حق میں دعائے خیر کرنا اور ان کے لئے مغفرت مانگنا اور ان کے بعد ان کے کئے گئے عہد کو پورا کرنا اور ان کے ان رشتہ داروں کو جوڑنا جو انہی کی وجہ سے چھوڑے جاتے ہیں اور ان کے دوستوں کی عزت کرنا۔

(سنن ابی داؤد جلد ۲ صفحہ ۳۵۲)

اولاد کو نیک تعلیم وتربیت دینا:

اسلام نے انسان پر یہ حقیقت واضح کر دی ہے تاکہ وہ کسی بھی قسم کی غلطی فہمی کا شکار ہو کر اپنے مقام کو برباد نہ کر لے۔ بزرگوں نے ایک مشہور مثال دی ہے کہ جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔

علامہ رومی رحمۃ اللہ علیہ مثنوی شریف میں رقم کرتے ہیں کہ کسی نے اپنے ضعیف العمر والد کو کہا کہ آپ کی وجہ سے گھر میں گاہے بگاہے پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو والد نے جواب دیا اس عمر میں کہاں جاؤں گا؟ بدبخت بیٹے نے کہا میں خود کچھ پہنچا دیتا ہوں۔ بیٹا باپ کو لے کر جنگل میں پہنچ گیا اور ایک کمبل باپ کو دے دیا۔ جب وہ اس کے پاس سے واپس ہونے لگا تو اس بوڑھے ضعیف کا پوتا جو ساتھ تھا اس نے جب یہ منظر دیکھا تو اپنے دادا سے کمبل لے کر اس کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ باپ نے کہا تو نے کمبل کے دو ٹکڑے کر دیئے ہیں یعنی ایک دادا کو دے دیا ہے اور ایک اپنے پاس رکھ لیا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ بیٹے نے جواب دیا کل جب تم بڑھاپے کو پہنچو تو

کمبل کا ایک ٹکڑا میں تمہارے پاس جنگل میں چھوڑ جاؤں گا۔ یہ سنتے ہی اس نے اپنے باپ سے معافی مانگی اور عزت کے ساتھ واپس گھر لے آیا اور اپنے اس برے عمل سے توبہ کر لی۔

اس لئے ہر ایک کو اپنے والدین کی عزت کر کے اپنے مستقبل کو پریشانیوں سے بچانا ہے اور جو لوگ چاہتے ہیں کہ ہماری اولاد بھی بڑھاپے کا سہارا بنے تو وہ اپنے والدین سے حسن سلوک کرے درس حدیث کے مطابق الترغیب والترہیب پر حدیث مبارکہ ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنے باپ داداؤں کے ساتھ نیک سلوک کیا کرو تمہاری اولاد تم سے حسن سلوک کرے گی اور تم پاک دامن رہو تمہاری عورتیں پاک دامن رہیں گی۔

(الترغیب والترہیب جلد ۲ صفحہ ۲۴۵)

نافرمانی کی مذمت

والدین کی نافرمانی سے مراد یہ ہے کہ والدین کا حکم نہ مانا جائے اور ان کے جائز مطالبات پر غور نہ کیا جائے۔ ان کے حقوق کا خیال نہ کیا جائے اور ان کا ادب اور تعظیم نہ کی جائے۔ ان کی اطاعت اور خدمت میں کوتاہی کی جائے۔ غرضیکہ ہر وہ کام جس سے والدین ناراض ہوں نافرمانی کے زمرے میں آئے گا۔

اللہ تعالیٰ عزوجل کو والدین کی نافرمانی نہایت ہی ناپسند ہے۔ بعض اوقات والدین کی نافرمانی سے ناخوش ہو کر اللہ عزوجل دنیا ہی میں والدین کے نافرمان کو سزا دے دیتا ہے ورنہ آخرت میں تو اسے سزا مل کر ہی رہے گی لہٰذا نافرمانی کی بجائے والدین کی اطاعت کی راہ اختیار کرنی چاہیے۔ والدین کی نافرمانی کرنے والوں کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ کے فرمودات ذیل ہیں۔

والدین کی نافرمانی گناہ کبیرہ ہے:

حضور نبی کریم ﷺ کے ایک فرمان کے مطابق والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہوں میں سے ہے اور کبیرہ گناہ انسان کو جہنم کی طرف لے جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے اس سے بچنے کی یوں تاکید فرمائی ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَبَآئِرُ الْاِشْرَاكُ بِاللهِ وَ عُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِيْ رِوَايَةِ اَنَسٍ وَ شَهَادَةُ الزُّوْرِ بَدَلَ الْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ (صحیح بخاری جلد سوم حدیث ۹۱۴)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کبیرہ گناہ یہ ہیں۔ اللہ کا شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی (جان) کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا۔ مگر حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے جھوٹی قسم کی بجائے جھوٹی گواہی کے الفاظ مروی ہیں۔"

ایک اور حدیث میں ماں باپ کی نافرمانی سے بچنے کی تاکید ان الفاظ میں کی گئی ہے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَكْرَةَ عَنْ اَبِيْهِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَآئِرِ؟ قُلْنَا بَلٰى يَارَسُوْلَ اللهِ قَالَ الْاِشْرَاكُ بِاللهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَ كَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ اَلَا وَ قَوْلُ الزُّوْرِ وَ شَهَادَةُ الزُّوْرِ اَلَا وَ قَوْلُ الزُّوْرِ وَ شَهَادَةُ الزُّوْرِ اَلَا وَ قَوْلُ الزُّوْرِ وَ شَهَادَةُ الزُّوْرِ فَمَا زَالَ يَقُوْلُهَا حَتّٰى قُلْتُ لَا يَسْكُتُ

(صحیح بخاری جلد سوم حدیث ۹۱۷)

ترجمہ: "عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت

بیان کرتے ہیں فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں بہت بڑے گناہ نہ بتاؤں؟ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔ اس وقت آپ ﷺ ٹیک لگا کر بیٹھے تھے اٹھ گئے اور فرمایا خبردار! جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی بھی نیز جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی بھی چنانچہ آپ ﷺ برابر یہی فرماتے رہے یہاں تک کہ میں نے دل میں کہا آپ ﷺ شاید خاموش نہ ہوں گے۔"

ایک روایت میں ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام! جس نے والدین کی فرمانبرداری کی اور میری نافرمانی کی میں نے اسے نیکوں میں لکھا ہے اور جو والدین کی نافرمانی کرتا ہے مگر میرا فرمانبردار ہے تو میں نے اسے بھی نافرمانوں میں لکھ دیا ہے۔

عَنْ عُبَیْدُ اللهِ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ ذَکَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْکَبَآئِرَ اَوْ سُئِلَ عَنِ الْکَبَآئِرِ فَقَالَ الشِّرْكُ بِاللهِ وَ قَتْلُ النَّفْسِ وَ عُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ فَقَالَ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِاَکْبَرِ الْکَبَائِرِ قَالَ قَوْلُ الزُّوْرِ اَوْ قَالَ شَهَادَةُ الزُّوْرِ قَالَ شُعْبَةُ وَ اَکْثَرُ ظَنِّیْ اَنَّهٗ قَالَ شَهَادَةُ الزُّوْرِ (صحیح بخاری جلد سوم حدیث ۹۱۸)

ترجمہ: "حضرت عبیداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے

حضرت انس رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے کبیرہ گناہوں کا ذکر کیا یا آپ ﷺ سے کبیرہ گناہوں کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا اللہ عزوجل کے ساتھ شرک کرنا، کسی جان کو قتل کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا پھر فرمایا کہ کیا میں کبیرہ گناہوں سے بڑا گناہ نہ بتاؤں؟ فرمایا جھوٹی بات کہنا یا فرمایا جھوٹی گواہی دینا۔ شعبہ کا کہنا ہے میرا غالب گمان یہ ہے کہ آپ ﷺ نے جھوٹی گواہی کے متعلق فرمایا۔"

فرمانبردار جنت میں اور نافرمان جہنم میں:

والدین کی نافرمانی کی سزا جہنم ہے اور والدین کی اطاعت کرنے والے کی جزا جنت ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَصْبَحَ مُطِيْعًا لِلّٰهِ فِيْ وَالِدَيْهِ اَصْبَحَ لَهٗ بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ الْجَنَّةِ وَاِنْ كَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا وَّمَنْ اَمْسٰى عَاصِيًا لِلّٰهِ فِيْ وَالِدَيْهِ اَصْبَحَ لَهٗ بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ النَّارِ وَاِنْ كَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا قَالَ رَجُلٌ وَاِنْ ظَلَمَاهُ قَالَ وَاِنْ ظَلَمَاهُ وَاِنْ ظَلَمَاهُ وَاِنْ ظَلَمَاهُ (مشکوۃ شریف جلد دوم حدیث ۴۷۱۹)

ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو صبح کرے اس طرح کہ اللہ اور اپنے والدین کا فرمانبردار ہو تو صبح ہوتے ہی اس کے لئے جنت کے

دو دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اگر ایک ہو تو ایک دروازہ اور اگر کوئی اللہ اور اپنے والدین کی نافرمانی میں صبح کرے تو صبح ہوتے ہی جہنم کے دو دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اگر ایک ہو تو ایک دروازہ۔ ایک شخص نے عرض کیا اگر چہ وہ دونوں ظلم کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اگر چہ ظلم بھی کریں اگر چہ وہ ظلم بھی کریں اگر چہ وہ ظلم بھی کریں۔"

ایک اور حدیث میں بیان ہوا ہے کہ والدین کا نافرمان جنت میں داخل نہ ہوگا۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنَّانٌ وَّلَا عَاقٌّ وَّلَا مُدْمِنُ خَمْرٍ (سنن نسائی)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں داخل نہیں ہوگا احسان جتانے والا اور والدین کا نافرمان اور ہمیشہ شراب پینے والا۔"

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا یعنی ماں باپ کی نافرمانی آخرت میں جنت سے محرومی کا باعث بنے گی اس لئے والدین کا ہر جائز حکم ماننا چاہیے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روزِ قیامت تین اشخاص پر اللہ عزوجل نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔ اول والدین کا نافرمان، دوم شراب پینے والا اور سوم صدقہ کرکے احسان جتلانے والا۔ (مستدرک الحاکم)

نافرمانی کی سزا:

والدین کی نافرمانی کی سزا مرنے کے بعد تو ملتی ہی ہے مگر بعض اوقات اللہ عزوجل جن لوگوں سے ماں باپ کی نافرمانی کی وجہ سے بہت ناراض ہو جاتا ہے تو انہیں زندگی ہی میں سزا دے دیتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ الذُّنُوْبِ یَغْفِرُ اللّٰہُ تَعَالٰی مِنْہَا مَاشَآءَ اِلَّا عُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ فَاِنَّہٗ یُعَجِّلُ لِصَاحِبِہٖ فِی الْحَیَاۃِ قَبْلَ الْمَمَاتِ

ترجمہ: "حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام گناہوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے جس کو ان سے چاہے ماسوائے والدین کی نافرمانی کے اور ایسا کرنے والے کو مرنے سے پہلے زندگی میں جلد ہی سزا دے دی جاتی ہے۔" (بیہقی شریف)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو دس باتوں کی نصیحت:

ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو دس باتوں پر عمل کرنے کی تاکید فرمائی ان میں سے ایک بات یہ بھی تھی کہ ماں باپ کی ہر حال میں اطاعت کرنا یہاں تک کہ خواہ وہ تمہیں اہل وعیال کو چھوڑنے کا حکم ہی کیوں نہ دے دیں۔

حدیث پاک یہ ہے۔

عَنْ مُّعَاذٍ قَالَ اَوْ صَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِعَشْرِ کَلِمَاتٍ قَالَ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَاِنْ قُتِلْتَ وَ حُرِّقْتَ وَلَا تَعُقَّنَّ وَالِدَیْكَ وَاِنْ اَمَرَاكَ اَنْ تَخْرُجَ مِنْ اَهْلِكَ وَ مَالِكَ وَلَا تَتْرُكَنَّ صَلٰوةً مَّكْتُوْبَةً مُّتَعَمِّدًا فَاِنَّ مَنْ تَرَكَ صَلٰوةً مَكْتُوْبَةً مُّتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللّٰہِ وَلَا تَشْرَبَنَّ خَمْرًا فَاِنَّهٗ رَاْسُ كُلِّ فَاحِشَةٍ وَاِیَّاكَ وَالْمَعْصِیَةَ فَاِنَّ بِالْمَعْصِیَةِ حَلَّ سَخَطُ اللّٰہِ وَاِیَّاكَ وَ الْفِرَارُ مِنَ الزَّحْفِ وَاِنْ هَلَكَ النَّاسُ وَ اِذَا اَصَابَ النَّاسَ مَوْتٌ وَ اَنْتَ فِیْهِمْ فَاثْبُتْ وَ اَنْفِقْ عَلٰی عِیَالِكَ مِنْ طَوْلِكَ وَلَا تَرْفَعْ عَنْهُمْ عَصَاكَ اَدَبًا وَّ اَخِفْهُمْ فِی اللّٰہِ

ترجمہ: ”حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھے نصیحت فرمائی کہ میں دس باتوں پر عمل کروں۔ (۱) اگر مجھے جان سے مارے جانے یا جلائے جانے کا بھی خوف ہو تب بھی اللہ عزوجل کی وحدانیت میں کسی کو شریک نہ کروں۔ (۲) اگر والدین مجھے یہ حکم دیں کہ اہل وعیال کو چھوڑ دے تب بھی ان کی نافرمانی نہ کروں۔ (۳) جان بوجھ کر فرض نماز ترک نہ کروں کیونکہ جو جان بوجھ کر نماز ترک کرتا ہے وہ اللہ کے ذمہ نہیں ہے۔ (۴) شراب نوشی سے احتراز کروں کیونکہ یہ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ (۵) ارتکاب گناہ سے بچوں کیونکہ گناہ

غضب الٰہی کا سبب بنتے ہیں۔ (۶) اگر جنگ میں لوگ مر بھی رہے ہوں تو جنگ سے نہ بھاگوں۔ (۷) اگر کہیں وبا کی وجہ سے اموات ہونے لگیں تو وہیں ٹھہروں اور وہاں سے نہ بھاگوں۔ (۸) استطاعت کے مطابق اہل وعیال کی کفالت کروں۔ (۹) ان کی تربیت سے غافل نہ ہوں۔ (۱۰) ان کو خشیت الٰہی کی تعلیم دوں۔" (مسند امام احمد)

حضرت عمر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ایک دن ہم بیٹھے ہوئے تھے رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا اے اہل اسلام! اللہ کی شریعت کی پیروی کرو، صلہ رحمی سے کام لیا کرو کیونکہ اس سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں جس پر بہت جلدی ثواب ملے۔ بغاوت سے بچو کیونکہ اس سے بڑھ کر کسی عمل پر جلدی عذاب نہیں آتا۔ والدین کی نافرمانی سے بچو کیونکہ جنت کی خوشبو ہزار سال کی مسافت سے سونگھی جا سکتی ہے۔ والدین کا نافرمان، صلہ رحمی نہ کرنے والا، زانی بوڑھا اور تکبر سے کپڑا لٹکانے والا اسے نہیں پا سکتا۔ (طبرانی)

ماں کی نافرمانی حرام ہے:

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے ایک فرمان میں چند چیزوں کو حرام قرار دیا ہے ان میں ماں کی نافرمانی بھی شامل ہے۔

عَنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوْقَ الْاُمَّهَاتِ وَوَادَ الْبَنَاتِ وَمَنْعَ وَهَاتِ وَكَرِهَ لَكُمْ قِيْلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَاِضَاعَةَ الْمَالِ (صحیح بخاری جلد سوم حدیث ۹۱۶)

ترجمہ: "حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے تم پر حرام فرمایا ہے ماؤں کی نافرمانی اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا اور منع کیا ہے اپنا ہاتھ روکنے اور لینے کے لئے تیار رہنے سے اور تمہارے لئے ناپسند فرمایا ہے بیکار گفتگو کرنا، زیادہ مانگنا اور مال ضائع کرنا۔"

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کوئی ایسی شے نہیں جس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مخصوص کیا ہو اور دوسرے مسلمانوں کو وہ عطا نہ کیا ہو ماسوائے اس چیز کے جو میری تلوار کے نیام میں ہے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے تلوار کی نیام سے ایک تحریر نکالی جس پر لکھا تھا کہ جو غیر اللہ کے لئے ذبح کرے اس پر اللہ کی لعنت ہو اور جو زمین کی نشانی چرائے اس پر اللہ کی لعنت ہو اور جو اپنے والدین پر لعنت کریں ان پر اللہ کی لعنت ہو اور جو ایسے شخص کو پناہ دے جس نے عقیدہ یا عمل اسلام کے خلاف اپنی طرف سے گھڑ لیا ہو اس پر اللہ کی لعنت ہے۔ (الادب المفرد صفحہ ۵۸)

والدہ کی بددعا کا خمیازہ:

اگر کسی شخص کی والدہ اس کی کوتاہی یا نافرمانی پر اسے بددعا دے تو اس کا خمیازہ اسے بھگتنا پڑے گا۔ ایک مرتبہ ایک بہت بڑے عابد کو اس کی ماں نے بددعا دی جس کا نتیجہ اسے بھگتنا پڑا، اس کا نام جریج تھا۔

حدیث میں یہ واقعہ اس طرح سے بیان ہوا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ جُرَيْجٌ يَتَعَبَّدُ فِیْ صَوْمَعَةٍ فَجَآءَ تْ اُمُّهٗ قَالَ حُمَيْدٌ فَوَصَفَ لَنَا اَبُو

رَافِعٍ صِفَةَ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ بِصِفَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمَّهُ حِيْنَ وَ عَتْهُ كَيْفَ جَعَلَتْ كَفَّهَا
فَوْقَ حَاجِبِهَا ثُمَّ رَفَعَتْ رَاْسَهَا اِلَيْهِ تَدْعُوْهُ فَقَالَتْ
يَا جُرَيْجُ اَنَا اُمُّكَ كَلِّمْنِیْ فَصَادَفَتْهُ يُصَلِّیْ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ
اُمِّیْ وَ صَلَاتِیْ فَاخْتَارَ صَلَاتَهُ فَرَجَعَتْ ثُمَّ عَادَتْ فِی
الثَّانِيَةِ فَقَالَتْ يَا جُرَيْجُ اَنَا اُمُّكَ فَكَلِّمْنِیْ قَالَ اَللّٰهُمَّ
اُمِّیْ وَ صَلَاتِیْ فَاخْتَارَ صَلَاتَهُ فَقَالَتْ اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا
جُرَيْجٌ وَهُوَ اِبْنِیْ وَاِنِّیْ كَلَّمْتُهُ فَاَبٰی اَنْ يُّكَلِّمَنِیْ اَللّٰهُمَّ
فَلَا تُمِتْهُ حَتّٰی تُرِيَهُ الْمُوْمِسَاتِ قَالَ وَلَوْ دَعَتْ عَلَيْهِ
اَنْ يُّفْتَنَ فُفُتِنَ قَالَ وَكَانَ رَاعِیْ ضَاْنٍ يَهْوِیْ اِلٰی دَيْرِهٖ
قَالَ فَخَرَجَتْ اِمْرَاَةٌ مِّنَ الْقَرْيَةِ فَوَقَعَ عَلَيْهَا الرَّاعِیْ
فَحَمَلَتْ فَوَلَدَتْ غُلَامًا فَقِيْلَ لَهَا مَا هٰذَا؟ قَالَتْ مِنْ
صَاحِبِ هٰذَا الدَّيْرِ قَالَ فَجَآءُوْا بِفُئُوْسِهِمْ وَ
مَسَاحِيْهِمْ فَنَادَوْهُ فَصَادَفُوْهُ يُصَلِّیْ فَلَمْ يُكَلِّمْهُمْ
قَالَ فَاَخَذُوْا يَهْدِمُوْنَ دَيْرَهُ فَلَمَّا رَاٰی ذٰلِكَ نَزَلَ
اِلَيْهِمْ فَقَالُوْا لَهُ سَلْ هٰذِهٖ قَالَ فَتَبَسَّمَ ثُمَّ مَسَحَ
رَاْسَ الصَّبِیِّ فَقَالَ مَنْ اَبُوْكَ قَالَ اَبِیْ رَاعِی الضَّاْنِ
فَلَمَّا سَمِعُوْا ذٰلِكَ مِنْهُ قَالُوْا نَبْنِیْ مَا هَدَمْنَا مِنْ
دَيْرِكَ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ قَالَ لَا وَلٰكِنْ اَعِيْدُوْهُ تُرَابًا
كَمَا كَانَ ثُمَّ عَلَاهُ (صحیح مسلم جلد ششم صفحہ ۲۰۰ تا ۲۰۲)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جریج اپنے معبد میں عبادت کر رہا تھا کہ اتنے میں اس کی ماں کی آواز آئی۔ حمید کہتے ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کی اس طرح صفت بیان کی جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی صفت بیان کی تھی۔ جب اس کی ماں نے اسے پکارا تو اس نے کسی طرح اپنی ہتھیلی اپنی بھول پر رکھی تھی پھر اس کی طرف سر اٹھا کر اسے آواز دی اور کہا اے جریج! میں تیری ماں ہوں تم مجھ سے بات کرو۔ جریج اس وقت نماز پڑھ رہا تھا۔ جریج نے دل میں کہا اے اللہ! ایک طرف میری ماں ہے اور ایک طرف نماز ہے۔ پھر اس نے نماز کو اختیار کر لیا۔ ماں واپس لوٹ گئی۔ پھر دوبارہ آئی اور کہا اے جریج! میں تمہاری ماں ہوں مجھ سے بات کرو۔ جریج نے دل میں کہا اے اللہ! ایک طرف میری ماں ہے اور ایک طرف نماز ہے۔ پھر اس نے نماز کو اختیار کیا۔ اس کی ماں نے کہا اے اللہ! جریج میرا بیٹا ہے میں اس سے بات کرتی ہوں اور یہ انکار کرتا ہے۔ اے اللہ! تو اسے اس وقت تک موت نہ دینا جب تک یہ بدکار عورتوں کا منہ نہ دیکھ لے۔ آپ نے فرمایا اگر وہ یہ دعا کرتی کہ جریج فتنہ میں پڑ جائے تو وہ فتنہ میں پڑ جاتا۔ آپ نے فرمایا ایک دنبوں کا چرواہا تھا جو جریج کے معبد میں ٹھہرتا تھا ایک دن بستی سے ایک عورت نکلی تو اس چرواہے نے اس کے ساتھ بدکاری کی۔ وہ عورت حاملہ ہو گئی اور اس سے ایک لڑکا پیدا

ہوا۔اس عورت سے پوچھا گیا یہ کس کا بچہ ہے؟ اس عورت نے کہا اس معبد والے کا۔لوگ اپنے پھاوڑے اور کلہاڑے لے کر آئے اور اسے آواز دی۔جریج اس وقت نماز پڑھ رہا تھا اس نے ان لوگوں سے بات نہیں کی۔لوگوں نے اس کے معبد کو گرانا شروع کر دیا۔جریج نے یہ معاملہ دیکھا تو ان کے پاس اتر آیا۔لوگوں نے اس سے کہا دیکھو یہ عورت کیا کہتی ہے؟ جریج مسکرایا، پھر اس نے بچے کے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا تیرا باپ کون ہے؟ اس نے کہا میرا باپ دنبوں کا چرواہا ہے۔لوگوں نے سنا تو انہوں نے کہا کہ ہم نے تمہارے معبد کو جو گرایا ہے، ہم اس کے عوض سونے اور چاندی کا معبد بنا دیتے ہیں۔جریج نے کہا نہیں تم اس کو پہلے کی طرح مٹی کا بنا دو یہ کہہ کر وہ پھر اوپر چلا گیا۔"

نافرمان کی کوئی عبادت قبول نہیں:

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل تین اشخاص کے کسی فرض اور نفل کو قبول نہیں فرمائے گا۔والدین کا نافرمان، صدقہ کر کے احسان جتلانے والا اور تقدیر الٰہی کا انکار کرنے والا۔(السنۃ لابن ابی عاصم)

میرے عمل کا بدلہ:

فقیہ فرماتے ہیں میں نے اپنے والد سے سنا وہ ابو حفص بسکندی رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت بیان کرتے تھے جو علمائے سمرقند میں سے تھے کہ ان کے پاس ایک آدمی نے اپنے بیٹے کی شکایت کی کہ اس نے مجھے مارا ہے اور ایذاء پہنچائی ہے۔ابو حفص رحمۃ اللہ علیہ

نے فرمایا سبحان اللہ! کیا بیٹا اپنے باپ کو مارتا ہے؟ کہنے لگا ہاں! اس نے مجھے تو مارا ہے اور ایذاء پہنچائی ہے۔

ابو حفص رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کیا تو نے اسے کچھ ادب سکھایا اور علم پڑھایا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ پھر پوچھا کیا تو نے اسے قرآن پاک پڑھایا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ پھر پوچھا وہ کام کیا کرتا ہے؟ اس نے جواب دیا وہ کھیتی باڑی کرتا ہے۔

انہوں نے پوچھا تو کچھ معلوم بھی ہے اس نے تجھے کیوں مارا؟ وہ کہنے لگا نہیں۔ فرمایا ممکن ہے جب وہ صبح صبح گدھے پر سوار ہو کر کھیت کو جا رہا ہو گا بیل اس کے آگے اور کتا پیچھے پیچھے ہو گا۔ قرآن تو وہ جانتا نہیں ہے اس لئے اپنے کسی گیت میں مگن ہو گا اور تو اسے ایسے وقت میں ٹوکا ہو گا اور اس نے بیل سمجھ کر تجھے مارا ہو گا اور شکر ہے کہ اس نے تیرا سر نہیں پھاڑا۔

ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مشہور ہے کہ ایک شخص کسی جگہ پر اپنے والد کو مار رہا تھا اسے کسی نے ٹوکا تو وہ کہنے لگا اسے کچھ نہ کہو میں بھی اپنے باپ کو یونہی پیٹا کرتا تھا اور مجھے بھی ایسا بیٹا ملا ہے جو مجھے اسی جگہ پر پیٹتا ہے۔ اس پر کوئی ملامت نہیں بلکہ یہ میرے اس عمل کا بدلہ ہے۔

داناؤں کا قول:

بعض داناؤں کا قول ہے جو اپنے والدین کا نافرمان ہو وہ اپنی اولاد سے خوشی نہیں دیکھ پاتا اور جو اپنے معاملات میں مشورہ نہیں کرتا وہ کامیابی نہیں دیکھ سکتا اور جو گھر والوں سے حسن سلوک نہیں کرتا وہ لذتِ عیش سے محروم ہو جاتا ہے۔

اولاد کو نافرمانی کا موقع نہ دو:

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان نقل کیا ہے کہ اللہ عزوجل اس والد پر رحم فرمائے جو اپنے بیٹے کے ساتھ فرمانبرداری میں تعاون کرتا ہے یعنی وہ اپنے بیٹے کو ایسی بات نہیں کہتا جس میں اس کی طرف سے نافرمانی کا خطرہ ہو۔

کسی صالح شخص کا قصہ ہے کہ وہ اپنے بیٹے کو کسی کام کے لئے کہتے ہی نہ تھے۔ ضرورت ہوتی تو کسی اور کو کہتے۔ ان سے وجہ پوچھی گئی تو کہنے لگے مجھے خطرہ ہے کہ میں کوئی بات بیٹے سے کہوں اور وہ اس میں میری نافرمانی کرے تو دوزخ کے لائق بنے گا اس لئے میں نہیں چاہتا کہ اپنی وجہ سے اسے دوزخ کا مستحق بنادوں۔

والدین کے قاتل کا روزِ قیامت سخت عذاب سے دوچار ہونا:

قتل اللہ کے نزدیک بہت سخت گناہ ہے مزید یہ کہ جو شخص اپنے ماں باپ کو قتل کرے تو اس کا کیا حال ہوگا؟ قیامت کے دن اسے سخت عذاب ملے گا اس کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان یہ ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ مَنْ قَتَلَ نَبِيًّا اَوْ قَتَلَهٗ نَبِيٌّ اَوْ قَتَلَ اَحَدَ وَالِدَيْهِ وَالْمُصَوِّرُوْنَ وَ عَالِمٌ لَّمْ يَنْتَفِعْ بِعِلْمِهٖ

(بیہقی شریف)

ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن سب سے سخت عذاب

اس شخص کو ہوگا جس نے کسی نبی کو قتل کیا یا جس کو کسی نبی نے قتل کیا یا اپنے والدین میں سے کسی ایک کو قتل کیا اور تصویر بنانے والوں کو اور اس عالم کو جس نے اپنے علم سے فائدہ حاصل نہ کیا۔"

نافرمان کو موت کے وقت کلمہ نصیب نہ ہونا:

طبرانی اور مسند احمد میں حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر تھے۔ ایک شخص آیا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ایک نوجوان کی موت کا وقت آپہنچا ہے اسے کلمہ پڑھنے کے لئے کہا جارہا ہے مگر وہ کلمہ پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا وہ نماز پڑھتا تھا؟ عرض کیا گیا ہاں! پھر آپ ﷺ اٹھے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہو گئے۔ آپ ﷺ اس نوجوان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

پڑھو۔ اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں نہیں پڑھ سکتا۔ آپ ﷺ نے وجہ پوچھی تو پتہ چلا کہ وہ ماں کا نافرمان ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا اس کی ماں زندہ ہے؟ عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ! زندہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے بلاؤ۔ وہ خاتون حاضر ہوئی۔ آپ ﷺ نے پوچھا یہ تیرا بیٹا ہے؟ اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! یہ میرا ہی بیٹا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تیری کیا رائے ہے اگر میں اسے آگ میں جلاؤں اور اگر تو اس کی سفارش کرے تو اسے چھوڑ دیں گے ورنہ ہم اسے جلائیں گے کیا تو اس کی سفارش کرتی ہے؟ اس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! میں اس کی سفارش کروں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل اور مجھے گواہ بنا کر کہو میں اس سے راضی ہوں۔ اس خاتون نے کہا اے اللہ! میں تجھے اور تیرے رسول ﷺ کو

گواہ بنا کر کہتی ہوں کہ میں اپنے بیٹے سے راضی ہوں۔آپ ﷺ نے فرمایا اے نوجوان! پڑھ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اس کی ذات وصفات میں کوئی شریک نہیں ہے اور حضرت محمد ﷺ اس کے برگزیدہ بندے اور رسول ہیں۔اس نوجوان نے ان کلمات کو پڑھا تو آپ ﷺ نے اللہ عزوجل کا شکرادا کرتے ہوئے فرمایا حمد وثناء اللہ کے لئے ہے جس نے اسے آگ سے نجات عطا فرمائی۔

ایک شخص کا والدہ کی نافرمانی پر قبر کے عذاب پر مبتلا ہونا:

صاحب نزہۃ المجالس حضرت علامہ عبدالرحمن صفوری شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں میں نے ترغیب وترہیب میں بروایت تابعین دیکھا ہے کہ ان کا کسی قبیلہ سے گزر ہوا اور وہاں انہیں گورستان دکھائی دیا۔عصر کے بعد اس میں سے ایک قبر شق ہوگئی اور اس کے اندر سے ایک آدمی نکل آیا۔اس کا سر گدھے کا تھا اور بدن آدمی کا تھا۔تین مرتبہ گدھے کی بولی بولنے کے بعد وہ قبر میں واپس چلا گیا اور قبر برابر ہوگئی۔پھر اس کی عورت سے اس کا حال پوچھا گیا تو اس نے بتایا یہ شراب پیتا تھا اور اس کی ماں اس سے کہتی تھی کہ خدا سے ڈر تو یہ کہتا تھا کہ تو گدھے کی طرح نہ چلایا کر اور پھر یہ عصر کے بعد مر گیا۔اسی وجہ سے عصر کے بعد اس کی قبر پھٹ جاتی ہے اور وہ نکل کر تین مرتبہ گدھے کی بولی بولتا ہے۔

نافرمان بیٹا:

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں شہر "دیار بکر" میں ایک بوڑھے کا مہمان تھا جس کے پاس بے پناہ دولت تھی۔اس کا ایک خوبصورت نوجوان بیٹا تھا جس سے اسے بہت محبت تھی۔ایک رات کہنے لگا کہ ساری عمر میں میری یہی ایک اولاد ہوئی اور اس

جنگل میں ایک درخت ہے لوگ اپنی مرادیں وہاں مانگتے ہیں۔ میں نے بہت سی طویل راتیں اس درخت کی جڑ میں خدا کے سامنے رو رو کر گزاری ہیں تب کہیں جا کر مجھے یہ بیٹا نصیب ہوا۔ میں نے سنا وہ لڑکا چپکے چپکے اپنے دوستوں سے کہہ رہا تھا اے کاش! مجھے اس درخت کا علم ہوتا تا کہ میں وہاں جا کر دعا کرتا کہ اس بوڑھے سے میری جان چھوٹے۔

سالہا بر تو بگذرد کہ بگذار

نہ کنی سوئے تربت پدرت

تو بجائے پدر چہ کردی خیر

تاہماں چشم داری از پسرت

ترجمہ: "سالہا سال گزر جاتے ہیں کہ تو باپ کی قبر کے پاس سے بھی نہیں گزرتا تو نے اپنے باپ کے ساتھ کیا بھلائی کی ہے کہ تو اولاد سے اس کی توقع رکھتا ہے۔"

احترامِ والدین

جہاد پر والدین کی فضیلت:

مسلم والدین کی اجازت جہاد کے لئے ضروری ہے لیکن آج کل مختلف تنظیمیں جہاد کے نام پر چندہ اکٹھا کرتی ہیں اور نوجوانوں کو ورغلا کر جہاد کے نام پر مصیبت کے میدان میں داخل کر کے اپنے مفادات حاصل کرتی ہیں اور نوجوان اپنی بدعملی کی وجہ سے والدین کو حقائق سے آگاہ نہیں کرتے جس کی وجہ سے والدین کو بیٹے نے جہادی یعنی فسادی بننے کے بعد بے شمار پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

الحاصل اسلام نے والدین کو صحیح جہادی عمل پر بھی فضیلت دی ہے۔جہاد ہمارے ایمان کا ایک جزو ہے لیکن امیرالمومنین سلطنت اسلامیہ کے کہنے پر کیا جائے گا ورنہ آج کل یہ اپنے عزائم کی تکمیل کے نوجوانوں کو دھوکہ دیا جاتا ہے۔جہاد کے نام پر چندہ اکٹھا کرنے والے فساد پھیلا رہے ہیں اور ان سے قرآن وسنت کے مطابق روابط رکھنا ممنوع ہے اور ان فسادیوں کی حوصلہ شکنی کرنا ثواب کا کام ہے۔جہاں سلطنت اسلامیہ میں اسلامی قانون نافذ ہے یا اسلام سے ملتا جلتا قانون موجود ہے وہاں کی حکومت کے قوانین کا احترام کرنا ضروری ہے اور ہر مسلمان شہری کا فرض ہے اور جہاں امیرالمومنین نہ ہو اس سلطنت کا چیف آف آرمی سٹاف امیرالمومنین کا سٹیٹس رکھتا ہے اس

لئے کہ سب لوگ سلطنت کے محافظ ہوتے ہیں اور سلطنت کے وارث ومحافظ ہیں۔

جہاد پر ہر لحاظ سے مسلمان والدین کو فضیلت حاصل ہے اوران کی اجازت کے بغیر جہاد کرنا ممنوع ہے۔آج کل ساری دنیا میں کہیں بھی جہاد نہیں ہو رہا بلکہ اسلام دشمن مختلف تنظیمیں مسلمان نوجوانوں کو بہکا کر اسلام کو بدنام اور ختم کرنے کے لئے کوشاں ہیں لہٰذا کسی بھی تنظیم مذہبی سے جو جہاد کا نام لیتی ہو اس سے روابط رکھنے سے انسان اسلام سے یونہی نکل جائے گا جیسا کہ تیر کمان سے اور نبی کریم ﷺ کے اصل جہاد کے عمل کو ماں باپ کی اجازت سے مشروط کیا ہے اور والدین کو جہاد پر فضیلت دی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! کون سا عمل اللہ کو زیادہ پسند ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وقت پر نماز پڑھنا (سنت کے مطابق جماعت سے)۔میں نے پوچھا پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ماں باپ سے اچھا سلوک کرنا۔میں نے پوچھا پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ابن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں آپ ﷺ نے یہی باتیں بتائیں اور اگر میں اور بتاتا تو آپ ﷺ مجھے اور زیادہ بتاتے۔(بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۸۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا میری نیت جہاد کو جانے کی ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا تیرے ماں باپ زندہ ہیں؟ اس نے کہا جی ہاں! زندہ ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا ان کی خدمت کرو یہی جہاد ہے۔(بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۸۸۳)

والدین کی نافرمانی کی سزا:

اسلام نے والدین کے نافرمان تو اس کے انجام سے آگاہ کیا کہ نافرمان کی نہ دنیا میں عزت ہے اور نہ آخرت میں کوئی عزت ہوگی۔

مشکوٰۃ شریف میں حدیث مبارکہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جائے، اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جائے اور اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کس کی ناک؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی جس نے اپنے ماں باپ دونوں کو ایک کو بڑھاپے میں پایا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۱۸)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا احسان جتانے والا، والدین کی نافرمانی کرنے والا اور ہمیشہ شراب پینے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۲۰)

مشکوٰۃ شریف میں یہ چار احادیث مبارکہ رقم ہیں۔

پہلی حدیث یہ ہے۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے دریافت کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ماں باپ کا اولاد پر کیا حق ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماں باپ تیری جنت و دوزخ ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۲۱)

دوسری حدیث یہ ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص کے والدین دونوں یا ان میں سے ایک فوت ہو جاتا ہے جبکہ وہ شخص ان کا نافرمان تھا لیکن اس کی وفات کے بعد ان دونوں کے لئے مسلسل مغفرت کی دعا کرتا تھا تو اللہ پاک اس کو نیکوکار لکھ دیتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۲۱)

تیسری حدیث یہ ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس حال میں صبح کرتا ہے کہ وہ اللہ پاک کی رضا کے لئے اپنے والدین کا مطیع ہے تو اس کے لئے جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اگر

ایک ہے تو ایک دروازہ کھل جاتا ہے۔ جو شخص اس حال میں صبح کرتا ہے کہ والدین کا کہنا نہیں مانتا تو اس کے لئے دوزخ کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اگر ایک ہے تو ایک دروازہ کھل جاتا ہے۔ اس شخص نے کہا اگرچہ والدین ظلم کریں آپ ﷺ نے فرمایا اگرچہ وہ اس پر ظلم کریں اگرچہ وہ اس پر ظلم کریں۔

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۲۱)

چوتھی حدیث یہ ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا والدین کی نافرمانی کے علاوہ! اگر اللہ چاہے تو سبھی گناہوں کو معاف کر سکتا ہے۔ والدین کے نافرمان کو موت سے پہلے دنیا کی زندگی میں ہی عذاب میں مبتلا کر دیا جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۲۱)

والدین کے عزیز واقارب کا احترام:

والدین کے دوستوں، رشتہ داروں کا احترام مستحب ہے۔ ماں، باپ کی وفات کے بعد ان کے عزیز واقارب سے تعلق برقرار رکھنا اور ان کا احترام کرنا بہت بڑی نیکی اور صلہ رحمی کا تقاضہ ہے۔ اس اعتبار سے والدین کے عزیز واقارب کو فراموش کر دینا اور ان سے تعلق توڑنا شرعاً منع ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ سے دوستانہ تعلقات رکھنے والوں سے تعلق جوڑے رکھے یعنی باپ کی محبت اور دوستی کو نبھائے۔ (ریاض الصالحین جلد اول صفحہ ۳۱۳)

حضرت عبداللہ بن دینار، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی آدمی انہیں ایک راستے میں ملا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے سلام کیا اور اسے اپنے گدھے پر سوار کیا جس پر وہ خود سوار تھے اور اسے وہ عمامہ بھی دے دیا جو

ان کے سر پر تھا۔حدیث کے راوی ابن دینار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا اللہ آپ کا بھلا کرے یہ تو دیہاتی لوگ ہیں تھوڑی سی چیز سے بھی راضی ہو جاتے ہیں ان کے ساتھ اتنا کچھ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا بات یہ ہے کہ اس شخص کا باپ میرے باپ عمر رضی اللہ عنہ کا دوست تھا اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ سب سے بڑی نیکی آدمی کا اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ نیکی کرنا ہے۔ایک اور روایت میں ہے جو ابن دینار ہی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب حلب جاتے تو ان کے پاس ایک گدھا ہوتا۔

جب وہ اونٹ کی سواری سے اکتا جاتے تو اس پر سوار ہو کر راحت حاصل کرتے اور ایک عمامہ ہوتا جسے وہ سر پر باندھ لیتے۔اس دوران کہ ایک دن وہ اس گدھے پر سوار تھے آپ کے پاس سے ایک دیہاتی گزرا۔آپ نے اس سے پوچھا کیا تو فلاں بن فلاں کا بیٹا نہیں ہے؟

اس نے جواب دیا ہاں! کیوں نہیں آپ نے اسے وہ گدھا دے دیا اور فرمایا اس پر سوار ہو جا اور اسے عمامہ بھی عنایت فرما دیا اور کہا اس کے ساتھ اپنے سر کو باندھ لے پس حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بعض ساتھیوں نے ان سے کہا اللہ تعالیٰ کی آپ کو معاف فرمائے۔

آپ اس دیہاتی کو وہ گدھا بھی دے دیا جس پر آپ دورانِ سفر آرام حاصل کرتی تھی اور عمامہ بھی دے دیا جس کے ساتھ آپ اپنا سر باندھتے تھے۔آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے مرنے کے بعد اس کے دوستوں سے تعلق برقرار رکھے اور

ان سے حسن سلوک کرے اور تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اس کا باپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دوست تھا۔

حضرت ابو اسید مالک بن ربیعہ ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک وقت ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ بنی سلمہ قبیلہ کا ایک آدمی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آ کر اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا کوئی ایسی نیکی بھی باقی ہے جو میں والدین کی وفات کے بعد ان کے ساتھ کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! ان کے حق میں دعائے خیر کرنا اور ان کے لئے مغفرت مانگنا اور ان کے بعد ان کے کئے گئے عہد کو پورا کرنا اور ان کے ان رشتہ داروں کو جوڑنا جو انہی کی وجہ سے چھوڑے جاتے ہیں اور ان کے دوستوں کی عزت کرنا۔ (سنن ابی داؤد جلد ۲ صفحہ ۳۵۳)

اولاد کو باادب کرنے کا درس:

اسلام نے انسان پر حقیقت واضح کر دی ہے تاکہ کسی غلط فہمی کا شکار ہو کر اپنے مقام کو کراب نہ کر لے۔ بزرگوں نے ایک مشہور مثال دی ہے کہ جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔

علامہ رومی رحمۃ اللہ علیہ مثنوی شریف میں رقم کرتے ہیں کہ کسی نے اپنے ضعیف العمر والد کو کہا کہ آپ کی وجہ سے گھر میں گاہے بگاہے پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو والد نے جواب دیا اس عمر میں کہاں جاؤں گا؟ بدبخت بیٹے نے کہا میں خود کچھ پہنچا دیتا ہوں۔ بیٹا باپ کو لے کر جنگل میں پہنچ گیا اور ایک کمبل باپ کو دے دیا۔ جب وہ اس کے پاس سے واپس ہونے لگا تو اس بوڑھے ضعیف کا پوتا جو ساتھ تھا اس نے جب یہ منظر دیکھا تو اپنے دادا سے کمبل لے کر اس کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ باپ نے کہا تو نے کمبل کے دو ٹکڑے کر دیئے ہیں یعنی ایک دادا کو دے دیا ہے اور ایک اپنے

پاس رکھ لیا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ بیٹے نے جواب دیا کل جب تم بڑھاپے کو پہنچو تو کمبل کا ایک ٹکڑا میں تمہارے پاس جنگل میں چھوڑ جاؤں گا۔ یہ سنتے ہی اس نے اپنے باپ سے معافی مانگی اور عزت کے ساتھ واپس گھر لے آیا اور اپنے اس برے عمل سے توبہ کر لی۔

اس لئے ہر ایک کو اپنے والدین کی عزت کر کے اپنے مستقبل کو پریشانیوں سے بچانا ہے اور جو لوگ چاہتے ہیں کہ ہماری اولاد بھی بڑھاپے کا سہارا بنے تو وہ اپنے والدین سے حسن سلوک کرے درس حدیث کے مطابق۔

الترغیب والترہیب میں حدیث مبارکہ ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنے باپ داداؤں کے ساتھ نیک سلوک کیا کرو تمہاری اولاد تم سے حسن سلوک کرے گی اور تم پاک دامن رہو تمہاری عورتیں پاک دامن رہیں گی۔ (الترغیب والترہیب جلد ۲ صفحہ ۲۴۵ پر)

مقامِ والدہ ماجدہ

اللہ تعالیٰ عزوجل کی نظر میں ماں کا مقام بہت بلند ہے کیونکہ ماں عورت ہونے کی حیثیت سے کمزور ہوتی ہے اس لئے اسے اولاد کی پرورش کے لئے جسمانی طور پر مرد سے زیادہ مشقت اٹھانا پڑتی ہے۔

بالخصوص بچہ جننے اور دودھ پلانے کے زمانے میں اسے رات دن بچے پر خاص توجہ دینی پڑتی ہے اس لئے اللہ عزوجل نے ماں کے ساتھ خاص طور پر حسن سلوک کا حکم دیا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ:

والدہ کی خصوصی تعظیم کرنا اولاد کا فرض ہے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ عزوجل نے یوں بیان فرمایا ہے۔

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسَانًا ؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰى وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا

تَرۡضٰىهُ وَاَصۡلِحۡ لِىۡ فِىۡ ذُرِّيَّتِىۡ ۚ اِنِّىۡ تُبۡتُ اِلَيۡكَ وَاِنِّىۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِيۡنَ ﴿۱۵﴾ (الاحقاف:۱۵)

ترجمہ: "اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس کی والدہ نے بڑی تکلیف کے ساتھ اسے اٹھائے رکھا اور اسے جنم دینے میں بھی تکلیف برداشت کی اور اس کے حمل اور دودھ چھڑانے تک تیس مہینے گزر گئے حتیٰ کہ جب وہ پوری طرح نشوونما پا گیا اور چالیس سال کا ہوگیا تو اس نے کہا اے میرے رب! مجھے اپنی نعمت کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا کردے۔ وہ نعمت جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی ہے اور میں تیری رضا کے مطابق صالح عمل کروں اور میری اولاد کو اصلاح پر قائم رکھ۔ بے شک میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں اور بلاشبہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔"

اس آیت مبارکہ میں یہ بتایا گیا ہے ماں حسن سلوک کی باپ کی نسبت زیادہ حقدار ہے۔ اس آیت میں ان تکالیف اور مشقتوں کا ذکر کیا گیا ہے جو بچے کے سلسلے میں صرف ماں برداشت کرتی ہے۔ جس دن ماں حاملہ ہوتی ہے اس دن سے ماں کی تمام جسمانی صلاحیتیں بچے کی پرورش میں صرف ہونے لگتی ہیں۔ اس کا اپنا جسم حمل کی وجہ سے متاثر ہوتا ہے، پیٹ پر گرانی رہنے لگتی ہے اور طبیعت پر افسردگی چھا جاتی ہے۔ پیدائش کے وقت والدہ کو جس کیفیت سے گزرنا پڑتا ہے وہ بڑا جان لیوا مرحلہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد رضاعت کا دور شروع ہوتا ہے جس میں ماں اپنے بچے کو دودھ پلاتی ہے، صبح و شام کپڑے بدلتی ہے۔ اگر خدانخواستہ بچہ بیمار ہو جائے تو اسے رات دن اٹھائے

پھرتی ہے۔رات کو اگر بستر پر بچہ پیشاب کر دے تو اسے خشک جگہ پر ڈالتی ہے۔غرضیکہ بچے کے آرام کی خاطر ماں بڑی مشقت برداشت کرتی ہے۔ان خدمات کی وجہ سے اللہ عزوجل نے ماں کو باپ سے کئی گنا زیادہ حق دیا ہے۔اسی بات کو اللہ نے اپنے کلام میں ایک اور مقام پر یوں بیان کیا ہے۔

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ ۖ إِلَيَّ الْمَصِيرُ ﴿١٤﴾ (لقمان:۱۴)

ترجمہ: "اور ہم نے انسان کو والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی جس کو والدہ نے کمزوری پر کمزوری کے باوجود اٹھائے رکھا اور دو سال میں اس کا دودھ چھڑایا اس لئے میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کرو (اور) تمہیں میری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے۔"

اس آیت مبارکہ میں حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو جو نصیحت کی تھی اس کا ذکر ہوا ہے۔حضرت لقمان ایک بہت اچھے انسان تھے اور ان کا اصل نام لقمان بن عنقا بن سدون ہے۔ان کے بیٹے کا نام بموجب بیان سہیلی "ثاران" ہے۔

اللہ تعالیٰ عزوجل نے ان کا ذکر اچھائی کے ساتھ کیا ہے اور یہ فرمایا ہے انہیں حکمت عطا فرمائی گئی تھی۔انہوں نے اپنے بیٹے کو والدہ کی اطاعت کی نصیحت کی تو اس کی وجہ دلیل بیان کی جو پہلے والی آیت میں بیان ہوئی ہے کہ بے شک ماں باپ کا اپنی اولاد پر بڑا حق ہے مگر دونوں میں سے ماں کا حق زیادہ ہے۔وہ نو ماہ تک بچے کو پیٹ میں اٹھائے پھرتی ہے،حمل کی گرانی اس کو کمزور اور ناتواں کر دیتی ہے۔اس طویل

عرصے میں آئے دن اسے کئی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔پھر پیدائش کا لمحہ جان نکالنے والا اور صبر آزما ہوتا ہے۔اگر اللہ عزوجل کے فضل و کرم سے اور رسول اللہ ﷺ کی رحمت کے صدقہ سے ان پرخطر مراحل سے گزر جائے تو پھر قرآن پاک کے فرمان کے مطابق دو سال تک دودھ پلاتی رہتی ہے۔علاوہ ازیں ماں باپ اپنے نورِ نظر کی خدمت میں دن رات گزارتے چلے جاتے ہیں اور یہ ساری خدمات اور مشقتیں کسی احسان کے جتلانے کے خیال سے یا کسی لالچ کی وجہ سے نہیں بلکہ محض محبت اور پیار کے مثالی جذبہ سے سرشار ہو کر سرانجام دی جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ عزوجل نے انسانوں کو اپنا شکر ادا کرنے کے ساتھ ساتھ والدین کا شکر ادا کرنے کا بھی حکم دیا ہے۔اس طرح بندہ نوازی کی حد کر دی اور اسلامی معاشرہ میں والدین کا جو اعلیٰ و ارفع مقام ہے اس کی وضاحت کر دی۔اس کے بعد بھی اگر مسلمان بچے اپنے ماں باپ کی خدمت میں کوتاہی کریں اور ان کے ساتھ حسن سلوک کر کے ان کی دعائیں نہ لیں تو یہ بڑی بدقسمتی کی بات ہے۔

والدہ کی فرمائش کی تعمیل:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک مرتبہ کھجور کی قیمت بہت بڑھ گئی اور اس گرانی کے زمانے میں ایک دن حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے کھجور کے ایک درخت میں چھوٹا سا شگاف ڈالا اور اس سے کھجور کا شیرہ نکالا۔لوگوں نے ان سے پوچھا وہ ایسا کیوں کرتے ہیں اور ایسا کرنے سے کھجور کا درخت کمزور ہو جائے گا اور یہ درخت تو بہت قیمتی ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری والدہ نے اس کی خواہش کی تھی اور جہاں تک ہو سکتا ہے میں ان کی فرمائش کی تعمیل کرتا ہوں۔(طبقات ابن سعد)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور نبی کریم ﷺ کی

خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں اپنی ماں کو اپنی گردن پر لاد کر فرسخ (چھ میل) تک ایسی سخت گرمی میں لے گیا کہ اگر آپ ﷺ اس گرمی میں گوشت کا ایک ٹکڑا ڈال دیتے تو وہ بھن جاتا تو کیا میں نے اپنی ماں کا شکر ادا کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا شاید تیرا یہ کام ایک ہی مرتبہ کے لئے ہو۔ (طبرانی)

حسن سلوک کی سب سے زیادہ حقدار ماں ہے:

اولاد کی جانب سے حسن سلوک کی سب سے زیادہ حقدار ماں ہوتی ہے اور پھر باپ اور اس کے بعد قرب کے اعتبار سے بدرجہ رشتہ دار شمار ہوتے ہیں۔ اس کے متعلق حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ذیل ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اَبُوْكَ وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ اُمُّكَ ثُمَّ اُمُّكَ ثُمَّ اَبَاكَ ثُمَّ اَدْنَاكَ ثُمَّ اَدْنَاكَ

(صحیح بخاری جلد سوم حدیث ۹۱۲)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک شخص نے خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میرے اچھے سلوک کو زیادہ حقدار کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے پوچھا پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے پوچھا پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے پوچھا پھر کون؟ آپ ﷺ نے

فرمایا تیرا باپ اور ایک روایت کے مطابق آپ ﷺ نے

فرمایا تیری ماں پھر تیری ماں اور پھر تیرا باپ اور پھر تیرا قریبی

عزیز اور پھر اس کے بعد کے رشتہ دار۔"

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے تین مرتبہ ماں سے حسن سلوک کرنے کی تاکید کی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ماں کا حق باپ سے تین گنا زیادہ ہے کیونکہ اس نے پیٹ میں بچے کا حمل اٹھانے، بچے کو جنم دینے اور پھر اسے دودھ پلانے کی تکالیف برداشت کی ہیں۔

اس لئے اولاد پر ماں کا حق باپ کے حق سے زیادہ ہے اور اس کے ساتھ حسن سلوک اور بھلائی اور اس کی خدمت و دیکھ بھال کرنا زیادہ واجب اور زیادہ ضروری ہے اور اگر ایسی صورت پیش آجائے جس میں بیک وقت دونوں کے حقوق کی ادائیگی دشوار ہو جائے مثلاً ماں باپ کے درمیان کسی وجہ سے اَن بن ہو اور لڑکا اگر ماں کے حقوق کی رعایت کرتا ہے تو باپ ناراض ہوتا ہے اور اگر باپ کے حقوق کا لحاظ کرتا ہے تو ماں آزردہ ہوتی ہے تو ایسی صورت میں یہ درمیانی راہ نکالی جاسکتی ہے کہ تعظیم و احترام میں تو باپ کے حقوق کو فوقیت دے اور خدمت گزاری نیز مالی امداد اور عطا میں ماں کے حق کو فوقیت دے۔

یہ بات ایک اور حدیث میں یوں بیان ہوئی ہے۔

عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَبَرُّ قَالَ اُمَّكَ ثُمَّ اُمَّكَ ثُمَّ اُمَّكَ ثُمَّ اَبَاكَ ثُمَّ الْاَقْرَبَ فَالْاَقْرَبَ وَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَسْئَلُ

رَجُلٌ مَوْلًا مِنْ فَضْلٍ هُوَ عِنْدَهُ فَيَمْنَعُهُ إِيَّاهُ إِلَّا دُعِيَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَضْلُهُ الَّذِي مَنَعَهُ شُجَاعًا أَقْرَعَ

(سنن ابی داؤد جلد سوم حدیث ۱۶۹۸)

ترجمہ: "حضرت بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ کے والد سے ان کے والد نے فرمایا میں عرض گزار ہوا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کس کے ساتھ نیکی کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی ماں سی، پھر اپنی ماں سے، پھر اپنی ماں سے اور پھر اپنے باپ سے اور پھر جو سب سے قریب ہو اور پھر جو قریب ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنے آزاد کردہ غلام سے زائد ضرورت مال مانگے جو اس کے پاس ہو اور وہ انکار کردے مگر قیامت کے دن وہ زائد مال جس کا انکار کیا گنجے سانپ کی شکل میں اس کے پاس آئے گا۔"

حضرت ابوحازم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا بنت ابوطالب کے آزاد کردہ غلام ابومرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے وطن العقیق گیا۔ جب وہ اپنے وطن پہنچے تو بڑی اونچی آواز سے کہا اے اماں جان! السلام علیک ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے جیسا کہ آپ نے میری پرورش فرمائی ہے۔ ان کی والدہ نے جواب میں فرمایا اے فرزند عزیز! اللہ عزوجل تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور راضی ہو تم سے جیسے کہ تم نے بڑھاپے میں میرے ساتھ نیک سلوک کیا۔ (الادب المفرد صفحہ ۵۷)

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللهَ يُوصِيكُمْ بِأُمَّهَاتِكُمْ ثَلَاثًا

اِنَّ اللّٰہَ یُوْصِیْکُمْ بِاٰبَآئِکُمْ اِنَّ اللّٰہَ یُوْصِیْکُمْ بِالْاَقْرَبِ فَالْاَقْرَبِ (سنن ابن ماجہ جلد دوم حدیث ۱۴۵۵)

"حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تمہیں اپنی ماں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے اور یہ بات آپ ﷺ نے تین مرتبہ دہرائی اور پھر تمہیں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے اس کے بعد قریبی رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں تم جہنم سے ڈرتے ہو اور چاہتے ہو جنت میں جاؤ؟ کہا گیا! خدا کی قسم یہی چاہتا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تمہارے والدین زندہ ہیں؟ کہا والدہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم! اگر تم اس سے نرمی سے باتیں کرو اور اسے کھلاؤ تو جنت میں ضرور جاؤ گے بشرطیکہ گناہِ کبیرہ سے بچتے رہو۔

عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَرُّ قَالَ اُمَّكَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمَّكَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمَّكَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ اَبَاكَ ثُمَّ الْاَقْرَبُ فَالْاَقْرَبُ

(جامع ترمذی جلد اوّل حدیث ۱۹۵۷)

ترجمہ: "حضرت بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ، ان کے والد ان کے جد امجد کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں کس کے ساتھ نیکی کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اپنی ماں کے ساتھ۔

میں نے عرض کیا پھر؟ آپ ﷺ نے فرمایا اپنی ماں کے ساتھ۔ میں نے عرض کیا پھر؟ آپ ﷺ نے فرمایا اپنی ماں کے ساتھ۔ میں نے عرض کیا پھر؟ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے باپ کے ساتھ پھر رشتہ داروں کے ساتھ اور پھر جو زیادہ قریبی رشتہ دار ہو اس کے ساتھ۔"

دورانِ حمل بچے کو ماں کے پیٹ میں ماں کی کھائی ہوئی خوراک سے خوراک ملتی ہے جو بچے کا جسم بننے کا ذریعہ بنتی ہے۔ یہ ماں کی بڑی قربانی ہے اس لئے ماں کا مقام بہت بلند ہے۔

عَنْ كُلَيْبِ بْنِ مَنْفَعَةَ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّهٗ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَبَرُّ؟ قَالَ اُمَّكَ وَ اَبَاكَ وَ اُخْتَكَ وَ اَخَاكَ وَ مَوْلَاكَ الَّذِيْ يَلِيْ ذٰلِكَ حَقًّا وَّاجِبًا وَ رَحِمًا مَّوْصُوْلَةً

(سنن ابی داؤد جلد سوم حدیث ۱۶۹۹)

ترجمہ: "کلیب بن منفعہ اپنے دادا سے روایت بیان کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں کس کے ساتھ نیکی کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اپنی ماں، اپنے باپ، اپنی بہن، اپنے بھائی اور اپنے آزاد کرنے والے کا حق واجب ہے اور صلہ رحمی کرنی چاہئے۔"

ہر ماں بچے کو تکلیف کے ساتھ جنم دیتی ہے جو بڑی شدید ہوتی ہے اور یکدم

برداشت کرنا پڑتی ہے اس وجہ سے بھی ماں کا مقام باپ سے زیادہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ السُّلَمِیِّ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُوْصِیْ اِمْرَءً بِاُمِّهٖ اُوْصِیْ اِمْرَءً بِاُمِّهٖ اُوْصِیْ اِمْرَءً بِاُمِّهٖ اُوْصِیْ اِمْرَءً بِاَبِیْهِ اُوْصِیْ اِمْرَءً بِمَوْلَاهُ الَّذِیْ یَلِیْهِ وَاِنْ کَانَ عَلَیْهِ اَذًی یُّؤْذِیْهِ (سنن ابن ماجہ جلد دوم حدیث ۱۴۵۱)

ترجمہ: ”حضرت ابوسلمہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا میں تمہیں ماں کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت فرماتا ہے اور پھر باپ کے ساتھ اور پھر غلام کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی وصیت کرتا ہوں خواہ تمہیں اس سے تکلیف پہنچے۔“

بچے کی پیدائش کے بعد ماں بچے کو چند سال تک پالتی ہے اور اس کی پرورش میں اپنی جسمانی قوت صرف کرتی ہے یعنی رات دن بچے کو اٹھاتی ہے، اسے دودھ پلاتی ہے، سلاتی ہے غرضیکہ ہر ضرورت پوری کرتی ہے اس وجہ سے بھی ماں کا مقام بہت بلند ہے۔

عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ قَدِمَتْ عَلَیَّ اُمِّیْ وَهِیَ مُشْرِکَةٌ فِیْ عَهْدِ قُرَیْشٍ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمِّیْ قَدِمَتْ عَلَیَّ وَهِیَ رَاغِبَةٌ اَفَاَصِلُهَا؟ قَالَ نَعَمْ صِلِیْهَا

(صحیح بخاری جلد سوم حدیث ۹۱۹)

ترجمہ: ”حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں قریش کے

معاہدے کے دنوں میں میری ماں میرے پاس آئی اور وہ مشرکہ تھیں۔میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میری والدہ میرے پاس آئی ہیں اور وہ ضرورت مند ہیں کیا میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! تم ان سے صلہ رحمی کرو۔"

ماں کا مقام بے حد بلند ہونے کا مقصد یہ ہے کہ ماں اولاد کو پالتے وقت باپ سے زیادہ مشقت برداشت کرتی ہے اس لئے حسن سلوک کے سلسلے میں اولاد کو چاہئے کہ ماں کے ساتھ خاص توجہ رکھے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس قریہ کے جہاد کے لئے جس کے ساکنین ظالم ہیں تیاری کرو اللہ عزوجل تمہیں فتح عطا فرمائے گا یعنی خیبر کو اور ہرگز میرے ساتھ وہ نہ چلے جس کا اونٹ بے مہار اور بے قابو ہے اور نہ کوئی کمزور میرے ساتھ چلے۔ یہ سن کر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی ماں کے پاس گئے اور عرض کیا مجھے سامان دیجئے اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ کے لئے سامان کی تیاری کا حکم دیا ہے۔ان کی ماں نے کہا تو جارہا ہے اور تجھے خوب معلوم ہے کہ تو رسول اللہ ﷺ کے پاس اب میرے ساتھ ہی داخل ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہنا والا نہیں تھا۔میری ماں نے اپنی پستان نکالی اور مجھے جو اس میں سے دودھ پلایا تھا اس کی قسم دی اور وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس چھپ کر آئیں اور آپ ﷺ کو خبر دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو جا اور اب تیرے کہنے کی ضرورت نہیں رہی۔اس دوران میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے منہ پھیر لیا۔میں نے عرض کیا

یارسول اللہ ﷺ! میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے مجھ سے جو اعراض فرمایا ہے اس کے سوا کوئی اور بات نہیں کہ آپ ﷺ کو میرے بارے میں کوئی اطلاع ملی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تو وہی ہے کہ تیری ماں نے تجھے قسم دی اور اپنی پستان دکھا کر تجھے قسم دی اس چیز کا واسطہ دیتے ہوئے جو اس نے تجھے دودھ پلایا تھا تم میں سے ایک کا گمان یہ ہے جبکہ اپنے والدین کے پاس یا ان میں سے کسی ایک کے پاس ہو کہ شاید وہ اللہ کے راستے میں نہیں ہے بلکہ وہ اللہ کے راستے میں ہے جب تک ان کے ساتھ سلوک کرتا ہے اور ان کے حقوق ادا کرتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کے بعد میں دو سال تک ٹھہرا رہا اور کسی غزوہ میں جب تک میری ماں کا انتقال نہ ہو گیا شرکت نہیں کی۔ (الہیثمی جلد پنجم)

جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے:

ماں کی خدمت و اطاعت جنت میں جانے کا ذریعہ ہے اس لئے یہ کہا گیا ہے کہ جنت ماں کے قدموں تلے ہیں۔ جہاد ایک ایسا عمل ہے جس کے باعث جنت میں داخل ہونا لازم ہو جاتا ہے مگر حضور نبی کریم ﷺ نے یہ فرمایا کہ جہاد میں جانے کی بجائے ماں کے پاس رہ کر اس کی خدمت کی جائے تو بھی انسان جنت میں داخل ہوگا۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اگر جہاد کے لئے جانا ناگزیر ہو جائے تو جہاد میں شامل ہو جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس بارے میں احادیث مبارکہ ذیل ہیں۔

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ جَاهِمَةَ اَنَّ جَاهِمَةَ جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَدْتُّ اَنْ اَغْزُوَ وَقَدْ جِئْتُ اَسْتَشِيْرُكَ فَقَالَ هَلْ لَّكَ مِنْ اُمٍّ فَقَالَ نَعَمْ قَالَ فَالْزَمْهَا فَاِنَّ الْجَنَّةَ

عِنْدَ رِجْلِهَا (سنن نسائی جلد دوم حدیث ۳۰۵۳)

ترجمہ: "حضرت معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے والد حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرا ارادہ جہاد میں جانے کا ہے میں آپ ﷺ سے مشورہ کرنے آیا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تیری ماں موجود ہے؟ انہوں نے کہا ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا اسے نہ چھوڑو کیونکہ جنت اس کے قدموں میں ہے۔"

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ جَاهِمَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْتَشِيْرُهٗ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَكَ وَالِدَانِ قَالَ نَعَمْ قَالَ الْزَمْهُمَا فَاِنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ اَقْدَامِهِمَا (طبرانی)

ترجمہ: "حضرت معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے جہاد کے بارے میں مشورہ کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا کیا تمہارے والدین ہیں؟ میں نے کہا ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا تم ان سے چمٹے رہو کیونکہ جنت ان کے قدموں کے نیچے ہے۔"

عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُعَاوِيَةَ السَّلْمِيِّ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ اُرِيْدُ الْجِهَادَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ قَالَ اُمُّكَ

حَيَّةٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْزَمْ رِجْلَهَا فَثَمَّ الْجَنَّةَ (طبرانی)

ترجمہ: "حضرت طلحہ بن معاویہ سلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں جہاد فی سبیل اللہ کا ارادہ رکھتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تمہاری ماں زندہ ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے پیروں کے ساتھ چمٹے رہو وہیں جنت ہے۔"

عَنْ اَنَسٍ قَالَ الْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّهَاتِ (کنز العمال)

ترجمہ: "حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔"

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَنْ قَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيْ اُمِّهٖ كَانَ لَهٗ سِتْرًا مِّنَ النَّارِ (بیہقی شریف)

ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں جس شخص نے اپنی ماں کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا وہ بوسہ اس کے لئے جہنم کی آگ سے حجاب ہوگا۔"

عَنْ فَاطِمَةَ قَالَتْ اَلْزَمْ رِجْلَهَا فَثَمَّ الْجَنَّةَ (ابن ماجہ)

ترجمہ: "حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ اپنی ماں کے پیروں سے چمٹے رہو جنت وہیں ہے۔"

چھوٹے بچے کا ماں کے پاس رہنے کا حق:

بچہ جب چھوٹا ہوتا ہے تو اس وقت ماں کا حق ہے کہ اس بچے کو اپنے پاس رکھے۔ جب بچہ بڑا ہو جائے تو پھر وہ باپ کے پاس رہنے کا مجاز ہے۔ اس بارے میں حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ذیل ہے۔

عَنْ هِلَالِ بْنِ أُسَامَةَ أَنَّ أَبَا مَيْمُوْنَةَ سَلْمٰى مَوْلًى مِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ صِدْقٌ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ مَعَ أَبِيْ هُرَيْرَةَ جَاءَتْهُ امْرَأَةٌ فَارِسِيَّةٌ مَعَهَا ابْنٌ لَهَا فَادَّعَيَاهُ وَقَدْ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا فَقَالَتْ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ رَطَنَتْ بِالْفَارِسِيَّةِ زَوْجِيْ يُرِيْدُ أَنْ يَّذْهَبَ بِابْنِيْ فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ اسْتَهِمَا عَلَيْهِ وَرَطَنَ لَهَا بِذٰلِكَ فَجَاءَ زَوْجُهَا فَقَالَ مَنْ يُّحَاقِّنِيْ فِيْ وَلَدِيْ فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ لَا أَقُوْلُ هٰذَا إِلَّا إِنِّيْ سَمِعْتُ امْرَأَةً جَاءَتْ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا قَاعِدٌ عِنْدَهُ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّ زَوْجِيْ يُرِيْدُ أَنْ يَّذْهَبَ بِابْنِيْ وَقَدْ سَقَانِيْ مِنْ بِئْرِ أَبِيْ عُتْبَةَ وَقَدْ نَفَعَنِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَهِمَا عَلَيْهِ فَقَالَ زَوْجُهَا مَنْ يُّحَاقُّنِيْ فِيْ وَلَدِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا أَبُوْكَ وَهٰذِهٖ أُمُّكَ فَخُذْ بِيَدِ أَيِّهِمَا شِئْتَ فَأَخَذَ بِيَدِ أُمِّهٖ فَانْطَلَقَتْ بِهٖ

(سنن ابی داؤد جلد دوم حدیث ۵۰۷)

ترجمہ: ”ہلال بن اسامہ نے اہل مدینہ کے مولیٰ ابو میمونہ سلمیٰ سے روایت کیا ہے کہ ایک سچے آدمی نے فرمایا میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا ایک ایرانی عورت آئی جس کے ساتھ اس کا بیٹا تھا۔ وہ لڑکے کو اپنے پاس رکھنا چاہتی تھی جبکہ اس کے خاوند نے اسے طلاق دے دی تھی۔ اس نے عرض کیا کہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! میں فارسی بولتی ہوں میرا خاوند میرے بیٹے کو مجھ سے لے جانا چاہتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فارسی میں کہا دونوں قرعہ ڈال لو۔ اس کا خاوند آکر کہنے لگا میرے لڑکے کے متعلق مجھ سے کون جھگڑتا ہے؟ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بندہ خدا! میں نہیں کہتا مگر میں نے سنا ہے ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا خاوند میرے بیٹے کو لے جانا چاہتا ہے حالانکہ اس نے مجھے ابوعتبہ کے کنوئیں کا پانی پلایا ہے اور مجھے نفع پہنچایا ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دونوں اس کا قرعہ ڈال لو۔ خاوند نے کہا کہ میرے بیٹے کے متعلق مجھ پر کون حق رکھتا ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے سے فرمایا یہ تمہارا باپ ہے اور یہ تمہاری ماں ہے جس کا تم چاہو ہاتھ پکڑ لو چنانچہ اس نے ماں کا ہاتھ پکڑ لیا پس وہ اسے لے کر چلی گئی۔“

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب اسی حدیث کے مطابق ہے کہ لڑکے کو اختیار دیا

جائے گا کہ چاہے اپنی ماں کے پاس رہے اور چاہے باپ کے پاس رہے لیکن امام اعظم امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب دوسری احادیث کی بناء پر یہ ہے کہ لڑکے کی عمر کم ہو تو وہ اپنی ماں کے پاس رہے گا اور جب تھوڑی سوجھ بوجھ آجائے گی تو پھر اپنے باپ کے پاس رہے گا۔ واللہ اعلم

رضاعی والدہ کا مقام:

اپنی حقیقی ماں کے علاوہ بچہ جس عورت کا دودھ پیتا ہے وہ اس کی رضاعی ماں کہلاتی ہے۔ محض دودھ پلانے سے کوئی عورت حقیقی ماں نہیں بن جاتی لیکن بعض معاملات میں اس کا درجہ وہی ہوتا ہے جو حقیقی ماں کا ہے۔ نکاح اور پردے کے مقابلے میں اسلام نے رضاعی ماں کو وہی مقام دیا ہے جو حقیقی ماں کا ہے۔

عَنْ عُمَارَةَ بْنِ ثَوْبَانَ اَنَّ اَبَا الطُّفَيْلِ اَخْبَرَهٗ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقْسِمُ لَحْمًا بِالْجِعِرَّانَةِ فَقَالَ اَبُو الطُّفَيْلِ كَانَا يَوْمَئِذٍ غُلَامٌ اَحْمِلُ عَظْمَ الْجَزُوْرِ اِذَا اَقْبَلَتِ امْرَاَةٌ حَتّٰى دَنَتْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَسَطَ لَهَا رِدَآءَهٗ فَجَلَسَتْ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هِيَ فَقَالُوْا هٰذِهٖ اُمُّهُ الَّتِيْ اَرْضَعَتْهُ

(سنن ابی داؤد جلد سوم حدیث ۱۷۰۳)

ترجمہ: ”عمارہ بن ثوبان سے روایت ہے فرماتے ہیں حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو جعرانہ کے مقام پر گوشت تقسیم فرماتے ہوئے دیکھا۔ حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ان دنوں میں لڑکا تھا اور اونٹوں کی ہڈیاں

اٹھایا کرتا تھا۔اسی دوران ایک عورت آئی یہاں تک کہ حضور نبی کریم ﷺ کے قریب پہنچی۔آپ ﷺ نے اس کے لئے اپنی چادر بچھائی۔کسی نے کہا یہ کون ہیں؟لوگوں نے کہا یہ حضور نبی کریم ﷺ کی ماں ہے۔جس نے آپ ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔"

حضور نبی کریم ﷺ کے اس واقعہ سے بھی یہی حقیقت سامنے آتی ہے کہ رضاعی ماں کے ساتھ حقیقی ماں جیسا سلوک کیا جائے،اس کی خدمت بجالائی جائے اور ہر طرح سے اس کا ادب واحترام کیا جائے۔

یہی بات ایک اور حدیث میں یوں بیان ہوئی ہے۔

عَنْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ اَنَّ عُمَرَ ابْنَ السَّائِبِ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ جَالِسًا يَوْمًا فَاَقْبَلَ اَبُوْهُ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَوَضَعَ لَهٗ بَعْضَ ثَوْبِهٖ فَقَعَدَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَقْبَلَتْ اُمُّهٗ فَوَضَعَ لَهَا شَقَّ ثَوْبِهٖ مِنْ جَانِبِهِ الْاٰخِرِ فَجَلَسَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ اَقْبَلَ اَخُوْهُ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَجْلَسَهٗ بَيْنَ يَدَيْهِ

(سنن ابی داؤد جلد سوم حدیث ۱۷۰۴)

ترجمہ:"عمرو بن حارث نے عمر بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہیں یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ کا رضاعی باپ آگیا۔آپ ﷺ نے ان کے لئے کپڑے کا ایک حصہ بچھا دیا تو وہ اس پر بیٹھ گئے۔پھر رضاعی

ماں آئیں تو ان کے لئے کپڑے کا دوسرا حصہ بچھا دیا تو وہ اس پر بیٹھ گئیں۔ پھر رضاعی بھائی آ گیا تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور اسے اپنے سامنے بٹھالیا۔"

ماں کی بہن سے حسن سلوک:

والدہ کی حقیقی بہن کو خالہ کہا جاتا ہے اور وہ بھی ماں کی مثل ہی ہے۔ اگر والدہ کا انتقال ہو گیا ہو تو پھر خالہ کی خدمت کرنا والدہ کی خدمت کرنے کے مترادف ہے۔ اس بارے میں حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان یہ ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللہِ اِنِّیْ اَصَبْتُ ذَنْبًا عَظِیْمًا فَهَلْ لِّیْ مِنْ تَوْبَةٍ قَالَ هَلْ لَّكَ مِنْ اُمٍّ قَالَ لَا قَالَ وَهَلْ لَّكَ مِنْ خَالَةٍ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَبِرَّهَا

(جامع ترمذی جلد اوّل حدیث ١٩٦٦)

ترجمہ: "حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! مجھ سے ایک بڑا گناہ سرزد ہو گیا ہے تو کیا میرے لئے توبہ کی کوئی صورت ہے؟ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کیا تمہاری ماں زندہ ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تمہاری خالہ ہے؟ اس نے کہا ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا اس کے ساتھ بھلائی کرو۔"

اس حدیث پاک سے یہ معلوم ہوا ہے کہ رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک گناہوں کے کفارہ کا ذریعہ ہے اگر چہ وہ گناہ کبیرہ ہی کیوں نہ ہو تاہم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ

حضور نبی کریم ﷺ کو وحی کے ذریعے بتایا گیا ہو کہ حسن سلوک کرنا گناہ کبیرہ کے کفارہ کا سبب بن جائے گا اور یہ اس شخص کے ساتھ مخصوص ہے لہٰذا آپ ﷺ نے اس سے فرمادیا تم اپنی خالہ سے حسن سلوک کرو، تمہارا وہ گناہ بخش دیا جائے گا یا پھر یہ اس شخص سے جو گناہ صادر ہوا تھا وہ کبیرہ نہیں تھا بلکہ حقیقت میں صغیرہ گناہ تھا۔ البتہ اس شخص نے اپنے مضبوط جذبات ایمانی اور احتیاط و تقویٰ کی بناء پر اس گناہ کو ایک بڑا گناہ سمجھا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خالہ ماں کا درجہ رکھتی ہے۔

خالہ کے دل میں دوسری عورتوں کی نسبت اپنی بہن کی اولاد کے لئے وفاداری اور شفقت کا جذبہ زیادہ ہوتا ہے بشرطیکہ اس میں حسد نہ ہو اسی لئے والدہ کی غیر موجودگی کی صورت میں اسے ماں کا درجہ دیا گیا ہے۔

عَنْ نَّافِعِ بْنِ عُجَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ اِلٰى مَكَّةَ فَقَدِمَ بِاَبْنَةِ حَمْزَةَ فَقَالَ جَعْفَرٌ اَنَا اٰخُذُهَا اَنَا اَحَقُّ بِهَا ابْنَةُ عَمِّيْ وَ عِنْدِيْ خَالَتُهَا وَ اِنَّمَا الْخَالَةُ اُمٌّ فَقَالَ عَلِيٌّ اَنَا اَحَقُّ بِهَا ابْنَةُ عَمِّيْ وَ عِنْدِيْ ابْنَةُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ اَحَقُّ بِهَا فَقَالَ زَيْدٌ اَنَا اَحَقُّ بِهَا اَنَا خَرَجْتُ اِلَيْهَا وَسَافَرْتُ وَقَدِمْتُ بِهَا فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ حَدِيْثًا قَالَ وَ اَمَّا الْجَارِيَةُ فَاَقْضِىْ بِهَا لِجَعْفَرٍ تَكُوْنَ مَعَ خَالَتِهَا وَ اِنَّمَا الْخَالَةُ اُمٌّ

(سنن ابی داؤد جلد دوم حدیث ۵۰۸)

ترجمہ: "نافع بن عجیر نے اپنے والد سے روایت بیان کی ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ گئے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کو لے آئے۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا اسے میں لوں گا کیونکہ میں اس کا زیادہ حقدار ہوں کیونکہ میرے نکاح میں اس کی خالہ ہے اور خالہ ماں کی جگہ ہوتی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اس کا زیادہ حقدار میں ہوں وہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور میرے نکاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہے جو اس کی زیادہ حقدار ہے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا میں زیادہ حقدار ہوں کہ میں اسے لینے گیا اور اس کے لئے سفر کیا اور اسے لے کر آیا پس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور سارا ماجرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں لڑکی کا فیصلہ جعفر رضی اللہ عنہ کے حق میں کرتا ہوں کہ یہ اپنی خالہ کے پاس رہے کیونکہ خالہ ماں کی جگہ ہوتی ہے۔"

عَنْ هَانِئٍ وَ هُبَيْرَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ لَمَّا خَرَجْنَا مِنْ مَّكَّةَ تَبِعَتْنَا بِنْتُ حَمْزَةَ تُنَادِيْ يَا عَمِّ فَتَنَاوَلَهَا عَلِيٌّ فَأَخَذَ بِيَدِهَا وَ قَالَ دُوْنَكِ بِنْتَ عَمِّكِ فَحَمَلَتْهَا فَقَصَّ الْخَبَرَ قَالَ وَ قَالَ جَعْفَرٌ اِبْنَةُ عَمِّيْ وَ خَالَتُهَا تَحْتِيْ فَقَضٰى بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَالَتِهَا وَقَالَ الْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْأُمِّ (سنن ابی داؤد جلد دوم حدیث ۵۱۰)

ترجمہ: "حضرت ہانی اور حضرت ہبیرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب ہم مکہ معظمہ سے

نکلے تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاجزادی اے چچا! اے چچا! کہتی ہوئی ہمارے پیچھے آئی پس انہوں نے (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا) نے اسے اٹھالیا پھر واقعہ بیان کیا کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میرے نکاح میں ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خالہ کے حق میں فیصلہ فرماتے ہوئے فرمایا خالہ ماں کی جگہ ہے۔"

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت کا واقعہ ہے ایک مرتبہ ایک نوجوان آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نوجوان کے چہرے پر گھبراہٹ کے آثار نمایاں تھے۔ اس نے اپنی فریاد پیش کی میری ماں نے مجھے جنم دیا اور پھر دو سال تک اپنا دودھ پلایا۔ اب جبکہ میں جوان ہو گیا ہوں تو اس نے مجھے گھر سے نکال دیا ہے اور مجھ پر ظلم یہ کیا ہے کہ اس نے مجھے اپنا بیٹا ماننے سے انکار کر دیا ہے اور کہتی ہے کہ میں تجھے نہیں پہچانتی۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس نوجوان سے پوچھا تمہاری ماں کہاں رہتی ہے؟ اس نے جواب دیا فلاں قبیلے کے فلاں گھر میں رہتی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کسی کو بھیج کر اس نوجوان کی ماں کو طلب کیا۔ اس عورت کو پتہ چل گیا معاملہ آپ رضی اللہ عنہ کی عدالت میں پیش ہو گیا ہے اس لئے وہ اپنے چار بھائیوں اور چالیس جھوٹے گواہوں کے ساتھ حاضر ہوئی اور وہ بھائیوں اور گواہوں کو اس لئے ساتھ لائی تھی کہ وہ اس کے حق میں جھوٹی گواہی دیں کہ یہ نوجوان جھوٹ بولتا ہے اور غلط بیانی کر رہا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس عورت کے سامنے اس نوجوان سے پوچھا اب بتاؤ تم کیا کہنا چاہتے ہو؟ اس نوجوان نے اپنی فریاد دوبارہ دہرا دی اور کہا اے امیر المومنین! اللہ عزوجل کی قسم! یہ میری ماں ہے اور اس نے مجھے جنم دیا ہے اور اپنا دودھ پلایا ہے اور پھر گھر سے نکال دیا ہے اور اب مجھے پہچاننے سے بھی انکار کرتی ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے خاتون! تو بتا کیا یہ نوجوان جو کہہ رہا ہے وہ درست ہے اور تو اس کے جواب میں کیا کہتی ہے؟ وہ عورت بولی اے امیر المومنین! میں اللہ عزوجل کی قسم کھاتی ہوں میں اس لڑکے کو نہیں پہچانتی اور نہ ہی جانتی ہوں یہ کون ہے اور یہ مجھے بلاوجہ رسوا کرتا ہے۔ میں قبیلہ قریش سے تعلق رکھتی ہوں اور ابھی تک میری شادی بھی نہیں ہوئی ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس عورت کی بات سنی تو فرمایا تم اس بارے میں کوئی گواہ پیش کر سکتی ہو؟ وہ عورت کہنے لگی کہ میری گواہی یہ سب لوگ دیں گے چنانچہ اسی وقت وہ چالیس گواہ قسم کھانے کے لئے آگے بڑھے اور انہوں نے قسم کھا کر کہا یہ نوجوان جھوٹ بولتا ہے اور یہ عورت واقعی اس نوجوان کو نہیں جانتی اور اس نوجوان کا دعویٰ غلط بیانی پر مبنی ہے۔ یہ نوجوان چاہتا ہے کہ اس طرح الزام لگا کر اس کو رسوا کرے حالانکہ ابھی تک اس کی شادی بھی نہیں ہوئی ہے تو پھر بچہ کہاں سے پیدا ہو گیا اور یہ پاکدامن ہے۔

سب گواہوں کے بیانات ایک جیسے تھے جنہیں سن کر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا آج میں ایک ایسا فیصلہ کروں جسے اللہ عزوجل بھی پسند فرمائے گا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے پوچھا اے خاتون! تیرا کوئی سرپرست ہے؟ اس نے جواب دیا میرے بھائی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے بھائیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا

کیا میرا حکم تمہیں اور تمہاری بہن کو قبول ہوگا؟ وہ بولے ہم آپ رضی اللہ عنہ کا ہر حکم قبول کریں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اللہ عزوجل اور حاضرین محفل کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ نے بلاشبہ اس عورت کی شادی اس نوجوان سے کر دی اور اپنے مال سے چار سو درہم نقد حق مہر بھی ادا کر دیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام قنبر سے فرمایا تم میرے پاس چار سو درہم لاؤ۔ قنبر نے حکم کی تعمیل کی اور آپ رضی اللہ عنہ نے وہ درہم اس نوجوان کے حوالے کر دیئے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس نوجوان سے فرمایا اے نوجوان! تو یہ درہم اس عورت کی گود میں ڈال دے۔ وہ عورت چلائی اور روتے ہوئے بولی یہ ظلم ہے اور کیا آپ رضی اللہ عنہ چاہتے ہیں کہ ایک بیٹے کو اس کی ماں کے ساتھ بیاہ دیں۔ اللہ عزوجل کی قسم! یہ میرا بیٹا ہے اور صحیح بات یہ ہے میرے بھائیوں نے ایک غلط شخص سے میری شادی کر دی تھی جس سے میرا یہ بیٹا پیدا ہوا اور جب یہ جوان ہوگیا تو میرے بھائیوں نے مجھ سے کہا میں اسے اپنا بیٹا ماننے سے انکار کر دوں اور اسے گھر سے نکال دوں چنانچہ میں نے مجبور ہو کر یہ سب کچھ کیا۔ اللہ عزوجل کی قسم! یہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو پھر تم اپنے بیٹے کو گھر لے جاؤ چنانچہ وہ عورت آپ رضی اللہ عنہ کے حکم پر اسے اپنے گھر لے گئی۔

والدہ کی خدمت کا صلہ جنت ہے:

حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں بیس برس کا تھا جب والدہ نے مجھے بلایا اور میں نے بطورِ تکیہ والدہ کے سر کے نیچے اپنا ہاتھ رکھ دیا جو سن ہوگیا مگر میں نے ادب و احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسے نکالنا مناسب نہ سمجھا کہ کہیں والدہ کی نیند اور آرام میں خلل واقع نہ ہو۔ اس دوران میں سورۃ اخلاص کا وظیفہ کرتا رہا یہاں تک کہ دس

ہزار مرتبہ میں نے سورۃ اخلاص پڑھی اور والدہ کے حق کی محافظت کے لئے اپنے ہاتھ سے بے نیاز ہوگیا یعنی پھر میں اس ہاتھ سے مفلوج ہونے کے باعث کام نہ لے سکا۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد کسی دوست نے خواب میں دیکھا آپ رحمۃ اللہ علیہ جنت میں مزے سے ٹہل رہے تھے اور اللہ عزوجل کی تسبیح میں محو پرواز تھے۔ اس نے پوچھا یہ مقام کیسے ملا؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا والدین کے ساتھ حسن سلوک، خدمت گزاری اور ان کی سخت باتوں پر صبر و استقامت کی وجہ سے کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے والدین اور رب العالمین کا فرمانبردار ہوگا اس کا مقام اعلیٰ علیین میں ہے۔ (عیون المجالس)

ماں کے راضی ہونے سے اللہ کا راضی ہونا:

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سخت ترین سردی کی راتوں میں ایک رات میری والدہ ماجدہ نے پانی طلب فرمایا۔ جب میں پانی لایا تو وہ سو چکی تھیں اور میں نے ادب کی وجہ سے انہیں جگانا مناسب نہ سمجھا اور ان کے جاگنے کا انتظار کرتا رہا۔ جب وہ بیدار ہوئیں اور انہوں نے پانی مانگا تو میں نے پیالہ پیش کر دیا۔ میری انگلی پر پانی کا ایک قطرہ گرا تھا اور سردی کی شدت کی وجہ سے وہ جم گیا تھا۔ میں نے اسے اتارنا چاہا تو جلد اکھڑ گئی اور خون جاری ہوگیا۔ والدہ ماجدہ نے جب دیکھا تو انہوں نے فرمایا یہ کیا ہے؟ میں نے تمام واقعہ بیان کیا۔ آپ نے دعا فرمائی اے اللہ! میں اس سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب والدہ ماجدہ کے بطن میں تھے تو انہوں نے کبھی کوئی مشتبہ غذا نہ کھائی تھی۔

حقیقی ماں کا جذبہ ایثار:

بخاری شریف کی روایت میں ہے دو عورتیں اپنے اپنے بچے کو لے کر جا رہی تھیں کہ بھیڑیئے نے ان پر حملہ کر دیا اور ایک بچے کو اٹھا کر لے گیا۔ وہ ایک دوسرے سے کہنے لگیں تیرا ہی بچہ گیا ہے۔ جب بات بڑھی تو یہ مقدمہ حضرت داؤد علیہ السلام کی بارگاہ میں پیش کیا گیا ہے۔ آپ علیہ السلام نے بڑی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا چھری لاؤ اور اس بچے کے دو ٹکڑے کر کے ایک ایک ٹکڑا ان دونوں کو دے دیا جائے۔ چھوٹی پکارنے لگی یا نبی اللہ علیک السلام! ایسا نہ کیجئے اور یہ بچہ اسی کو دے دیں۔ اس بات سے مامتا کی صحیح کیفیت کا پتہ چل گیا اور اس طرح وہ بچہ اپنی حقیقی والدہ کے پاس پہنچ گیا کیونکہ بڑی پر چیرنے کی آواز کا ذرہ برابر اثر نہ ہوا بلکہ وہ چاہتی تھی جیسے میں اپنے بچے سے محروم ہوئی یہ بھی ہو جائے گی۔

تفسیر قرطبی میں فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ کے تحت مرقوم ہے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہم نے انہیں فیصلہ سمجھا دیا تھا۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ یمن کے رہنے والے تھے اور انہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر التابعین فرمایا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ ان سے اپنے لئے دعائے مغفرت کروانا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ حیات میں اسلام قبول کر لیا تھا لیکن والدہ کی خدمت کی وجہ سے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر نہ ہو سکے تھے اور شرفِ صحابیت سے محروم ہو گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس عمل کی وجہ سے فرمایا ان سے دعا کروانا۔ والدین کی خدمت کا کیا مرتبہ ہے یہ آپ رضی اللہ عنہ کے

عمل سے ظاہر ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اویس رضی اللہ عنہ کی والدہ ہے اس کے ساتھ انہوں نے حسن سلوک کیا اور اگر اویس رضی اللہ عنہ کسی بات میں اللہ عزوجل کی قسم کھالیں تو اللہ عزوجل ضرور اس قسم کو پورا کرے گا۔

ماں کی فرمانبرداری کا صلہ:

بیان کیا جاتا ہے بنی اسرائیل میں یعقوب نامی اللہ عزوجل کے ایک ولی کے وصال کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنا ایک چھوٹا لڑکا اور ایک گائے کی بچھیا چھوڑی اور دعا کی اے اللہ! یہ بچھیا اس بچے کے لئے تیرے پاس چھوڑتا ہوں۔ جب وہ بڑا ہوا تو اسے عبادت کی جانب رغبت ہوئی۔ وہ رات کا ایک حصہ آرام کرتا اور بقیہ تمام رات عبادت و گریہ زاری میں مشغول رہتا۔ صبح وہ اپنے کاروبارِ زندگی میں مصروف رہتا اور جو کماتا اس کے تین حصے کرتا۔ ایک حصہ اپنی والدہ کی خدمت میں پیش کرتا، ایک حصہ غرباء میں تقسیم کرتا اور ایک حصہ اپنی گزر بسر کے لئے رکھ لیتا۔

ایک دن اس کی والدہ نے اس سے کہا تمہارے والد جب وصال کرنے لگے تھے تو انہوں نے ایک بچھیا تمہارے لئے فلاں جنگل میں چھوڑی تھی تم جاؤ اور وہاں سے اسے لے آؤ اور اسے بازار میں اتنی اشرفیوں میں فروخت کر دو البتہ جب سودا ہو تو میری اجازت کے بغیر خریدار کے سپرد نہ کرنا چنانچہ ایک امیر شخص نے چھ اشرفیوں پر اس شرط کے ساتھ سودا کیا کہ تم اپنی ماں سے اجازت نہ لو گے۔

اس نے کہا ایسا ہرگز نہ ہوگا اور پھر اس لڑکے نے یہ واقعہ اپنی والدہ کے گوش گزار کیا۔ ماں نے کہا بیٹا! تم اسے اپنے پاس رہنے دو عنقریب حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کی کھال بھر کے سونے کی مقدار کے عوض خریداری کرائیں گے چنانچہ اللہ عزوجل نے بنی اسرائیل پر اس گائے کا ذبح کرنا مقرر کیا تاکہ لڑکے کو اپنی والدہ کی

فرمانبرداری کا بہترین صلہ حاصل ہو۔

یہ بھی منقول ہے کہ قاتلوں کا پتہ اسرائیلیوں کو معلوم ہو جائے اس لئے کہ وہ دوبارہ زندہ ہونے کے منکر تھے چنانچہ انہوں نے جب گائے کو خرید کر گوشت مقتول کو مارا تو اس نے فوراً زندہ ہو کر قاتل بتا دیا۔ (نزہۃ المجالس جلداول صفحہ ۵۲۴ تا ۵۲۵)

والدہ کی دعا کا اثر:

حضرت موسیٰ علیہ السلام انطاکیہ سے شام کا ارادہ کر کے باہر نکلے۔ چلتے چلتے تھک گئے تو اللہ عزوجل نے وحی فرمائی اے میرے کلیم! اس پہاڑ کی وادی میں اکناف و اطراف سے آئے ہوئے لوگ موجود ہیں ان میں میرا ایک خاص بندہ بھی موجود ہے تم اس سے سواری طلب کرو۔ آپ علیہ السلام نے اسے نماز پڑھتے دیکھا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو آپ علیہ السلام نے کہا اے بندۂ خدا! مجھے سواری چاہئے۔

اس نے آسمان کی جانب نگاہ اٹھائی تو بادل کا ایک ٹکڑا آتا دکھائی دیا۔ اس نے کہا نیچے آ اور اس انسان کو جہاں چاہتا ہے پہنچا دو چنانچہ آپ علیہ السلام اس پر سوار ہوئے اور چل دیئے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا اے میرے کلیم! تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ یہ مرتبہ اسے کیسے حاصل ہوا؟ میں نے اسے یہ مرتبہ ماں کی خدمت کے صلہ میں عطا فرمایا ہے۔

اس کی ماں نے بوقت اجل دعا کی تھی کہ اے اللہ! اس نے میری ضروریات کا خیال رکھا اس لئے تیری بارگاہ میں میری دعا ہے کہ تجھ سے یہ جو بھی طلب کرے تو اسے عطا فرمانا۔ اگر یہ مجھ سے آسمان کو زمین پر الٹ دینے کی بھی درخواست کرے گا تو میں اس کی یہ درخواست منظور کر لوں گا۔ (نزہۃ المجالس جلداول صفحہ ۵۲۷)

اللہ کے حکم سے جیسا تھا ویسا ہو گیا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بنی اسرائیل میں ایک جوان تھا وہ جب توریت شریف پڑھتا تھا تو اس کی خوش آوازی کی وجہ سے مرد اور عورتیں سب نکل پڑتے تھے۔ یہ جوان شراب پیا کرتا تھا۔ ایک دن اس کی ماں نے اس سے کہا اگر بنی اسرائیل کے نیکوں کو پتہ چل جائے کہ تو شراب پیتا ہے تو تجھے اپنے پڑوس سے نکال دیں۔ ایک دن وہ جوان شراب کے نشے میں گھر آیا اور توریت شریف پڑھنے لگا۔ لوگ جمع ہو گئے۔ اس کی ماں نے اس سے کہا اٹھ کر وضو کر۔

اس نے نشے کی حالت میں ماں کے چہرے پر مارا جس سے اس کی ماں کی آنکھ نکل گئی اور ایک دانت بھی ٹوٹ گیا۔ وہ کہنے لگی اللہ عزوجل تجھ سے کبھی راضی نہ ہو گا۔ جب صبح ہوئی اور اس نے اپنی ماں کو دیکھا تو کہنے لگا ماں! میں تجھے سلام کرتا ہوں اور اب قیامت تک تجھے کبھی نہ دیکھوں گا۔

ماں بولی اللہ عزوجل تجھ سے راضی نہ ہو چاہے تو جہاں مرضی چلا جائے۔ وہ پہاڑ میں جا کر اللہ عزوجل کی عبادت میں مشغول ہو گیا اور چالیس برس تک عبادت کرتا رہا یہاں تک کہ وہ بہت ضعیف اور کمزور ہو گیا۔ پھر اس نے بارگاہِ خداوندی میں دعا کی اے اللہ! اگر تو نے مجھے بخش دیا ہے تو مجھے بتا دے۔ ندائے غیبی آئی تیری ماں کی رضامندی میں ہماری رضا ہے۔

یہ سن کر وہ واپس لوٹا اور اس نے پکار کر کہا اے جنت کی کنجی! اگر تو بقید حیات ہے تو نہایت خوشی ہے اور اگر فوت ہو چکی ہے تو میرے لئے مصیبت ہے۔ ماں نے پوچھا تو کون ہے؟ وہ بولا میں تیرا فلاں بیٹا ہوں۔ ماں نے کہا اللہ عزوجل تجھ سے راضی نہ ہو۔ اس نے آگے بڑھ کر ماں سے کہا اے ماں! یہی وہ ہاتھ ہے جس نے تجھے مارا

اور تیری آنکھ نکالی اور تیرا دانت توڑا تھا اور اس نے اپنے اس ہاتھ کو کاٹ ڈالا۔ پھر اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا میرے لئے لکڑیاں جمع کرو اور آگ جلاؤ۔

انہوں نے لکڑیاں جمع کیں اور آگ جلائی اور وہ اس میں کود پڑا۔ پھر وہ اپنے بدن سے مخاطب ہوا آتش دوزخ سے پہلے آتش دنیا کا مزہ چکھ لے۔ یہ خبر لوگوں نے اس کی ماں کو دی۔

ماں نے آواز دی اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک! تو کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا آگ کے اندر۔ ماں بولی اے بیٹا! اللہ عزوجل تجھ سے راضی ہو۔ اللہ عزوجل نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا اور انہوں نے اپنا ایک پر اس کی ماں کی آنکھ اور دانت پر مل دیا اور اس کی ماں کی آنکھ اور دانت جیسے تھے ویسے ہو گئے اور پھر اس شخص کے جسم پر بھی ایک پر مل دیا اور وہ بھی اللہ عزوجل کے حکم سے جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا۔ (نزہۃ المجالس)

ماں کی صالح نیت کا صلہ:

بنی اسرائیل قوم میں ایک شادی شدہ آدمی تھا جس کی ماں اور ساس دونوں زندہ اور نابینا تھیں۔ وہ شخص اپنی بیوی سے بڑی محبت کرتا تھا۔ اس کی ماں بہت نیک سیرت خاتون تھیں جبکہ اس کی ساس بدعورت تھی اور اپنی بیٹی کو داماد کے خلاف بھڑکاتی رہتی تھی۔ ایک دن وہ شخص اپنی ماں کو بیوی کی خاطر بے آب و گیاہ جنگل میں اکیلا چھوڑ آیا۔ وہ بوڑھی عورت اکیلی جنگل میں ٹھوکریں کھانے لگی اور درندے اس کے گرد جمع ہو گئے۔ اس دوران ایک فرشتہ آیا اور پوچھنے لگا یہ کیسی آوازیں ہیں جو تیرے چاروں جانب سنائی دیتی ہیں؟ اس نے کہا یہ آوازیں گائے، بکری اور اونٹ کی ہیں۔ اس نے کہا انشاء اللہ ایسا ہی ہو جائے گا۔ فرشتہ یہ کہہ کر چلا گیا اور جب اگلا دن ہوا تو میدان

اونٹوں، بکریوں اور گایوں سے بھر گیا۔ ادھر بیٹے کے دل میں خیال آیا دیکھوں ماں کا کیا حال ہے؟ جب وہ آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ سارا میدان اونٹوں، بکریوں اور گایوں سے بھرا ہوا ہے۔ اس نے ماں سے پوچھا یہ کیا ہے؟ وہ بولی تو نے مجھے ستایا تھا اور بیوی کے کہنے پر یہاں چھوڑ گیا تھا بہر حال میں تو ماں ہی ہوں۔

وہ لڑکا بہت نادم ہوا۔ اس کے بعد وہ اپنی ماں کو اٹھا کر لے گیا اور جو کچھ اللہ عزوجل نے دیا تھا وہ سب کچھ ہنکا کر مع اپنی ماں کے بیوی کے پاس پہنچا۔ اس کی بیوی کہنے لگی ہرگز نہ مانوں گی جب تک میری ماں بھی وہاں چھوڑ کر نہ آؤ گے جہاں اپنی ماں کو چھوڑ کر آئے تھے چنانچہ وہ اسے بھی لے گیا۔ جب شام ہوئی تو درندوں نے اسے گھیر لیا۔ وہی فرشتہ اس کے پاس بھی آیا اور کہنے لگا یہ کیسی آوازیں ہیں؟ وہ کہنے لگی یہ درندوں کی آوازیں ہیں جو مجھے کھا جائیں گے۔

فرشتہ بولا ایسا ہی ہوگا۔ پھر وہ فرشتہ چلا گیا اور ایک درندہ اسے کھا گیا۔ جب صبح ہوئی تو اس کی بیوی نے کہا جاؤ دیکھو میری ماں کا کیا حال ہے؟ وہ گیا تو وہاں جو کچھ درندے کھا کر چھوڑ گئے تھے اس کے سوا کچھ بھی نہ تھا۔ اس شخص نے اپنی بیوی کو اس کی ماں کی ہڈیاں لا کر دے دیں اس نے جونہی اپنی ماں کا یہ حشر دیکھا وہ بھی غم کے مارے مر گئی۔ (نزہۃ المجالس)

شاہ رکن عالم رحمۃ اللہ علیہ کی ایک نوجوان کو نصیحت:

منقول ہے ملتان میں ایک بیوہ ہندو عورت رہتی تھی اور اس کا ایک ہی بیٹا تھا اور اس کے سوا دنیا میں اس کا کوئی سہارا نہ تھا مگر وہ نصیبوں کی جلی اس بیٹے کی رفاقت سے بھی محروم تھی۔ دنیا جہان کی محنت مشقت اٹھا کر اس نے بیٹے کی پرورش کی اور وہ بیٹا جس کے لئے اس نے سب کچھ کیا تھا ایک دن تجارت کی غرض سے خراسان

کے سفر پر ایسا روانہ ہوا کہ دوبارہ ملتان کا راستہ بھول گیا۔ وہ نہ تو خود آیا اور نہ ہی اس نے خیریت کا کوئی خط ماں کو لکھا۔ وہ بے چاری ممتا کی ماری اس کی یاد میں دن رات روتی رہتی تھی اور لوگوں کی منتیں کرتی کہ کسی طرح وہ اس کے بیٹے کو واپس لے آئیں۔ لوگ بھی رحم کے جذبے سے اسے دیکھتے اور بے بسی کا اظہار کر کے اپنی راہ لے لیتے۔

آخر جب کچھ ہمدردوں نے دیکھا کہ یہ تو ممتا کی ماری اب پاگل ہونے کو آئی ہے تو کسی نے اسے مشورہ دیا کہ ملتان کے مسلمان درویش کے پاس جاؤ ان پر ایشور کی بڑی کرپا ہے اور وہ تجھے تیرے بیٹے سے ملا سکتے ہیں۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بھی کافی ہوتا ہے چنانچہ اس عورت نے جب یہ سنا کہ ایک ایسا در بھی ہے جہاں سے وہ کامیاب لوٹ سکتی ہے تو اس نے فوراً شاہ رکن العالم رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ کی جانب دوڑ لگائی اور سیدھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حجرے میں پہنچ کر فریاد کرنے لگی کہ شریمان جی! مجھ بھاگن پر دیا کریں۔ میرا اکلوتا بیٹا بڑے سمے سے مجھ سے الگ ہے اور نجانے کدھر ہوگا؟

جذبات کی شدت سے وہ عورت روتی بھی جاتی تھی اور زبان سے فریاد بھی کرتی جاتی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے رحمدلی سے اسے دیکھتے ہوئے چند لمحوں کے لئے آنکھیں بند کیں اور مراقبہ میں چلے گئے۔ پھر کچھ دیر بعد آنکھیں کھولتے ہوئے اس ہندو عورت سے فرمایا گھر جاؤ تمہارا بیٹا ان شاء اللہ گھر پہنچ چکا ہوگا۔ وہ عورت یہ سن کر خوشی سے پاگل ہوتے ہوئے گھر کو دوڑی۔ ابھی وہ گھر کی دہلیز سے ذرا دور ہی تھی اس نے دیکھا اس کا بیٹا ہاتھ میں ہانڈی ڈالنے والا بڑا سا چمچ اٹھائے دوڑتا آ رہا ہے۔

اس عورت نے جب ایک طویل عرصے بعد اپنے بیٹے کو دیکھا تو دوڑ کر اسے گلے لگا لیا اور رو رو کر اپنا برا حال کر لیا۔ وہ نوجوان حیرت سے کبھی ماں کو دیکھتا تھا اور کبھی اپنے آبائی شہر کی گلی کو تکتا تھا اور پھر اپنے ہاتھ میں پکڑے چمچ کو غور سے دیکھتا تھا۔

پھر وہ ماں کو لے کر اپنے گھر میں داخل ہوا اور حیرت سے ماں کو بتانے لگا کہ اماں! یہ تو بڑا ہی نرالا واقعہ ہوگیا ہے اور میں خراسان میں بیٹھا ہانڈی میں چمچ ہلا رہا تھا کہ ایک بلی کہیں سے نمودار ہوئی اور وہ تھالی میں رکھے گوشت کو اٹھا کر بھاگ کھڑی ہوئی۔ مجھے اس پر بہت غصہ آیا اور میں نے ہاتھ میں پکڑے چمچ سمیت اس کے پیچھے دوڑ لگا دی لیکن گھر سے نکل کر اب جو دیکھتا ہوں تو اپنے شہر کی گلی میں خود کو پاتا ہوں اور اے ماں! کیا یہ بات عجیب نہیں ہے اور آخر یہ کیسے ہوگیا؟

ماں جو فرطِ مسرت سے بیٹے کو دیکھتی جا رہی تھی بیٹے کی پوری بات سننے کے بعد اس نے بیٹے کو شاہ رکن العالم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بتایا چنانچہ اگلی صبح اس کا بیٹا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے نصیحت کی دیکھ یہ تیری ماں ہے جس نے تجھے پال پوس کر بڑا کیا اور اتنا نوجوان اور ہمت والا بنایا کہ تو گھر سے نکل کر خراسان جیسے دور دراز علاقے میں جا کر تجارت کر سکے اور تو اپنی ماں کو بھول گیا۔

یاد رکھ کہ آج سے اپنی ماں کی خدمت کر اور ہر کام میں اس کی اطاعت کر اور اس سے حسن سلوک کا صلہ تجھے اللہ عزوجل دے گا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت سے وہ نوجوان اس دن سے اپنی والدہ کا فرمانبردار بن گیا اور اپنے ملک ہی میں رہ کر روزی کمانے لگا اور والدہ کی خدمت کرنے لگا۔

چوروں کی توبہ:

حضور سیدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ ابھی بچے ہی تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو علم کا اور مقبولانِ حق کی صحبت کا شوق پیدا ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی والدہ کی خدمت میں عرض کیا ماں جی! مجھے اجازت دیں تاکہ میں بغداد جاؤں اور علم حاصل کروں۔ والدہ نے فرمایا تم جاؤ اور پھر چالیس دینار آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیئے اور فرمایا یہ تمہارا خرچ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ

نے وہ دینار لئے اور انہیں ایک بٹوے میں سی کر اپنی کمر کے ساتھ باندھ لیا اور بغداد جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ والدہ نے رخصت کرتے ہوئے فرمایا بیٹا ہمیشہ سچ بولنا اور جھوٹ سے دور رہنا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی والدہ سے رخصت ہوئے اور ایک قافلہ کے ہمراہ بغداد کی جانب چل دیئے۔

جب قافلہ ایک جنگل میں پہنچا تو ساٹھ گھڑسوار ڈاکوؤں نے اس قافلے پر حملہ کر دیا اور قافلے کو لوٹنے لگے۔ ایک ڈاکو حضور سیدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھی آیا اور کہا اے فقیر لڑکے! تیرے پاس کچھ ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہاں! میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ اس نے کہا وہ کہاں ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میری کمر میں بندھے ہوئے ہیں۔ اس ڈاکو نے مذاق سمجھا اور چلا گیا۔ پھر دوسرا ڈاکو آیا اور اس نے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے یہی سوال کیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے وہی جواب دیا اور وہ بھی اسے مذاق سمجھ کر چلا گیا۔ پھر تیسرا ڈاکو آیا اور اس نے بھی یہی سوال کیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے بھی وہی جواب دیا۔ اسی طرح متعدد ڈاکوؤں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے یہی سوال کیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سب کو یہی جواب دیا کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں۔

ان ڈاکوؤں کو شک ہوا تو وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پکڑ کر اپنے سردار کے پاس لے گئے۔ ڈاکوؤں کے سردار نے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے یہی پوچھا کہ اے فقیر لڑکے! تیرے پاس کچھ ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہاں ہے۔ وہ بولا کیا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا چالیس دینار ہیں۔ اس نے پوچھا کہاں ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میری کمر کے ساتھ بندھے ہیں۔ سردار نے آگے بڑھ کر تلاشی لی تو واقعی چالیس دینار نکل آئے۔ وہ بہت حیران ہوا کہ اس لڑکے نے اپنا مال کیوں بتایا جبکہ ڈاکوؤں سے مال چھپایا جاتا ہے۔ اس نے حیرانگی کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا تم نے یہ مال ہم سے کیوں نہ

چھپایا؟

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میری ماں نے مجھے سچ بولنے کا حکم دیا تھا اس لئے میں نے سچ بولا اور سچ ہی بولتا رہوں گا تاکہ والدہ کے ساتھ عہد شکنی نہ ہو۔ ڈاکوؤں کے سردار نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بات سنی تو چیخ مار کر رونے لگا اور کہا افسوس! تو اپنی ماں کے ساتھ کئے ہوئے عہد کو پورا کرتا ہے اور میں اپنے رب سے کئے ہوئے عہد کو پورا نہیں کرتا۔ پھر اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر توبہ کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر اس نے توبہ کی اور اپنے ساتھیوں سے کہا تم چلے جاؤ اور اب میرا تمہارے ساتھ کچھ تعلق نہیں ہے۔ انہوں نے کہا ہمارے سردار تم ہی ہو اور ہم بھی تمہارے ساتھ اس برائی سے توبہ کرتے ہیں چنانچہ ان سب نے صدق دل سے توبہ کر لی اور لوٹا ہوا مال بھی قافلے والے کو واپس کر دیا۔ (بہجۃ الاسرار صفحہ ۵۷)

مقامِ والد ماجد

اللہ تعالیٰ عزوجل نے مرد اور عورت کے ذریعے سے انسانی تخلیق کے سلسلے کو جاری رکھا ہوا ہے۔ باپ اولاد کی پیدائش کا سبب بنتا ہے اس لئے اللہ عزوجل نے رشتہ داروں میں سے باپ کو بھی ایک منفرد مقام عطا فرمایا ہے اور اس کی شان یہ رکھی ہے کہ وہ سارا دن بڑی محنت کے ساتھ کمائی کر کے اپنی اولاد کے حقوق پورے کرتا ہے اور اپنی بیوی کے نان نفقہ کا بھی ہر طرح سے ذمہ دار ہوتا ہے۔ روزی کمانا خاصا محنت طلب کام ہے۔ اس میں ذہنی اور جسمانی قوت صرف ہوتی ہے جو صحت پر بہت جلد اثر انداز ہوتی ہے اس لئے باپ کی خدمت کا بھی اللہ عزوجل نے حکم دیا ہے کہ بڑھاپے میں اس کا خاص خیال رکھا جائے۔

اللہ عزوجل کا فرمان:

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ
اِلَّا اللّٰہَ قف وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّذِی الْقُرْبٰی
وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا

وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ (البقرہ:۸۳)

ترجمہ: "اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں (سے بھی احسان کرو) اور لوگوں سے اچھی بات کہو اور نماز پابندی سے پڑھو اور زکوٰۃ ادا کرو پھر تم اس عہد سے پھر گئے مگر تم میں سے تھوڑے قائم رہے اور یہ کہ تم پھر جانے والے ہو۔"

اس آیت مبارکہ میں اگرچہ حسن سلوک کے بارے میں والدین کا لفظ استعمال ہوا ہے مگر تاکیدی طور پر بنی اسرائیل کو جو حکم دیا گیا تھا وہ یہی تھا کہ والدین کے ساتھ احسان کرو جس میں باپ بھی شامل ہے البتہ آگے ایک مقام پر اللہ عزوجل نے باپ کے اوپر یہ پابندی لگائی ہے کہ تمہارے باپ ایمان کے مقابلے میں کفر کو زیادہ اچھا سمجھتے ہوں تو پھر ایسے باپ سے تعلق نہ رکھو کیونکہ ہر حال میں ایمان مقدم ہے۔ یہ بات اس آیت میں بیان ہوئی ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

(التوبہ:۲۳)

ترجمہ: "اے ایمان والو! اگر تمہارے باپ اور بھائی ایمان کے مقابلے میں کفر سے محبت رکھتے ہوں تو انہیں دوست نہ بناؤ

اور تم میں سے جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہی ظالموں میں سے ہوگا۔"

اے بندے! باپ کے مقام سے غافل نہ ہو، زندگی بھر اس کی تعظیم و تکریم اور کبھی اس کی خدمت گزاری سے منہ نہ موڑ۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اپنے منہ سے کبھی ایسے الفاظ نہ نکال جس سے تیرے والد کو اذیت پہنچے۔ جب والد کا دل دکھے گا تو اللہ عزوجل ناراض ہوگا اور تیری زندگی میں تجھے مصائب اور پریشانیاں آ کر گھیر لیں گی۔ اس لئے یاد رکھ کہ والد کو راضی رکھنے ہی میں سکھ ہے۔ جو بچہ اپنے والد کے ساتھ رہ کر کاروبار کرتا ہو تو اسے بڑی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے تا کہ اس کا والد اس سے خوش رہے۔

باپ بہشت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے:

اللہ عزوجل کے حبیب حضرت محمد ﷺ نے اپنے ارشادات میں والد سے بھی حسن سلوک کی بڑی تاکید فرمائی ہے بلکہ اس کے ادب و احترام اور اطاعت پر بڑا زور دیا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے ایک ارشاد میں باپ کو بہشت کا دروازہ قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الْوَالِدُ اَوْسَطُ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ فَاِنْ شِئْتَ فَحَافِظْ عَلَی الْبَابِ اَوْ ضَیِّعْ (ابن ماجہ جلد دوم حدیث ۱۴۵۷)

ترجمہ: "حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ باپ بہشت کے بہترین دروازہ میں سے ہے اب تو چاہے تو اس دروازہ کی حفاظت کر اور

چاہے تو اسے کھو دے۔"

اس حدیث میں باپ کو جنت کا دروازہ کہا گیا ہے یعنی باپ کی خدمت اولاد کو بہشت کا حقدار بنا دیتی ہے اس لئے اولاد کو اس دروازے کی حفاظت کی تاکید کی گئی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ باپ کی خدمت کی جائے اور اس سے عمدہ سلوک کیا جائے تاکہ اللہ عزوجل راضی ہو اور جنت میں داخل ہونا واجب ہو جائے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام کے ہاں تشریف لائے تو وہ ان کے استقبال کے لئے کھڑے نہ ہوئے چنانچہ اللہ عزوجل نے حضرت یوسف علیہ السلام کی جانب وحی بھیجی کہ تم اپنے والد کے لئے کھڑے ہونے کو بہت بڑی بات سمجھتے ہو؟ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! میں تمہارے صلب میں سے نبی پیدا نہیں کروں گا۔

والد کا ادب واحترام:

اولاد کے لئے ضروری ہے کہ والد کے ادب واحترام کا خاص خیال رکھے اور اسے اس کے نام سے نہ پکارے اور نہ ہی اس کے آگے چلے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کے ساتھ ایک عمر رسیدہ شخص تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ تیرے ساتھ کون ہے؟ اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ میرا باپ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے باپ کے آگے مت چلنا، (جب بیٹھنے لگو تو) باپ سے پہلے مت بیٹھنا، اپنے باپ کو نام لے کر نہ پکارنا اور اس کی وجہ سے کسی کو گالی مت دینا۔

(درمنثور جلد چہارم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے دو آدمیوں کو دیکھا اور ان

میں سے ایک سے پوچھا تیرے ساتھ والا کون ہے؟ اس نے جواب دیا میرے والد۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان کا نام لے کر نہ بلانا، ان کے آگے آگے نہ چلنا اور ان کے بیٹھنے سے پہلے نہ بیٹھنا۔ (الادب المفرد صفحہ ۶۵)

مندرجہ بالا حدیث سے بھی اس بات کی تاکید ثابت ہوتی ہے۔

ابوغسان ضبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اپنے باپ کے ساتھ ٹھیک دوپہر میں نکل کر جارہا تھا کہ میری ملاقات حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا یہ کون ہیں؟ میں نے کہا یہ میرے والد ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان کے آگے نہ چل تو ان کے پیچھے چل یا ان کے پہلو میں چل اور کسی کو نہ چھوڑنا کہ تمہارے اور تمہارے باپ کے درمیان حائل ہو اور اپنے باپ کی بے منڈیر کی چھت پر نہ چڑھنا کہ جس سے تیرے باپ کو خطرہ محسوس ہو اور اس ہڈی کو نہ چوسنا جس کی طرف تیرے باپ نے دیکھا ہو شاید کہ اس کے چوسنے کی تیرے باپ کی خواہش ہو۔ (طبرانی)

اولاد پر والد کے احسانات:

ہر والد کے اپنی اولاد پر بے حد احسانات ہوتے ہیں۔ اولاد کے لباس، رہائش اور خوراک کا انتظام کرنا والد کے ذمے ہوتا ہے۔ اس لئے ہر والد اپنے خون پسینے کی کمائی سے اپنی اولاد کے حقوق پورے کرتا ہے اور زندگی کے ہر پہلو میں انہیں سہولت فراہم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹا اگر غلام باپ کو آزاد بھی کرادے تو پھر بھی اس کی خدمت کا حق پورا نہیں ہوتا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجْزِیْ وَلَدٌ وَالِدَهٗ اِلَّا اَنْ يَّجِدَهٗ غُلَامًا فَاَعْتَقَهٗ (سنن ابی داؤد جلد سوم حدیث ۱۶۹۶)

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیٹا اپنے باپ کے احسانات کا بدلہ نہیں دے سکتا مگر یہ کہ اسے غلام پائے اور خرید کر آزاد کر دے۔"

باپ چونکہ مال کے ذریعے اولاد کی خدمت کرتا ہے اس لئے اولاد اگر غلام باپ کو آزاد کرانے کے لئے مال تک خرچ کر دے تو پھر بھی والد کا حق ادا نہیں ہوتا۔ مراد یہ ہے کہ اولاد کو اپنے والد کے لئے ہر وقت اطاعت اور خدمت کے لئے تیار رہنا چاہیے۔

والد کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے:

والد کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا والد کی اطاعت اللہ عزوجل کی اطاعت ہے اور والد کی نافرمانی اللہ عزوجل کی نافرمانی ہے۔ (طبرانی)

والد کی اطاعت سے چونکہ اللہ عزوجل راضی ہو جاتا ہے اس لئے والد کی اطاعت کو ضروری قرار دیا گیا ہے لامحالہ جب والد راضی ہو گا تو اللہ عزوجل بھی راضی ہو جائے گا۔

باپ کی رضا رب کی رضا ہے:

رضا کا مطلب خوش ہونا ہے۔ اگر باپ اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کے طرزِ عمل سے خوش ہو جائے تو ان سے اللہ عزوجل بھی خوش ہو جائے گا اور اگر باپ اولاد سے ناراض رہے تو اللہ عزوجل ایسی اولاد سے راضی نہ ہو گا لہٰذا نیک اولاد کو ہر ممکن کوشش

کرنی چاہئے کہ ان کے والدان سے خوش ہوں۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِضَى الرَّبِّ فِيْ رِضَى الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِيْ سَخَطِ الْوَالِدِ (جامع ترمذی جلد اول حدیث ۱۹۶۰)

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رب کی رضا باپ کی رضا ہے اور رب کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر تم اپنی خدمت واطاعت اور اچھے سلوک کے ذریعہ ماں باپ کو خوش رکھو گے تو تمہارا پروردگار بھی تم سے خوش رہے گا اور اگر تم نافرمانی اور سرکشی اور ایذا رسانی کے ذریعے ماں باپ کو ناخوش وناراض رکھو گے تو تمہارا پروردگار بھی تم سے ناخوش وناراض رہے گا۔

مقروض والد کے قرض کی ادائیگی:

مقروض والد کا قرض ادا کرنا بھی والدین کی خدمات میں سے ہے لہٰذا اگر کسی کا والد مقروض ہو تو اس کی اولاد کو کوشش کرنی چاہئے کہ وہ اپنے والد کا قرض ادا کردیں۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ اَنَّ اَبَاهُ اسْتُشْهِدَ يَوْمَ اُحُدٍ وَ تَرَكَ سِتَّ بَنَاتٍ وَّ تَرَكَ عَلَيْهِ دَيْنًا فَلَمَّا حَضَرَ جِدَادُ النَّخْلِ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّ وَالِدِيْ اُسْتُشْهِدَ يَوْمَ اُحُدٍ وَ تَرَكَ دَيْنًا كَثِيْرًا وَاِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ يَّرَاكَ الْغُرَمَآءُ فَقَالَ

اذْهَبْ فَبَيْدِرْ كُلَّ تَمْرٍ عَلٰى نَاحِيَةٍ فَفَعَلْتُ ثُمَّ دَعَوْتُهُ فَلَمَّا نَظَرُوْا اِلَيْهِ كَاَنَّمَا اُغْرُوْا بِيْ تِلْكَ السَّاعَةَ فَلَمَّا رَاٰى مَا يَصْنَعُوْنَ اَطَافَ حَوْلَ اَعْظَمِهَا بَيْدَرًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ادْعُ اَصْحَابَكَ فَمَا زَالَ يَكِيْلُ لَهُمْ حَتّٰى اَدَّى اللّٰهُ اَمَانَةَ وَالِدِيْ وَ اَنَا رَاضٍ اَنْ يُّؤَدِّيَ اللّٰهُ اَمَانَةَ وَالِدِيْ وَلَمْ يَنْقُصْ تَمْرَةٌ وَّاحِدَةٌ (مشکوۃ شریف جلد سوم حدیث ۵۶۵۲)

ترجمہ: "حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میرے والد غزوہ احد کے دن شہید ہوئے اور آپ نے اپنے ورثاء میں چھ لڑکیاں چھوڑیں اور ان پر اپنا قرض بھی چھوڑ گئے۔ جب کھجوریں کاٹنے کا وقت آیا تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہے میرے والد غزوہ احد کے دن شہید ہوئے اور ان کے ذمے بہت سا قرض ہے، میں چاہتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرض خواہ دیکھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جاؤ اور ہر قسم کی کھجوروں کا ڈھیر علیحدہ علیحدہ لگاؤ۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور جب ان لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو وہ اور زیادہ دلیر ہو گئے اور مجھ سے مطالبہ کرنے لگے اور تشدد کرنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری یہ حالت دیکھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے بڑے ڈھیر کے گرد تین چکر لگائے اور پھر اس پر تشریف فرما ہو گئے اور مجھے حکم دیا میں اپنے قرض

خواہوں کو آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر کروں۔ جب وہ سب لوگ حاضر ہوئے تو آپ ﷺ تول تول کر انہیں دینے لگے۔ آپ ﷺ نے یہاں تک عطا اور بخشش فرمائی کہ اللہ نے میرے والد کے قرض کو ختم کر دیا اور اتنی برکت ہوئی کہ گویا اس میں سے ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی اور میں تو قرض ادا ہونے پر بھی راضی تھا۔"

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو میراث کی فکر نہ تھی:

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اپنی تمام اہم مصروفیات کے باوجود والدین کی خدمت اور ان کے حقوق سے کبھی غفلت نہ فرماتے تھے۔ زندگی میں تو خیال رکھتے ہی تھے وصال کے بعد بھی انہوں نے والدین کے حقوق کا پورا پورا خیال رکھا۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بڑے خوشحال آدمی تھے اور عام طور پر جب کسی مال دار آدمی کی وفات ہوتی ہے تو اس کے مرتے ہی ورثاء کو اپنے اپنے حصے کی فکر ہوتی ہے مگر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اپنے حصے کی ذرہ بھی فکر نہ تھی حالانکہ میراث میں صرف ان کا اپنا حصہ بھی بہت زیادہ تھا مگر فکر اس بات کی تھی کہ باپ کے ذمے کچھ رہ نہ جائے چنانچہ انہوں نے سب سے پہلے تو ترکہ سے باپ کا قرض ادا کیا اور قرض ادا کرنے کے بعد دوسرے وراثوں نے میراث کی تقسیم کے لئے جلدی کی اور تقاضہ شروع کیا تو یہ فرما کر تقسیم سے روک دیا کہ میں چار سال تک برابر حج کے دنوں میں اعلان کروں گا کہ اگر والدین پر کسی کا قرض ہو تو اسے وصول کر لے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کسی کا کچھ رہ گیا ہو۔

پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس ترکیب سے ورثاء کو ترکہ کی تقسیم نہ کرنے پر چار سال تک کے لئے راضی کر لیا اور حج کے دنوں میں اعلان کروا کر اپنے والد کے

لئے ہزاروں آدمیوں سے دعائے مغفرت کرواتے رہے۔

والدین کا قرض ادا کرنا حسن سلوک میں شامل ہے:

حضرت عبدالرحمن بن سمیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے والدین کی قسم پوری کرے اور ان کا قرض ادا کرے اور کسی کے ماں باپ کو برا کہہ کر انہیں برا نہ کہلوائے تو وہ والدین کے ساتھ نیکی کرنے والا لکھا جاتا ہے اگرچہ ان کی زندگی میں اس سے والدین کی فرمانبرداری میں کچھ کوتاہیاں کیوں نہ ہوتی رہی ہوں۔(طبرانی)

روزِ قیامت ابراروں میں شمولیت:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنے والدین کی طرف سے حج کرے یا ان کا قرض ادا کرے تو روزِ قیامت اللہ عزوجل اسے نیکوں کے ساتھ کھڑا فرمائے گا۔(طبرانی)

والد کی اطاعت کا واقعہ:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما اگرچہ جنگ صفین میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خلاف حصہ لینا پسند نہیں کرتے تھے تاہم جب ان کے والد نے اصرار کیا تو اطاعت کے خیال سے مجبوراً شریک ہو گئے۔ بعد ازاں ایک مرتبہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے ان سے وجہ دریافت کی تو انہوں نے کہا مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ رکھو، نماز پڑھو، سونا ہو تو سوؤ اور اپنے باپ کی اطاعت کرو تو صفین میں شرکت کے لئے باپ نے مجبور کیا تھا اس لئے والد کی اطاعت کے لئے شریک ہو گیا لیکن نہ میں نے تلوار اٹھائی اور نہ نیزہ مارا اور نہ تیر چلایا۔(اسد الغابہ جلد ششم صفحہ ۳۳۵)

والد کے دوستوں سے اچھے سلوک کی تاکید:

والدین کی وفات کے بعد ان کے ساتھ سلوک کی صورت یہ بھی ہے کہ ماں کی سہیلیوں اور باپ کے دوستوں کے ساتھ نیک سلوک کیا جائے۔ معاشرتی معاملات میں اپنے بزرگوں کی طرح ان کا لحاظ رکھا جائے۔ ان کی رائے کا احترام کیا جائے اور ان کو مشوروں میں شریک رکھا جائے۔ ہر موقع پر ان کے ادب واحترام کا خیال رکھتے ہوئے ان کے ساتھ نیک برتاؤ کیا جائے۔ اس کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان یہ ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَبَرِّ الْبِرِّ صِلَةُ الرَّجُلِ اَهْلَ وُدِّ اَبِيْهِ بَعْدَ اَنْ يُّوَلِّيَ (صحیح مسلم جلد ششم صفحہ ۲۰۵)

ترجمہ: "حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہت بڑی نیکیوں میں سے ایک یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کی عدم موجودگی میں بھی اس کے دوستوں سے حسن سلوک کرے۔"

ایک مرتبہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے اور مرض بڑھتا چلا گیا یہاں تک کہ بچنے کی امید نہ رہی۔ حضرت یوسف بن عبداللہ رضی اللہ عنہ دور دراز سے سفر کر کے ان کی عیادت کے لئے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھا تو تعجب سے پوچھا تم یہاں کیسے آئے ہو؟ حضرت یوسف بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں یہاں صرف اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ رضی اللہ عنہ کی عیادت کروں کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ کے میرے والد کے ساتھ تعلقات بڑے گہرے تھے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَعْرَابِ لَقِيَهُ بِطَرِيْقِ مَكَّةَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ وَ حَمَلَهُ عَلٰى حِمَارٍ كَانَ يَرْكَبُهُ وَاَعْطَاهُ عِمَامَةً كَانَتْ عَلٰى رَاْسِهٖ قَالَ ابْنُ دِيْنَارٍ فَقُلْنَا لَهُ اَصْلَحَكَ اللهُ اِنَّهُمُ الْاَعْرَابُ وَهُمْ يَرْضَوْنَ بِالْيَسِيْرِ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ اِنَّ اَبَا هٰذَا كَانَ وُدًّا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اَبَرَّ الْبِرِّ صِلَةُ الرَّجُلِ اَهْلَ وُدِّ اَبِيْهِ (صحیح مسلم جلد ششم صفحہ ۲۰۴)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ ایک اعرابی ان سے مکہ مکرمہ کے راستے میں ملا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے سلام کیا اور اسے اپنے گدھے پر سوار کیا اور اسے اپنی پگڑی عطا فرمائی۔ حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا اللہ عزوجل آپ رضی اللہ عنہ کو توفیق دے یہ اعرابی ہیں اور تھوڑے پر راضی ہو جاتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس کا باپ میرے باپ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا دوست تھا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ باپ کے دوستوں سے حسن سلوک بہت بڑی نیکی ہے۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا جو شخص چاہے کہ باپ کے ساتھ قبر میں اچھا سلوک ہو تو اسے چاہئے باپ کے مرنے کے بعد اس کے دوستوں اور عزیزوں سے اچھا سلوک کرے۔ (مسند ابو یعلیٰ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں باپ کے ساتھ نیکی یہ ہے کہ اس کے دوستوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے۔ (طبرانی)

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں جب مدینہ منورہ آیا تو میرے پاس حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تشریف لائے اور کہنے لگے اے ابو بردہ رضی اللہ عنہ! تم جانتے ہو میں تمہارے پاس کیوں آیا ہوں؟ میں نے کہا مجھے نہیں معلوم۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص قبر میں اپنے باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ باپ کے مرنے کے بعد باپ کے دوست واحباب کے ساتھ نیک سلوک کرے اور پھر فرمایا اے بھائی! میرے باپ عمر رضی اللہ عنہ اور تمہارے باپ میں بھائی چارہ اور دوستی تھی اور میں چاہتا ہوں کہ اس دوستی کو نبھاؤں اور اس کے حقوق ادا کروں۔ (صحیح ابن حبان)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے باپ کی دوستی کو اچھی نگاہ سے دیکھتے رہنا اور اسے ہرگز قطع نہ کرنا اور اگر تو قطع کرے گا تو اللہ عزوجل تیرا نور بجھا دے گا۔ (طبرانی)

شرفِ مسلمانی کا حق:

ماں باپ میں سے جب باپ مسلمان ہو جائے تو اولاد اپنے باپ کے پاس رہے گی کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ نے اسی کا حکم دیا ہے۔

عَنْ عَبْدُ الْحَمِیْدِ بْنِ جَعْفَرٍ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ جَدِّیْ رَافِعِ بْنِ سِنَانٍ اَنَّهٗ اَسْلَمَ وَ اَبَتِ امْرَاَتُهٗ اَنْ تُسْلِمَ فَاَتَتِ

النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتِ ابْنَتِيْ وَهِيَ
فَطِيْمٌ اَوْ شِبْهُهُ وَ قَالَ رَافِعٌ اِبْنَتِيْ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْعُدْ نَاحِيَةً وَ قَالَ لَهَا اقْعُدِيْ
نَاحِيَةً وَ قَالَ لَهَا اقْعُدِيْ نَاحِيَةً وَ اقْعَدَ الصَّبِيَّةِ
بَيْنَهُمَا ثُمَّ قَالَ ادْعُوْهَا فَمَالَتِ الصَّبِيَّةُ اِلَى اُمِّهَا
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اهْدِهَا
فَمَالَتْ اِلَى اَبِيْهَا فَاَخَذَهَا

(سنن ابی داؤد جلد دوم حدیث ۴۷۴)

ترجمہ: ”عبدالحمید بن جعفر رضی اللہ عنہما نے اپنے والد سے روایت بیان کی ہے ان کے جد امجد حضرت رافع بن سنان رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے اور ان کی بیوی نے مسلمان ہونے سے انکار کر دیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا میری بیٹی ہے جس کا دودھ چھڑایا جا چکا ہے یا چھڑایا جانے والا ہے۔ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ نے کہا میری بیٹی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس گوشے میں بیٹھ جاؤ اور عورت سے کہا تم اس گوشے میں بیٹھ جاؤ اور بچی کو دونوں کے درمیان بٹھا دیا۔ پھر فرمایا کہ تم دونوں اسے بلاؤ۔ لڑکی اپنی والدہ کی جانب جانے لگی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اے اللہ! اسے (بچی کو) ہدایت دے لڑکی اپنے باپ کی طرف چلی گئی اور انہوں نے اسے لے لیا۔“

نافرمانی کی سزا:

ایک بادشاہ کے دو بیٹے تھے اس نے ان کی پرورش اور تعلیم وتربیت نہایت اعلیٰ پیمانے پر کی یہاں تک کہ دونوں ہر قسم کے علوم وفنون میں طاق ہو گئے۔ بادشاہ کا دل دونوں کی جانب سے ٹھنڈا تھا۔ جب اس کا آخری وقت قریب آیا تو اس نے ملک کو دونوں بیٹوں میں برابر تقسیم کر دیا اور وصیت کی میرے بچو! میرے بعد اتفاق سے رہنا، میں نے فساد کی جڑ کاٹ دی ہے۔ دونوں بھائیوں نے اپنا اپنا ملک سنبھال لیا اور حکومت کرنے لگے۔ ایک بھائی نہایت عقلمند، سخی اور منصف مزاج تھا اس نے مساکین کے لئے لنگر جاری کیے، مسافر خانے بنوائے، سرکاری محاصل میں رعایت کی اور رفاہِ عامہ کے بے شمار کام کیے یہاں تک کہ عوام نہایت آسودہ حال ہو گئی۔

اپنی خوش تدبیری اور حسن اخلاق کی بدولت وہ ایسا نیک نام اور ہر دلعزیز ہوا کہ نہ صرف اپنی عوام اور فوج اس پر جان چھڑکتی تھی بلکہ ارد گرد کے ممالک کے لوگ بھی اس کی سلطنت میں شامل ہونے کی خواہش کرتے تھے۔

اس کا دوسرا بھائی لالچی اور ظالم نکلا اور اس نے کاشتکاروں پر لگان بڑھا دیا، سامانِ تجارت پر طرح طرح کے محصول لگا دیئے اور روپیہ جمع کرنے کی دھن میں عوام کو ستانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ تھوڑی ہی مدت میں لوگ اس سے تنگ آ گئے اور ملک سے بھاگنے لگے۔ پھر نہ تجارت رہی، نہ گرم بازاری رہی اور نہ ہی کھیتوں میں سبزہ رہا۔ ملک کی ویرانی کے ساتھ بادشاہ کا خزانہ بھی خالی ہو گیا اور نظام حکومت بگڑ گیا۔

یہ حال دیکھ کر دشمن ملک نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کی فوج چونکہ پہلے ہی بددل تھی لہٰذا وہ مقابلہ کیا کرتی چنانچہ دشمن نے آناً فاناً اسے مغلوب بنا لیا اور یوں وہ اپنی بدتدبیری اور عاقبت نا اندیشی کی بدولت اپنے ملک سے ہاتھ گنوا بیٹھا۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا جس بیٹے نے باپ کی وصیت پر عمل کیا وہ خوشحال رہا اور جس نے نافرمانی کی اس کی سلطنت جاتی رہی اور اس کا برا حال ہوا لہٰذا باپ کی وصیت پر عمل کرنا ہی بہتر ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کا بیٹا:

باپ سے بیٹے کی محبت کے بارے میں حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ بڑا مشہور ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب بلخ کی سلطنت کو خیرباد کہہ دیا تو اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک چھوٹا سا بچہ تھا۔ جب وہ بچہ جوان ہوا تو ایک دن اس نے اپنی والدہ سے پوچھا میرا باپ کہاں ہے؟ والدہ نے پورا واقعہ سنا دیا کہ کس طرح اس کا باپ تارک الدنیا ہو گیا اور اس وقت مکہ معظمہ میں مقیم ہے۔

اس لڑکے نے پورے شہر میں اعلان کروا دیا جو لوگ میرے ہمراہ سفر حج پر جانا چاہتے ہیں وہ تیار ہو جائیں ان کے اخراجات میں برداشت کروں گا۔ یہ اعلان سن کر چار ہزار لوگ سفر حج پر جانے کے لئے تیار ہو گئے جنہیں وہ اپنے ہمراہ لے کر باپ سے ملنے کی خواہش میں بیت اللہ شریف جا پہنچا۔ جب اس نے حرم کے مشائخ سے اپنے باپ کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ وہ تو ان کے مرشد ہیں اور اس وقت اس نیت سے جنگل میں لکڑیاں لینے گئے ہیں کہ فروخت کر کے اپنے اور ہمارے کھانے کا انتظام کریں۔

یہ سنتے ہی وہ لڑکا جنگل کی جانب چل پڑا اور اس نے ایک بوڑھے کو سر پر لکڑیوں کا بوجھ لادے دیکھا۔ وہ فرطِ محبت سے بے تاب ہو گیا مگر سعادت مندی اور ناواقفیت کی وجہ سے خاموشی سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے چلتا ہوا بازار پہنچ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہاں جا کر آواز لگانا شروع کر دی کون ہے جو پاکیزہ مال کے عوض پاکیزہ مال

خریدے۔ یہ سن کر ایک شخص نے روٹیوں کے عوض وہ لکڑیاں خرید لیں جنہیں لے کر جا کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ارادت مندوں کے سامنے رکھ دیا اور خود نماز میں مشغول ہو گئے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ارادت مندوں کو ہمیشہ ہدایت فرماتے تھے کہ کبھی کسی عورت یا بے ریش لڑکے کو نظر بھر کر نہ دیکھنا اور خصوصاً اس وقت محتاط رہنا جب ایامِ حج کے دوران کثیر عورتیں اور بے ریش لڑکے جمع ہو جاتے ہیں اور تمام افراد اس ہدایت کے پابند رہتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ طواف میں شریک رہتے تھے۔

ایک مرتبہ حالت طواف میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بیٹا سامنے آ گیا اور بے ساختہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہیں اس پر جم گئیں اور فراغت طواف کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ارادت مندوں نے عرض کیا کہ اللہ عزوجل آپ رحمۃ اللہ علیہ پر رحم فرمائے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جس بات سے ہمیں منع کیا تھا آج خود ہی اس میں مبتلا پائے گئے اس کی وجہ کیا ہے؟

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ بات تمہارے علم میں نہیں ہے جب میں نے بلخ کو خیر باد کہا تھا تو میرا بیٹا چھوٹا تھا اور مجھے یقین ہے یہ میرا بیٹا ہے۔پھر اگلے دن جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید جب بلخ کے قافلے کی تلاش میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ وہی لڑکا دیباو حریر کے خیمے میں ایک کرسی پر بیٹھا ہوا قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول ہے۔

اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید سے آنے کی وجہ پوچھی تو اس نے پوچھا تم کس کے بیٹے ہو؟ یہ سنتے ہی وہ رونے لگا اور کہا میں نے اپنے باپ کو نہیں دیکھا مگر کل ایک بوڑھے لکڑہارے کو دیکھ کر محسوس ہوا شاید یہ میرا باپ ہے اور اگر میں ان سے پوچھتا تو مجھے اندیشہ تھا کہ وہ فرار ہو جاتے کیونکہ وہ گھر سے فرار ہوئے تھے اور ان کا نام ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ ہے۔یہ سن کر وہ مرید بولا تم میرے ساتھ چلو میں تمہاری ملاقات ان سے کروا دوں گا۔پھر وہ مرید آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے اور بیوی کو لے کر بیت اللہ شریف میں داخل ہوا

اور جس وقت بیوی اور بچے نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو وہ والہانہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے لپٹ گئے اور روتے روتے بے ہوش ہو گئے۔

جب ہوش آیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بیٹے سے پوچھا تمہارا دین کیا ہے؟ وہ بولا میں مسلمان ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ کیا تو نے قرآن پڑھا ہے؟ وہ بولا ہاں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کیا اس کے علاوہ بھی کچھ علوم حاصل کئے ہیں؟ وہ بولا جی ہاں! آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سن کر فرمایا الحمدللہ! پھر جب آپ رحمۃ اللہ علیہ جانے لگے تو بیوی اور بچے نے اصرار کر کے روک لیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آسمان کی جانب نگاہ اٹھائی اور فرمایا اے اللہ! میری مدد فرما۔

اسی وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بیٹا زمین پر گرا اور فوت ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ارادت مندوں نے وجہ دریافت کی تو فرمایا جب میں بچے سے ہم آغوش ہوا تو جذبات سے اور فرطِ محبت سے بے تاب ہو گیا اور اس وقت یہ ندا آئی ہم سے دوستی کے دعویٰ کے بعد دوسرے کو دوست رکھتا ہے۔ میں نے یہ ندا سن کر عرض کیا اے اللہ! تو اس لڑکے کی جان لے لے یا پھر مجھے موت دے دے چنانچہ لڑکے کے حق میں دعا قبول ہو گئی۔

اگر کوئی اس پر اعتراض کرے تو میرا جواب یہ ہے کہ یہ واقعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ سے زیادہ تحیر خیز نہیں کیونکہ انہوں نے بھی تعمیل حکم میں اپنے بیٹے کو قربان کرنے کی ٹھان لی تھی۔ (تذکرۃ المشائخ صفحہ ۴۳)

باپ کی وصیت پر عمل کرنے کا انعام:

بیان کیا جاتا ہے بنی اسرائیل میں ایک صالح آدمی تھا جب وہ فوت ہونے لگا تو اس نے اپنے نیک بخت بیٹے کو وصیت کی کہ کبھی جھوٹی سچی قسم نہ کھانا۔ جب وہ فوت ہوا تو لوگ اس کے بیٹے کے پاس آ کر کہنے لگے تیرے باپ نے ہمارا اتنا مال

دیتا تھا اور وہ دے دیتا یہاں تک کہ وہ محتاج ہو گیا اور پھر اس نے اپنے بیوی بچوں کے ہمراہ ہجرت کی ٹھان لی۔ جب وہ سمندر کے کنارے پہنچ اور کشتی پر سوار ہوا تو اتفاق سے کشتی ٹوٹ گئی اور وہ اپنے بچوں سے الگ ایک تختے پر رہ گیا۔ وہ تختہ ایک جزیرے پر جا لگا۔ اس نے وہاں ایک آواز سنی اے ماں باپ کی خدمت کرنے والے! اللہ عزوجل کو یہی محبوب ہے کہ وہ تیرے لئے خزانہ خاص فرمادے۔ تو جا اور فلاں مقام سے خزانہ نکال لے۔

اس نے خزانہ نکال لیا اور وہیں ڈیرہ جما لیا اور اکناف و اطراف کے لوگ آنے لگے یہاں تک کہ ایک شہر آباد ہو گیا اور وہ سرداری کرنے لگا۔ اس کی سخاوت و خدمت کی شہرت دور دور تک جا پہنچی۔ بڑے لڑکے کو پتہ چلا تو وہ بھی آ گیا مگر وہ پہچان نہ سکا۔ پھر دوسرے لڑکے کو پتا چلا تو وہ بھی آ پہنچا اور سردار کا مقرب بن گیا مگر وہ اسے بھی نہ پہچان سکا۔

جس شخص کے پاس اس کی بیوی تھی وہ بھی ایک دن اس شہر میں آ گیا اور سردار سے ملاقات کی۔ شام کو جب وہ واپس جانے لگا تو سردار نے کہا آج رات تم ہمارے پاس ہی ٹھہرو۔ وہ کہنے لگا میں عورت کو جہاز پر چھوڑ کر اکیلا ہی تمہاری خدمت میں آیا تھا لہٰذا مجھے واپس جہاز کے پاس جانے دو۔ سردار نے کہا کہ ہم وہاں اس کی حفاظت کے لئے دو آدمی بھیج دیتے ہیں چنانچہ اس نے ان دونوں بھائیوں کو حفاظت کے لئے وہاں بھیج دیا۔

وہ نیند کے خوف سے کہنے لگے کہ ہم آپس میں باتیں کرتے ہیں تاکہ رات گزاریں، مبادا نیند آئے اور ہم حفاظت نہ کر سکیں چنانچہ وہ اپنی اپنی کہانی سنانے لگے۔ وہ عورت ان کی باتیں سنتی رہی۔ پھر انہیں اپنی باتوں سے پتہ چل گیا کہ وہ

دونوں حقیقی بھائی ہیں تو پھر وہ دونوں ایک دوسرے سے بڑی محبت سے ملے۔

جب صبح وہ آدمی جہاز پر آیا تو اس نے عورت کو پریشان پایا۔اس نے وجہ پوچھی تو اس نے کہا مجھے سردار کے پاس لے جاؤ۔وہ سردار کے پاس لے گیا۔عورت نے سردار سے کہا تم نے جن دولوگوں کو میری حفاظت کے لئے بھیجا تھا انہیں بلاؤ اور کہو رات کو وہ جو باتیں آپس میں کرتے رہے انہیں دہرائیں چنانچہ وہ آئے اور رات کی باتیں سنانے لگے۔

سردار نے ان کی باتیں سنیں تو وہ اچھل پڑا اور کہنے لگا خدا کی قسم! تم دونوں میرے بیٹے ہو۔وہ عورت بولی خدا کی قسم! میں ان دونوں کی ماں ہوں۔بے شک اللہ عزوجل سب کو یکجا کرنے پر قادر ہے اور وہ ذات کریم جس نے ہمیں جدا کیا تھا اسی ذاتِ رحیم نے ہمیں پھر سے ملا دیا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ

(نزہۃ المجالس جلداول صفحہ ۵۲۹ تا ۵۳۰)

والد کی گستاخی پر احساسِ ندامت کا صلہ:

حضرت سلیمان علیہ السلام کی رعایا میں سے ایک شخص بڑا صالح اور عابد تھا۔ایک دن اس کے لڑکے نے شراب پی لی۔باپ نے بیٹے کو ڈانٹا۔بیٹے نے باپ کے منہ پر طمانچہ مار دیا۔طمانچہ اتنے زور سے مارا کہ باپ کی آنکھ نکل گئی۔جب لڑکے کو نشہ سے ہوش آیا تو اپنی مذکورہ حرکت پر وہ بہت شرمندہ ہوا۔لڑکے کو نہ صرف ندامت ہوئی بلکہ اس نے اپنا دایاں ہاتھ ہی کاٹ ڈالا۔باپ نے جب بیٹے کا کٹا ہوا ہاتھ دیکھا اور اس کی تکلیف دیکھی تو بے چین ہو گیا اور رونے لگا اور کہنے لگا کاش میری ہزار آنکھیں ہوتیں اور ایک ایک کر کے نکل پڑتیں تو اچھا تھا لیکن تو اپنا ہاتھ نہ کاٹتا۔اس کے بعد وہ دونوں

باپ اور بیٹا حضرت سلیمان علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور قصہ کہہ سنایا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کی آنکھ اس کی جگہ رکھ دی اور لڑکے کا ہاتھ اپنی جگہ پر لگا دیا اور للہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کی اے اللہ! والدہ کی حومت اور والدہ کی شفقت کی بدولت ان دونوں کو شفاء عنایت فرما کر میری عزت رکھ لے چنانچہ اللہ عزوجل نے دونوں کو شفاء عطا فرمادی اور وہ تندرست ہو گئے۔ (نزہۃ المجالس جلد اول صفحہ ۵۲۸ تا ۵۲۹)

ایک بیٹے کی باپ سے محبت کا واقعہ:

بیان کیا جاتا ہے ایک مرتبہ ہارون الرشید نے ایک لڑکے اور اس کے باپ کو قید خانے میں قید کر دیا۔ وہ شخص گرم پانی سے وضو کرنے کا عادی تھا مگر داروغہ جیل میں آگ جلانے سے مانع ہوا۔ لڑکے نے قید خانے کی قندیل پر پانی گرم کرکے والد کی خدمت میں پیش کر دیا۔ جب پتہ چلا تو داروغہ جیل نے قندیل بلندی پر لٹکا دی۔ دوسری رات لڑکے نے پانی کا برتن اپنے دل پر رکھ لیا اور حرارت قلبی و جسمانی کے باعث پانی قدرے گرم ہوا تو اس نے اپنے والد کو پیش کیا۔ باپ نے پوچھا تو نے اسے کیسے گرم کیا؟ اس نے کہا میں نے اسے اپنے دل پر رکھ کر گرم کیا۔ باپ نے بیٹے کی سعادت مندی دیکھی تو دعا کی اے اللہ! میرے بیٹے کو دوزخ سے بچانا۔

(نزہۃ المجالس جلد اول صفحہ ۵۲۴)

شیخ صفی الدین کا واقعہ:

شیخ ابو العباس کے تلمیذ رشید شیخ صفی الدین ابو منصور فرماتے ہیں کہ میرے استاد کی ایک صاحبزادی تھیں۔ حضرت کے اہل تعلق میں سے کئی لوگ اس سے شادی کی خواہش رکھتے تھے۔ حضرت کو اطلاع ہوئی تو انہوں نے فرمایا میری بیٹی سے نکاح کا

ارادہ کوئی نہ کرے کہ حق تعالیٰ نے اس کی پیدائش کے وقت ہی مجھے اس کے شوہر کی اطلاع فرمادی تھی اور میں اس کا منتظر ہوں۔

شیخ صفی الدین فرماتے ہیں میں اس وقت اپنے باپ کے ہمراہ رہتا تھا اور میرا باپ ملک اشرف کی وزارت پر فائز تھا اور ہم لوگ دریائے فرات کے پار رہتے تھے۔ ہم لوگ جب مصر میں داخل ہوئے تو ملک عادل نے میرے والد بزرگوار کو قاصد کی حیثیت سے مکہ معظمہ ابوعزیز کے پاس بھیجا تا کہ وہ یمن جا کر ملک مسعود بن ملک کامل کی مدد کریں۔ اس وقت مجھے شیخ ابوالعباس حرار کی خدمت میں حضوری اور ان کی مصاحبت کی سعادت ملی۔

میرا حال یہ تھا کہ بچپن ہی سے جب کبھی حضرت کا تذکرہ ہوتا تو ان کی صورت میرے سامنے ہوتی تھی۔ میں جب ان کے روبرو بیٹھا تو میری حالت بدل گئی۔ میں پہلے اچھی ہیئت میں تھا اور میرے پاس چمکدار زریں لباس اور سواری کا عمدہ خچر تھا مگر اب یہ حال ہوا کہ میں نے گھر اور سب کچھ کو خیرباد کہہ کر شیخ ہی کا ہو کر رہ گیا۔ میرے والد بڑے کروفر کے ساتھ مکہ معظمہ کی سفارت سے واپس آئے۔ ان کے استقبال اور ملاقات کے لئے مصر کے بہت سے لوگ خیمہ وخرگاہ کے ساتھ شہر کے باہر تک گئے۔ شیخ نے مجھ سے فرمایا اپنے والد کی ملاقات کے لئے جاؤ۔

میں نے عرض کیا آپ کے سوا میرا کوئی باپ نہیں اور میں آئندہ نہ ہی ان کی سواریوں پر بیٹھوں گا اور نہ ہی ان کے ساتھ کھانا کھاؤں گا۔ شیخ نے فرمایا وزیرزادہ کی شان وشوکت نہ سہی مگر فقیرانہ خستہ حالی کے ساتھ ہی چلے جاؤ چنانچہ میں نہایت ہی معمولی سی سواری پر بیٹھ کر پھٹے پرانے فقیرانہ کپڑوں کے ساتھ روانہ ہوا۔ میرے اعزہ میری یہ بری حالت دیکھ کر آنسو بہاتے تھے اور والد صاحب سے جب میں نے حاجیوں کے

مستقر پر ملاقات کی تو میں اکیلا تھا۔ میں نے انہیں سلام کیا مگر انہوں نے مجھے نہیں پہچانا۔ ان کے ساتھ سردارانِ فوج، احباب، غلام اور خدام بھی تھے اور ان میں سے کسی نے بھی مجھے نہیں پہچانا۔ پھر جب انہیں معلوم ہوا تو وہ حیران رہ گئے اور ان کا چہرہ فق ہو گیا۔ اللہ عزوجل انہیں اس کا اجر عطا فرمائے۔

اس کے بعد میرے خویش واقارب، رشتہ دار اور بھائی جو استقبال کے لئے آئے تھے ان سے ملے اور سب اکٹھے ہو گئے۔ میں اکیلا ایک کونے میں کھڑا رہا۔ وہ لوگ جب ان کی قیام گاہ پر پہنچے تو شہر سے ان کے لئے جو تحائف، کھانے وغیرہ لائے تھے پیش کئے گئے۔ ان کے ہمراہ جتنے لوگ تھے اور جو حضرات ملنے کی غرض سے آئے تھے سب دستر خوان پر یکجا ہو گئے اور میں تنہا الگ رہا۔ میں سخت گریہ وزاری میں مبتلا تھا اور اس قیدی کی مانند تھا جو اپنے اہل وعیال سے الگ کئے جانے کے وقت آہ وزاری کرتا ہے۔

شیخ صفی الدین فرماتے ہیں بالآخر میرے والد نے مجھے دھمکی دی اگر میں اپنی حالت نہیں بدلوں گا تو وہ مجھے قید کر دیں گے۔ میں نے یہ بات حضرت کو بتائی تو انہوں نے مجھے اپنی خانقاہ سے نکال دیا اور فرمایا اپنے باپ کے پاس جاؤ اور یہاں نہ آنا۔ میں اس حالت میں ایک عرصہ تک گریہ وزاری کرتا رہا اور لیلیٰ مجنوں کا یہ شعر پڑھتا رہا۔

جُنِنَّا بِلَيْلٰى ثُمَّ جُنَّتْ بِغَيْرِنَا
وَ اُخْرٰى بِنَا مَجْنُوْنَةٌ لَا نُرِيْدُهَا

ترجمہ: "میں لیلیٰ پر دیوانہ ہوا تو وہ کسی اور پر پاگل ہوگئی اور ایک مجھ پر بھی فریفتہ ہوگئی ہے جسے میں نہیں چاہتا۔"

شیخ صفی الدین فرماتے ہیں اس وقت مجھے اللہ عزوجل کی جانب سے شیخ کے مقصد کا انکشاف ہوا کہ وہ میری سچائی اور خلوص کی آزمائش کرنا چاہتے ہیں تاکہ میرے معاملے میں وہ اپنی خواہش اور ارادے سے بری الذمہ ہو جائیں۔ اس وقت میرا دل ان کی جانب سے صاف ہو گیا اور میں والد کے مکان کے ایک گوشہ میں جا کر بیٹھ رہا اور قسم کھائی کہ جب تک شیخ کا حکم نہ ہو کھانے پینے اور سونے کے قریب بھی نہ جاؤں گا اور نہ ہی یہاں سے باہر نکلوں گا۔ والد صاحب تک میری بات پہنچ گئی کہ شیخ نے مجھے اپنے پاس سے بھگا دیا ہے اور میں نے ایسی ایسی قسم کھا رکھی ہے۔

انہوں نے کہا اسے چھوڑ دو، بھوک پیاس لگے گی تو خود کھائے پیئے گا۔ میں تیسرے روز بھی جب اپنی قسم پر قائم رہا تو وہ سو کر بیدار ہوئے اور کہا اس سے کہہ دو کہ میں شیخ ہی کے پاس چلا جاؤں اور جو چاہے وہ کرے۔ میں نے کہا میں نہیں جاؤں گا اور اگر والد یہی چاہتے ہیں تو مجھے اپنے ساتھ ان کی خدمت میں لے کر جائیں۔

میرا مقصد شیخ کی عزت افزائی تھی اور میرے والد راضی ہو گئے۔ وہ مجھے لے کر پیدل ان کی مسجد میں پہنچے۔ انہوں نے حضرت شیخ کی دست بوسی کی اور کہا یہ آپ کا لڑکا ہے اسے جو چاہیں کریں اور میری خواہش تو یہ تھی کہ اس کی جگہ میں خود آپ کی خدمت کرتا۔ شیخ نے فرمایا مجھے امید ہے اللہ عزوجل اس فرزند کے ذریعے آپ کو نفع دے گا۔

شیخ صفی الدین فرماتے ہیں پھر میرے والد نے مجھے حضرت شیخ کے حوالے کر دیا اور واپس چلے گئے۔

أَعْظَمَ اللهُ أَجْرَهُ وَجَزَاهُ عَنِّيْ خَيْرًا

شیخ صفی الدین فرماتے ہیں اس کے بعد میں نے ایک ماہ تک انہیں نہیں دیکھا اور میری خدمت یہ تھی کہ روزانہ دو گھڑے پانی سے بھرے ہوئے ننگے پاؤں

حضرت شیخ کے گھر لے جاتا تھا۔لوگ مجھے یہ کام کرتے دیکھتے تو میرے والد سے جا کر شکایت کرتے اور میرے والد انہیں یہ جواب دیتے میں نے اسے اللہ عزوجل کے واسطے چھوڑ دیا ہے اور اللہ عزوجل سے امید رکھتا ہوں کہ اس کا یہ ثواب برباد نہیں ہوگا اور دعا کرتا ہوں کہ اسے اپنی شان کے لائق اجر عطا فرمائے گا۔پھر والد صاحب کا انتقال ہو گیا اور میں نے خواب میں دیکھا کہ شیخ فرماتے ہیں۔

"اے صفی الدین! میں نے اپنی بیٹی کا نکاح تم سے کر دیا۔"

شیخ صفی الدین فرماتے ہیں میں جب بیدار ہوا تو حیران تھا اور شرم وحیاء کے باعث اس بات کی خبر شیخ کو نہیں دے سکتا تھا۔پھر خیال آیا کہ اگر نہیں بتاؤں گا تو یہ خیانت ہوگی اور میں نے ان کی کوئی بات دیکھی اور انہیں نہ بتائی۔اسی کشمکش میں تھا کہ حضرت شیخ نے مجھے دیکھا اور فرمایا تو نے کیا خواب دیکھا ہے؟ میں حیران رہ گیا اور کچھ نہ کہہ سکا۔انہوں نے فرمایا تمہیں زبان کھولنی چاہیئے۔میں نے جو دیکھا تھا وہ انہیں بتا دیا۔انہوں نے فرمایا بیٹے! یہ ازل سے ہو چکا تھا (یا اسی مفہوم کا کوئی جملہ ادا فرمایا) اور اپنی بیٹی کا عقد میرے ساتھ کر دیا۔

وہ صاحبزادی عارفہ تھیں اور ان کے چہرے پر ایسا نور تھا کہ کسی دیکھنے والے کو ان کی ولایت اور ان کے جنتی ہونے میں شبہ نہ رہتا تھا۔ان سے کئی اولادیں ہوئیں اور سب فقراء وفقہاء ہوئے اور ہم ان کی برکت کے سائے میں ان کے والد کے انتقال کے بعد کئی سال تک رہے۔وہ نہایت کشف والی تھیں اور موت سے ایک سال قبل اپنی موت کی خبر دے دی تھی اور اپنی موت کے قریب پیش آنے والے واقعات سے پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا جو اسی طرح رونما ہوئے۔جب ان پر جان کنی کا عالم تھا تو وہ کہتی تھیں۔

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ (الفجر: ۲۷تا۳۰)

ترجمہ: "اے نفس مطمئنہ! لوٹ اپنے رب کی طرف اس حال میں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔ پھر میرے (خاص) بندوں میں شامل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔"

شیخ صفی الدین فرماتے ہیں اس کا ورد کرتے ہوئے ان کی روح جسم سے پرواز کر گئی۔ (روح الریاحین)

باپ کے کہنے پر عمل نہ کرنا پریشانی کا باعث بنا:

ایک پہلوان جو گردشِ زمانہ سے سخت پریشان تھا اور اس کا خرچ زیادہ جبکہ آمدن کم تھی۔ وہ مفلسی اور قلاشی کے ہاتھوں عاجز ہو کر باپ کے پاس گیا اور شکایت زمانہ کرتے ہوئے اس سے سفر پر جانے کی اجازت چاہی تاکہ اپنی قوتِ بازو سے کام لے کر گوہر مقصود حاصل کر سکے یعنی اپنی تنگدستی کو آسودہ حالی میں بدل سکے۔ باپ نے کہا اے بیٹے! یہ فضول خیال دل سے نکال دے اور سلامتی کے لئے قناعت کر کے گھر میں بیٹھ جا کیونکہ داناؤں کا قول ہے کہ دولت کوشش سے نہیں ملتی۔

بیٹے نے کہا ابا جان! سفر کے بہت سے فائدے ہیں مثلاً تفریح طبع اور مختلف ملکوں کی سیر اور عجیب و غریب چیزوں کا دیکھنا اور سننا، مرتبہ اور ادب کا حاصل کرنا، منافع کمانے اور دولت میں اضافہ کرنے کے ذرائع میسر آنا، دوستوں کی ملاقات، قسم قسم کے لوگوں سے واقفیت اور زمانے کے نشیب و فراز کا تجربہ وغیرہ وغیرہ۔

باپ نے کہا جانِ پدر! سفر کے فوائد جیسا کہ تو نے بیان کئے ہیں بے شمار ہیں

مگر یہ صرف پانچ قسم کے لوگ ہی یقینی طور پر حاصل کر سکتے ہیں۔

اوّل وہ سوداگر جس کو خدا نے دولت، حشمت، غلام، کنیزیں اور مستعد خدام دے رکھے ہیں اور وہ ہر روز ایک نئے شہر میں جاتا ہے اور ہر رات ایک نئی جگہ مقیم ہوتا ہے اور ہر وقت دنیا کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتا ہے۔

دوسرا وہ عالم جو اپنے شیریں کلام، قوتِ فصاحت اور مایہ بلاغت کے ساتھ جہاں کہیں جاتا ہے لوگ اس کی خدمت میں حاضر ہوتے اور تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔

تیسرا وہ خوبرو کہ صاحب دل لوگ اس سے ملنے کی خواہش کریں۔ بزرگوں نے کہا ہے تھوڑا سا حسن و جمال بہت سے زر و مال سے بہتر ہے اور کہتے ہیں کہ خوبصورت چہرہ زخمی دلوں کا مرہم ہے اور بند دروازوں کی کنجی ہے۔ بلاشبہ اس کی صحبت کو لوگ سب جگہ غنیمت سمجھتے ہیں۔

چوتھا وہ خوش آواز کہ اپنے داؤدی گلے سے بہتے پانی کو روک دیتا ہے اور پرندوں کو اڑنے سے باز رکھتا ہے۔ اپنی اس خداداد صلاحیت سے وہ مشتاقوں کے دل شکار کرتا ہے اور باشعور لوگ اس کی صحبت میں بیٹھنے کی خواہش کرتے ہیں اور ہر طرح سے اس کی خدمت بجالاتے ہیں۔

پانچواں وہ صاحب ہنر جو اپنی قوتِ بازو سے روزی حاصل کرتا ہے اور روٹی کے ایک لقمہ کے لئے اپنی عزت و آبرو کا سودا نہیں کرتا۔

اے بیٹے! یہ صفات جو میں نے بیان کی ہیں سفر میں دلجمعی اور حسن گزران کا باعث بنتی ہیں۔ جو شخص ان صفات سے محروم ہے وہ محض خوش فہمی میں مبتلا ہو کر سفر کرتا ہے اور کوئی دوسرا اس کا نام و نشان بھی نہیں سنتا ہے۔

پہلوان بیٹے نے کہا ابا جان! میں داناؤں کے قول کی مخالفت کیسے کروں جو

کہہ گئے ہیں کہ رزق اگرچہ قسمت میں لکھا ہوتا ہے مگر اس کے حاصل کرنے کے لئے تگ و دو ضروری ہے اور مصیبت بھی اگرچہ قسمت میں لکھی ہوتی ہے لیکن اس کو جان بوجھ کر دعوت دینے سے پرہیز کرنا واجب ہے۔ میری کیفیت یہ ہے کہ مست ہاتھی پر حملہ کر سکتا ہوں اور غضبناک شیر سے پنجہ آزمائی کر سکتا ہوں۔ اے پدرِ بزرگوار! بہتر یہی ہے میں سفر کروں کیونکہ مفلسی کے مصائب جھیلنا میری طاقت سے باہر ہے۔

یہ کہہ کر اس پہلوان نے باپ سے دعا کی درخواست کی اور چل پڑا۔ چلتے چلتے وہ ایک تند و تیز دریا کے کنارے پر پہنچا۔ وہاں اس نے دیکھا کہ کچھ آدمی سامانِ سفر باندھے ایک کشتی پر بیٹھے ہیں۔ ملاح نے ان سے دریا عبور کرنے کی اجرت پہلے ہی لے لی تھی۔ اس نوجوان کے پلے پیسہ تو تھا ہی نہیں لہٰذا ملاح کی خوشامد کرنے لگا کہ وہ اسے بغیر اجرت کے کشتی میں بٹھا لے۔

ملاح نے اس کی خوشامد کا جواب اس کا مذاق اڑا کر دیا اور کہا بغیر روپے کے زور کچھ معانی نہیں رکھتا۔ تو دس آدمیوں کے زور کی بجائے ایک آدمی کا کرایہ نکال اور کشتی میں بیٹھ جا۔ کشتی پر بیٹھے ہوئے لوگوں نے بھی اس کی خوشامد اور رونے پیٹنے پر مطلق رحم نہ کھایا اور کشتی چل پڑی۔ اسے سخت غصہ آیا اور اس نے ملاح سے بدلہ لینے کی ٹھانی اور پکار کر کہا اگر میرے جسم کے کپڑے کرایہ کے عوض قبول کر لے تو میں یہ کپڑے دے سکتا ہوں۔

ملاح لالچ میں کشتی کو واپس کنارے پر لے آیا اور اس نے ملاح کو کشتی سے نکال کر پیٹنا شروع کر دیا۔ ملاح کا دوست اس کی مدد کے لئے کشتی سے باہر آیا مگر اس کا بھی وہی حال ہوا۔ ناچار انہوں نے مصلحت اسی میں دیکھی کہ اس شہ زور پہلوان سے صلح کر لیں اور اسے بغیر اجرت کے دریا کے پار لے جائیں چنانچہ وہ اس کے پاؤں

پر گر پڑے اور منت سماجت کر کے اسے کشتی پر بٹھا لیا۔

دریا میں ایک جگہ یونان کی کسی شکستہ عمارت کا ایک ستون تھا کشتی جب اس کے نزدیک پہنچی تو ملاح نے کہا کشتی میں ایک خرابی پیدا ہوگئی ہے تم میں سے کوئی ایسا آدمی جو بہت طاقتور ہو اس ستون پر چڑھ جائے اور کشتی کی رسی کو پکڑ کر اسے روک رکھے تاکہ اس دوران ہم اس کی مرمت کر لیں۔ وہ پہلوان جو اپنی طاقت پر گھمنڈ کر رہا تھا اس نے آزردہ دل دشمن کا خیال نہ کیا اور داناؤں کے اس قول کو فراموش کر دیا کہ جس کو تو نے دلی رنج پہنچایا ہے اس کے بعد اگر تو اس کو سو آرام پہنچائے تو اس ایک رنجش سے بے خوف نہ ہونا کیونکہ تیر زخم سے باہر نکل جاتا ہے مگر اس کا درد دل میں باقی رہتا ہے۔ وہ پہلوان کشتی کی رسی کو بازو پر لپیٹ کر اس ستون پر چڑھ گیا۔ ملاح نے رسی اس کے ہاتھ سے چھڑا لی اور کاٹ دی اور کشتی چلا دی۔

پہلوان بے چارہ حیران رہ گیا۔ دو دن سخت مصیبت اٹھائی اور تیسرے دن نیند نے غلبہ کیا اور اسے پانی میں گرا دیا۔ ایک رات اور ایک دن ہاتھ پاؤں مارنے کے بعد بہزار دقت کنارے پر پہنچا۔ زندگی کی کچھ رمق باقی تھی۔ درختوں کے پتے اور گھاس توڑ کر کھانے لگا یہاں تک کہ جسم میں کچھ قوت آئی۔ وہ وہاں سے آگے روانہ ہوا اور راستے میں جب اسے شدید پیاس محسوس ہوئی تو ایک کنوئیں پر پہنچا۔ اس کنوئیں کے گرد کچھ لوگ جمع تھے اور وہ لوگ ایک پیسہ دے کر تھوڑا سا پانی پیتے تھے۔

اس پہلوان کے پاس پیسے تو تھے نہیں چنانچہ اس نے اپنی بے کسی اور بے مائیگی کا اظہار کر کے پانی طلب کیا لیکن کسی نے اس پر رحم نہ کیا۔ اس نے تنگ آ کر پانی فروخت کرنے والوں میں سے ایک کو زدوکوب کیا۔ یہ دیکھ کر بہت سے آدمی اس سے لپٹ گئے اور خوب پیٹا یہاں تک کہ وہ زخمی ہو گیا۔ ناچار وہ ایک قافلے کے پیچھے ہو لیا۔

رات کو قافلہ ایک ایسے مقام پر پہنچا جہاں چوروں کا زبردست خطرہ تھا۔

پہلوان نے دیکھا کہ قافلے والے خوفزدہ ہیں اور موت کو سامنے دیکھ کر کانپ رہے ہیں تو اس نے کہا فکر کی کوئی بات نہیں ہے میں تنہا پچاس آدمیوں کا مقابلہ کر سکتا ہوں۔ یہ سن کر اہل قافلہ کی جان میں جان آئی اور ان کے حوصلے بڑھ گئے۔ انہوں نے اسے خوب کھلایا پلایا اور اس کے قل ھو اللہ احد پڑھتے ہوئے معدے نے بھوک اور پیاس سے نجات پائی تو وہ لمبی تان کر سو رہا۔ ان لوگوں میں ایک جہاندیدہ بوڑھا بھی تھا اس نے کہا مجھے تو ان چوروں سے اتنا خطرہ محسوس نہیں ہوتا جتنا تمہارے رہبر سے ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ایک غریب کے پاس تھوڑے سے درہم جمع ہو گئے تو اس کو چوروں کے ڈر سے گھر میں اکیلے نیند نہ آتی تھی۔ اس نے اپنے دوستوں میں سے ایک کو اپنے گھر بلا لیا تاکہ رات مل کر گزاریں۔ ایک ایک اور دو گیارہ۔

چند راتوں کے بعد اس دوست کو اس غریب کے درہموں کا پتہ چل گیا اور ایک دن وہ انہیں لے کر نو دو گیارہ ہو گیا۔ لوگوں نے صبح کو اس غریب کو روتے پیٹتے دیکھا تو پوچھا کہ شاید تیرے درہم چور لے گیا ہے؟ وہ کہنے لگا خدا کی قسم! میرا رہبر (دوست) لے گیا ہے اور تم کیا جانو کہ یہ پہلوان بھی انہی چوروں سے ہو جو مکر و فریب سے ہمارے درمیان آ گیا ہے تاکہ موقع پا کر اپنے دوسرے ساتھیوں کو خبر کر دے۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ اسے یہیں سوتا چھوڑ دیں اور ہم چلتے بنیں۔ اہل قافلہ کو مشورہ پسند آیا اور وہ سامانِ سفر باندھ کر وہاں سے چل دیئے۔ جب کافی دن چڑھ گیا تو پہلوان بیدار ہوا۔ اردگرد دیکھا تو ہو کا عالم تھا اور قافلے کا کہیں نام و نشان بھی نہ تھا وہ سر پیٹ کر رہ گیا۔ پہلوان بے چارہ اِدھر اُدھر بہت گھوما لیکن قافلے کا پتہ نہ چلا۔ آخر بھوک اور پیاس سے نڈھال ہو کر ایک جگہ گر پڑا اور موت کا انتظار کرنے لگا۔ اس وقت اس کی زبان پر یہ اشعار جاری تھے۔

مَنْ ذَا یُحَدِّثُنِیْ وَ تَدْمَرَّ الْعِیْسُ

مَا لِلْغَرِیْبِ سِوَی الْغَرِیْبِ اَنِیْسُ

ترجمہ: "کون ہے جو مجھ سے باتیں کرے اور حال یہ ہے کہ اونٹ سب چل دیئے نہیں ہے سوائے مسافر کے مسافر کا کوئی ساتھی۔"

درشتی کند بر غریباں کسے

کہ نابودہ باشد بغربت بسے

ترجمہ: "مسافروں پر وہی شخص سختی کرتا ہے جس نے کبھی مسافرت یعنی غریب الوطنی کا مزہ نہ چکھا ہو۔"

اتفاقاً وہاں ایک شہزادہ شکار کھیلتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے جدا ہو کر آنکلا اور اس نے جب اس خستہ حال پہلوان کو یہ شعر پڑھتے سنا اور اس کی پاکیزہ صورت دیکھی تو ٹھٹک کر اس کے سرہانے کھڑا ہو گیا اور پریشان حالی کی وجہ پوچھی۔

پہلوان نے جو کچھ اس پر بیتی تھی اسے سنا دی۔ شہزادے کو اس کی بدحالی پر رحم آ گیا اور اس نے اسے خلعت اور انعام سے نوازا۔ پھر ایک بھروسے کا آدمی اس کے ساتھ کر دیا یہاں تک کہ وہ اپنے شہر واپس پہنچ گیا۔ باپ اسے دیکھ کر بہت خوش ہوا اور اس کے زندہ سلامت واپس لوٹنے پر اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا۔

پہلوان نے رات کو جو اس پر سفر میں بیتی تھی، کشتی کے حالات، ملاح کا ظلم، کنوئیں پر لوگوں کی زیادتی اور قافلے والوں کی بے وفائی الغرض تمام حالات باپ کو سنائے۔ وہ بولا میں نے تجھ سے سفر پر جاتے ہوئے کہا تھا کہ مفلسوں کی دلیری کے ہاتھ بندھے ہوتے ہیں اور ان کی شجاعت کا پنجہ ٹوٹا ہوتا ہے۔ وہ بولا ابا جان! یقیناً جب تک

آپ تکلیف نہیں اٹھاتے آپ کو خزانہ نہیں ملتا اور جب تک جان کو خطرے میں نہیں ڈالتے دشمن پر فتح حاصل نہیں ہوتی اور جب تک دانہ نہیں بوئیں گے خرمن نہیں اٹھائیں گے۔ آپ نے دیکھا کہ تھوڑی سی تکلیف اٹھانے کے بعد مجھے کس قدر راحت ملی ہے اور ایک ڈنک کھا کر شہد کا کس قدر ذخیرہ میں اپنے ساتھ لایا ہوں۔

غواص گر اندیشہ کند کام نہنگ
ہرگز نکند در گراں مایہ بچنگ

ترجمہ: ”غوطہ خور اگر مگرمچھ کے منہ سے خوف کرلے تو کبھی قیمتی موتی حاصل نہ کر سکے۔“

باپ نے بیٹے کی بات سنی تو کہا آسمان نے اس مرتبہ تیری مدد کی اور اقبال نے تیری رہبری کی کہ ایک دولت مند تیرے پاس آ گیا اور انعام واکرام سے نوازا مگر ایسا اتفاق شاذ و نادر رہتا ہے اور اتفاقی باتوں پر تکیہ نہیں کرنا چاہیے۔

کہتے ہیں کہ فارس کے بادشاہ کے پاس ایک انگوٹھی تھی جس میں ایک نگینہ جڑا ہوا تھا۔ ایک مرتبہ باشاہ چند مصاحبوں کے ساتھ شیرازی کی عیدگاہ میں سیر کرنے گیا وہاں جا کر حکم دیا کہ انگوٹھی کو مرحوم شاہ عضدالدین کے مقبرے کے گنبد پر قائم کیا جائے اور لوگ اس پر تیراندازی کی مشق کریں۔ جس شخص کا تیر اس انگوٹھی کے حلقہ سے گزر گیا یہ انگوٹھی اسے دے دی جائے گی۔

اس وقت بادشاہ کے ساتھ چار سو ماہر تیر انداز تھے ان سب نے انگوٹھی پر تیر چلائے مگر سب کا نشانہ خطا ہوا۔ ایک چھوٹا بچہ ایک نواحی مکان کی چھت پر تیر اندازی کی مشق کر رہا تھا اتفاق سے اس کا تیر اس انگوٹھی کے حلقے سے گزر گیا۔ بادشاہ نے اس بچے کو خلعت اور انعام دیا اور حسب وعدہ انگوٹھی بھی اسے دے دی۔

اس بچے نے انعام واکرام لے کر تیر و کمان جلا دیئے۔لوگوں نے کہا تو نے ایسا کیوں کیا؟ وہ بولا اس لئے کہ میرا بھرم بنا رہے۔

گہ بود کز حکیم روشن رائے
بر نیاید درست تدبیرے

گاہ باشد کہ کود کے ناداں
بغلط بر ہدف زند تیرے

"کبھی ایسا ہوتا ہے کہ روشن دماغ دانا سے تدبیر نہیں ہوتی اور کبھی ایسا ہوتا ہے نادان بچہ غلطی سے نشانہ پر تیر مار دیتا ہے۔"

(سچی حکایات)

مرحوم والدین کی خدمت

والدین اپنی زندگی میں اپنی اولاد اور عزیز و اقارب کی اتنی خدمت کر جاتے ہیں کہ مرنے کے بعد بھی ان کا حق بنتا ہے کہ اولاد ان کے لئے وہ اعمال کرے جس سے انہیں قبر میں راحت حاصل ہو۔

اولاد کا والدین کے لئے اس طرح کرنا خدمت کے مترادف ہوگا کیونکہ ماں باپ اپنے بچوں کی پرورش اور تربیت کے لئے بڑی تکلیفیں برداشت کرتے ہیں۔ بڑی محنت سے کما کر ان کی گزراوقات کا بندوبست کرتے ہیں۔ ان کو پروان چڑھا کر ان کی شادیاں کرتے ہیں۔

غرضیکہ زندگی بھر ان کے لئے بہت کچھ کرتے ہیں تو اس کے بدلے میں اگر اولاد عمر بھر ان کی خدمت کرے تب بھی ان کی خدمت کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ایک مومن زندگی بھر ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرتا ہے لیکن جب ماں باپ دنیا سے رخصت ہوتے ہیں تو وہ یہی سوچتا ہے کہ ہائے میں کچھ نہ کرسکا اور چاہتا ہے کہ ایسی صورتیں پیدا ہوتیں کہ میں ان کی وفات کے بعد ان کی روح کو خوش کرسکتا اور اپنے جذبات کی تسکین کا سامان کرسکتا۔ یہی مومنانہ جذبات سوال کی شکل میں حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک شخص نے پیش کئے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ان کی

وفات کے بعد بھی ان کے ساتھ سلوک کر سکتے ہو اور سلوک کی چار صورتیں بیان فرمائیں۔

عَنْ اَبِیْ اُسَیْدِ السَّاعِدِیِّ قَالَ بَیْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَآءَهُ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ سَلِمَةَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللهِ هَلْ بَقِیَ مِنْ بِرِّ اَبَوَیَّ شَیْئٌ اَبَرُّهُمَا بِهٖ بَعْدَ مَوْتِهِمَا قَالَ نَعَمْ اَلصَّلٰوةُ عَلَیْهِمَا وَالْاِسْتِغْفَارُ لَهُمَا وَ اِنْفَاذُ عَهْدِهِمَا مِنْ بَعْدِهِمَا وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِیْ لَا تُوْصَلُ اِلَّا بِهِمَا وَ اِكْرَامُ صَدِیْقِهِمَا (سنن ابن ماجہ جلد دوم حدیث ۱۴۵۸)

ترجمہ: "حضرت ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے قبیلہ بنو سلمہ کا ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ماں باپ کے ساتھ سلوک و نیکی کرنے کو میرے لئے کچھ باقی ہے کہ ان کے مرنے کے بعد اسے کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! ان کے لئے استغفار کرنا اور ان کی وصیت کو پورا کرنا اور ان کے رشتہ داروں سے سلوک کرنا کہ وہ ان ہی کے سبب سے ہیں اور ماں باپ کے دوستوں کی عزت کرنا۔"

مرحوم ماں باپ کے لئے دعائے مغفرت:

انسانی زندگی کا سب سے بڑا مقصد یہی ہے کہ انسان کو مغفرت حاصل ہو اور اللہ عزوجل ہمارے تمام گناہ بخش دے۔ مغفرت طلب کرنے کا نام استغفار ہے۔ اللہ

عزوجل سے مغفرت طلب کرنے کی تین صورتیں ہیں۔ پہلی صورت یہ ہے اپنے لئے مغفرت طلب کی جائے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ دوسرے زندہ مومن بھائیوں کے لئے اللہ عزوجل سے مغفرت مانگی جائے اور تیسری صورت یہ ہے کہ جو مسلمان بھائی دنیا سے تشریف لے گئے ہیں خواہ وہ اپنے اعزہ واقارب ہوں یا دوسرے ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

مسلمانوں کے لئے دعائے مغفرت کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰﴾ (الحشر:۱۰)

ترجمہ: ”اور وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ۔ اے ہمارے رب! بے شک تو نہایت مہربان والا ہے۔“

ایک اور موقع پر ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴿۴۱﴾ (ابراہیم:۴۱)

ترجمہ: ”اے ہمارے رب! مجھے اور میرے والدین اور مومنین کو بخش دینا جس دن حساب کیا جائے گا۔“

اپنے علاوہ دوسرے مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے بخشش اور معافی طلب کرنے کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ اسْتَغْفَرَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ كَتَبَ اللهُ لَهُ بِكُلِّ مُؤْمِنٍ وَّ مُؤْمِنَةٍ حَسَنَةً (طبرانی)

ترجمہ: "حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جو شخص مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لئے استغفار کرے اللہ عزوجل اس کے لئے ہر مومن اور مومنہ کے استغفار کے عوض ایک نیکی لکھ دے گا۔"

جب والدین اس دنیا سے کوچ کر گئے ہوں تو ان کے لئے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعائے مغفرت کی جائے جس سے ان کے سامانِ بخشش میں اضافہ ہوتا ہے اور اس کے متعلق حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ذیل ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الْمَيِّتُ فِي الْقَبْرِ إِلَّا كَالْغَرِيْقِ الْمُتَغَوِّثِ يَنْتَظِرُ دَعْوَةً تَلْحَقُهُ مِنْ اَبٍ اَوْ اُمٍّ اَوْ اَخٍ اَوْ صَدِيْقٍ فَإِذَا لَحِقَتْهُ كَانَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَ اِنَّ اللهَ تَعَالٰى لَيُدْخِلُ عَلٰى اَهْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَاءِ اَهْلِ الْاَرْضِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ وَ اِنَّ

هَدِيَّةُ الْاَحْيَآءِ اِلَى الْاَمْوَاتِ الْاِسْتِغْفَارُ لَهُمْ

(بیہقی شریف)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبر میں مردہ کی حالت ڈوبتے ہوئے فریاد کرنے والے کی ہوتی ہے اور وہ دعاؤں کا انتظار کرتا ہے خواہ وہ ماں باپ کی طرف سے ہو یا بھائی اور دوست کی طرف سے اور جب یہ دعا اس مردہ کو پہنچتی ہے تو وہ اس کو دنیا و مافیہا سے زیادہ عزیز ہوتی ہے اور بے شک رب کریم دنیا والوں کی دعائیں مردوں کو پہاڑوں کی طرح کر کے پہنچاتا ہے اور زندوں کا اپنے مردوں کی طرف تحفہ ان کے لئے مغفرت کی طلب ہوتی ہے۔"

اس حدیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مردوں کے لئے دعائے استغفار کرنی چاہئے کیونکہ استغفار سے انہیں عالم قبر میں راحت ملتی ہے۔ اگر کسی مردہ کو عذابِ قبر ہو رہا ہو تو اس میں تخفیف ہو جاتی ہے اور جو نیک ہوتے ہیں ان کے مراتب میں اضافہ ہوتا ہے۔

ایسے ہی ایک اور حدیث میں مرحوم ماں باپ کے لئے دعائے مغفرت کی تاکید کی گئی ہے لہٰذا اگر کسی کے والدین اس دنیا سے فوت ہو گئے ہوں تو ان کی اولاد اگر ان کے لئے دعائے مغفرت کرے تو انہیں قبر میں بہت فائدہ پہنچتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اس کے متعلق ذیل ہے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اِنَّ الْعَبْدَ لَیَمُوْتُ وَالِدَاہُ اَوْ اَحَدُھُمَا وَ اِنَّہٗ لَھُمَا لَعَاقٌّ فَلَا یَزَالُ یَدْعُوْ لَھُمَا وَ یَسْتَغْفِرُ لَھُمَا حَتّٰی یَکْتُبَہُ اللّٰہُ بَارًا

ترجمہ: "حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک بندے کے والدین فوت ہو جاتے ہیں یا ان میں سے ایک اور وہ ان کا نافرمان تھا لیکن ہمیشہ ان دونوں کے لئے دعا اور استغفار کرتا رہے تو آخرکار اللہ اسے نیک لوگوں میں لکھ لیتا ہے۔" (بیہقی شریف)

لہٰذا نیک اولاد ماں باپ کے لئے باعث رحمت ہے۔ اسی طرح دوستوں یا دیگر رشتہ داروں کی دعائے مغفرت سے میت کو ثواب پہنچتا ہے اور یقیناً یہ مردوں کے لئے ایک نہایت ہی قیمتی تحفہ کی حیثیت رکھتی ہے لہٰذا ہر مسلمان کو تمام مسلمانوں کے لئے دعائے مغفرت کرنی چاہئے۔ یہ یاد رہے کہ بدنی عمل مثلاً فرض نماز اور روزہ خود اپنے ہی ادا کرنے سے ادا ہوتا ہے لیکن ثواب مرنے کے بعد بھی میت کو پہنچتا رہتا ہے لہٰذا صدقہ وخیرات یا محض دعا و استغفار کے ذریعہ میت کے لئے دعائے مغفرت کرنی چاہئے۔

دعائے مغفرت کا فوت شدہ حضرات کو ایک فائدہ یہ بھی پہنچتا ہے کہ نیک بندوں کے لئے دعائے مغفرت درجات کی بلندی میں اضافہ کرتی ہے اس کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ لَیَرْفَعُ الدَّرَجَۃَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ

فِی الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اَنّٰى لِىْ هٰذِهٖ فَيَقُوْلُ بِاِسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ (مسند امام احمد)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ عزوجل جنت میں نیک بندہ کا درجہ بلند فرمادیتا ہے۔ وہ عرض کرتا ہے اے رب! یہ درجہ مجھے کہاں سے ملا؟ اللہ عزوجل فرماتا ہے تیری اولاد نے جو تیرے لئے مغفرت کی دعا کی یہ اس کی وجہ سے ہے۔"

یہی بات ایک اور حدیث میں یوں بیان ہوئی ہے۔

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْقِنْطَارُ اثْنَا عَشَرَ اَلْفَ اَوْقِيَةً كُلُّ اَوْقِيَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الرَّجُلَ لَتُرْفَعُ دَرَجَتُهٗ فِى الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ مَا لِهٰذَا فَيُقَالُ لِاِسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ

(سنن ابن ماجہ جلد دوم حدیث ۱۳۵۴)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایک قنطار بارہ ہزار اوقیہ کا ہوتا ہے اور ہر اوقیہ زمین و آسمان کی تمام چیزوں سے بہتر ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انسان کا درجہ جنت میں بلند کر دیا جاتا ہے اور وہ اسے دیکھ کر کہتا ہے یہ درجہ کس طرح بلند ہوا؟ ارشاد ہوتا ہے یہ تیری اولاد کی مغفرت کی وجہ سے ہوا ہے۔"

والدہ کے لئے طلب مغفرت:

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شب ہم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے تو آپ رضی اللہ عنہ نے یوں دعا فرمائی اے اللہ! ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اور میری یعنی حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کی ماں کی اور جو ان کے لئے مغفرت طلب کرے ان سب کی مغفرت فرمادے۔

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم ان کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں تاکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی دعا میں داخل ہو جائیں۔

نمازوں کے بعد دیگر مواقع پر پروردگار سے رو رو کر دعا کیجئے کہ اے اللہ! میرے ماں باپ کی مغفرت فرمادے۔ ان کے گناہوں کو ڈھانپ لے اور انہیں وہ کچھ دے جو تو اپنے بندوں اور بندیوں کو دیتا ہے۔

اے اللہ! جب ہم ان کی مدد اور شفقت اور پرورش کے محتاج تھے تو انہوں نے اپنا سب کچھ ہم پر قربان کر دیا۔ اپنے دن کا عیش اور رات کا آرام ہمارے لئے ختم کر دیا۔ اے رب! اب وہ تیرے حضور میں ہیں اور اس سے کہیں زیادہ وہ تیری رحمت اور نظر کرم کے محتاج ہیں جتنے کہ بچپن کی بے بسی میں ہم ان کے محتاج تھے۔

اے رب! تو انہیں اپنی رحمت کے سائے میں لے لے اور اپنی رضا کے گھر جنت میں ان کا ٹھکانہ بنا دے۔

ہونا تو یہی چاہئے کہ آپ زندگی بھر ماں باپ کی اطاعت کرتے رہیں، ان کے ساتھ نیک سلوک کرتے رہیں اور انہیں خوش رکھنے کی کوشش کرتے رہیں لیکن آپ کی تمام کوششوں کے باوجود اگر وہ آپ سے راضی نہ رہ سکیں اور ناخوش ہی دنیا سے رخصت ہو چکے ہوں تو اب بھی اللہ عزوجل کی رحمت کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور اس کی

تلافی ہو سکتی ہے۔ وہ اس طرح کہ آپ ان کے لئے برابر دعائے مغفرت کرتے رہیں۔ اس دعا اور استغفار کے نتیجے میں توقع ہے کہ اللہ عزوجل آپ کی غلطی سے درگزر فرمائے گا اور آپ کو اپنے نیک بندوں میں شمار فرمائے گا۔ اللہ عزوجل کے فضل و کرم سے مومن کو کبھی مایوس نہیں ہونا چاہئے۔

ایصالِ ثواب کے لئے نماز اور روزہ:

احادیث میں یہ بھی ملتا ہے کہ فوت شدہ والدین کے ایصالِ ثواب کے لئے نفل نماز پڑھی جائے اور نفلی روزہ رکھا جائے۔

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنے والدین کے ساتھ زندگی میں نیک سلوک کرتا تھا اب وہ فوت ہو گئے ہیں اب ان کے ساتھ حسن سلوک کی کوئی صورت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فوت ہونے کے بعد یہ بھی نیک سلوک ہے کہ تو اپنی نماز کے ساتھ ان کے لئے نماز پڑھے اور اپنے روزوں کے ساتھ ان کے لئے بھی روزہ رکھے۔ (سنن دار قطنی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی جب نفل نماز کو کسی دوسرے کے ثواب کی خاطر منسوب کرے تو اسے چاہئے کہ اپنے والدین کی طرف سے اس کا ثواب انہیں ملے گا اور اس کے اجر میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ (طبرانی)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جو مغرب اور عشاء کے درمیان شب جمعہ کو دو رکعتیں پڑھے اس طرح کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور آیت الکرسی ایک بار اور سورہ اخلاص تین بار پڑھے اور نماز پڑھنے کے بعد پندرہ مرتبہ استغفار پڑھے اور پندرہ مرتبہ

حضور نبی کریم ﷺ پر درودِ پاک بھیجے اور ان سب کا ثواب اپنے والدین کو بخشے تو اس نے ان دونوں کا حق ادا کر دیا اور اللہ عزوجل کے سوا ان دونوں کا ثواب کسی کو معلوم نہیں ہے۔ (نزہۃ المجالس جلد اول صفحہ ۵۳۰)

فوت شدہ والدین کی طرف سے حج:

حج اسلام کا پانچواں اہم رکن ہے۔ یہ اسلام کی ایک ایسی عبادت ہے جو جان اور مال کے ذریعے سرانجام دی جاتی ہے۔ جس شخص کو زندگی میں حج کا موقع ملے وہ سمجھے کہ وہ بڑا خوش قسمت ہے۔ اگر کسی کے ماں باپ کسی وجہ سے اپنی زندگی میں حج نہ کر سکیں تو ان کی طرف سے حج کیا جا سکتا ہے اور یہ نیت کی جائے کہ اس حج کا ثواب ماں باپ کو ملے تو اس کا ثواب والدین کو قبر میں ملے گا اور انہیں قبر میں راحت حاصل ہوگی مگر اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ جس شخص پر حج فرض ہوا اسے پہلے اپنا فریضہ ادا کرنا ہے اس کے بعد ماں باپ کے ایصال کے لئے حج کرنا چاہئے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ اِنَّ امْرَأَةً مِنْ خَشْعَمَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فَرِيْضَةَ اللهِ عَلٰى عِبَادِهٖ فِي الْحَجِّ اَدْرَكَتْ اَبِيْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَّا يَثْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ اَفَاَحُجُّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ وَ ذٰلِكَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ (صحیح بخاری جلد اول حدیث ۱۴۳۶)

ترجمہ: ”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں قبیلہ خشعم کی ایک عورت نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! رب تعالیٰ کے فرائض میں سے ایک فریضہ حج میرے والد پر لازم ہو گیا لیکن وہ اتنے بوڑھے ہیں کہ وہ سواری پر نہیں بیٹھ سکتے کیا میں

ان کی جانب سے حج کرلوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! راوی کہتے ہیں یہ واقعہ حجۃ الوداع کا ہے۔"

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو باپ یاماں کی طرف سے حج کرے ان کی طرف سے ادا ہو جائے گا اور اسے دس حج کا ثواب زیادہ حاصل ہوگا۔ (سنن دار قطنی)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَتٰی رَجُلٌ نِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اُخْتِیْ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ وَاِنَّھَا مَاتَتْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ کَانَ عَلَیْھَا دَیْنٌ اَکُنْتَ قَاضِیَہٗ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاقْضِ دَیْنَ اللّٰہِ فَھُوَا حَقُّ بِالْقَضَآءِ

ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک شخص نے حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا میری بہن نے حج کی نذر مانی تھی مگر اس کا انتقال ہوگیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر اس پر قرض ہوتا تو کیا تم ادا کرتے؟ اس نے کہا ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا اب اللہ کے قرض کو ادا کرو اس کو ادا کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک عورت حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا میری ماں نے حج کی نذر مانی تھی مگر وہ حج کرنے سے قبل مرگئی کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! اس کی طرف سے حج کرو اور کیا اگر کوئی تیری ماں پر کچھ قرض ہوتا

تو تو ادا کرتی؟ اس نے عرض کیا بے شک۔آپ ﷺ نے فرمایا پھر اللہ عزوجل کا قرض بھی ادا کرو اور اس کا قرض ادا کرنا تو اور ضروری ہے۔(صحیح بخاری جلد اول حدیث ۱۷۳۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں قبیلہ جہینہ کی ایک عورت نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میری ماں نے حج کی منت مانی تھی اور وہ اسے پورا نہ کرسکیں اور ان کا انتقال ہو گیا کیا میں ان کی جانب سے حج کرلوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! اس کی طرف سے حج کرو اور ذرا سوچو اگر تیری والدہ پر قرض ہوتا تو کیا تم اسے ادا نہیں کرتے؟ یونہی اللہ عزوجل کا قرض بھی ادا کرو کیونکہ وہ وفا کا زیادہ حق رکھتا ہے۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب آدمی والدین کی جانب سے حج کرتا ہے تو وہ اس شخص اور والدین کی طرف سے قبول ہوتا ہے۔والدین کی ارواح آسمان میں خوش ہوتی ہیں اور وہ اللہ عزوجل کے ہاں نیک لکھا جاتا ہے۔(سنن دارقطنی)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَدْرَكَ شَیْخًا یَمْشِیْ بَیْنَ ابْنَیْهِ یَتَوَكَّأُ عَلَیْهِمَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا شَأْنُ هٰذَا قَالَ ابْنَاهُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَانَ عَلَیْهِ نَذْرٌ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ارْكَبْ اَیُّهَا الشَّیْخُ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنْكَ وَعَنْ نَّذْرِكَ (صحیح مسلم جلد چہارم صفحہ ۲۶۹)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے دیکھا کہ ایک بوڑھا شخص اپنے دو

بیٹوں کے درمیان ان پر ٹیک لگا کر چل رہا تھا۔آپ ﷺ نے فرمایا اسے کیا ہوا؟اس کے بیٹوں نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ! اس نے پیدل چلنے کی نذر مانی ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا اے شیخ! سوار ہو اللہ عزوجل تجھ سے اور تیری نذر سے بے نیاز ہے۔"

مرحوم والدین کے لئے صدقہ کرنا:

صدقہ سے مراد اللہ عزوجل کی رضا کے لئے خرچ کرنا ہے۔صدقہ،صدق سے بنا ہے جس کا مطلب سچائی ہے۔چونکہ اللہ عزوجل کی راہ میں دینا سچے مومن کی علامت ہے اس لئے اسے صدقہ کہتے ہیں۔مطلقاً صدقہ سے مراد خیرات ہے۔مرحوم والدین کو ثواب پہنچانے کا ایک ذریعہ صدقہ ہے یعنی اللہ عزوجل کی راہ میں اس نیت سے مال خرچ کیا جائے کہ اس کا ثواب مرحوم والدین کو ملے۔ایسا صدقہ جس کے خرچ کرنے سے لوگ مسلسل فائدہ اٹھاتے رہیں اسے صدقہ جاریہ کہتے ہیں۔حضور نبی کریم ﷺ نے مرنے والوں کی طرف سے صدقہ جاریہ کرنے کی بہت زیادہ ترغیب دلائی ہے۔اس کے متعلق آپ ﷺ کی چند احادیث ذیل ہیں۔

عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ اِنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمِّي افْتُلِتَتْ نَفْسَهَا وَ اَظُنُّهَا تَوْ كَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَهَلْ لَّهَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ

(صحیح بخاری جلد دوم حدیث ۳۲)

ترجمہ:"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کیا کہ میری والدہ کا ناگہانی طور پر انتقال ہو گیا ہے اور میرا خیال ہے کہ اگر وہ

بات کرتیں تو صدقہ کی بابت کہتیں اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا انہیں اجر ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نفلی صدقہ کرے تو وہ اپنے ماں باپ کی طرف سے کرے اس کا ثواب انہیں ملے گا اور اس شخص کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ (طبرانی)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَّدْعُوْا لَهٗ (صحیح مسلم جلد چہارم صفحہ ۲۵۶ تا ۲۵۷)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انسان کے مرنے کے بعد اس کے عمل منقطع ہو جاتے ہیں مگر صدقہ جاریہ اور ایسا علم جس سے دوسرے مستفیض ہوں یا نیک اولاد جو ان کے لئے دعائیں کرتی ہو۔"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص اپنے مسلمان والدین کی طرف سے صدقہ کرتا ہے تو اس کے والدین کو اس کا اجر ملتا ہے اور ان کے اجر میں کمی کئے بغیر اس آدمی کو بھی ان کے برابر اجر ملتا ہے۔ (احیاء العلوم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا یارسول اللہ ﷺ! میری والدہ وفات پا چکی ہیں اور انہوں نے کوئی

وصیت نہیں کی اگر میں ان کی طرف سے کچھ صدقہ کروں تو اس سے ان کو کوئی فائدہ پہنچے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! کیوں نہیں۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَیُّ الصَّدَقَۃِ اَفْضَلُ قَالَ الْمَآءُ فَحَفَرَ بِئْرًا وَ قَالَ ھٰذِہٖ لِاُمِّ سَعْدٍ (سنن ابی داؤد جلد دوم حدیث ۱۴۳۱)

ترجمہ: ”حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ام سعد رضی اللہ عنہا یعنی میری ماں کا انتقال ہو گیا ہے ان کیلئے کون سا صدقہ بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا پانی چنانچہ انہوں نے کنواں کھدوایا اور کہا یہ ام سعد رضی اللہ عنہا کے لئے صدقہ ہے۔“

اس حدیث میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے کہا کہ میری والدہ فوت ہو گئی ہیں میں کون سا کام کروں جو ان کے لئے نفع بخش ہو؟ اس کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا ان کے لئے بہترین صدقہ پانی ہے چونکہ پانی اللہ عزوجل کی ان بڑی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ہے جس کے بغیر انسانی زندگی کی بقا ممکن نہیں ہے اور پھر مخلوقِ خدا کے لئے اس کی ضرورت اتنی وسیع اور ہمہ گیر ہے کہ قدم قدم پر انسانی زندگی اس کے وجود اور اس کی فراہمی کی محتاج ہوتی ہے۔

بالخصوص ان شہروں اور علاقوں میں پانی کی اہمیت کہیں زیادہ محسوس ہوتی ہے جو گرم ہوتے ہیں اور جہاں پانی کی فراہمی آسانی سے نہیں ہوتی اس لئے آپ ﷺ نے پانی کو بہترین صدقہ قرار دیتے ہوئے فرمایا۔ پانی کے حصول کا ہر ذریعہ خواہ

کنواں ہو، ٹیوب ویل ہو یا پھر کوئی اور ذریعہ یہ سب بہترین صدقہ جاریہ ہیں اور جب تک یہ ذریعہ موجود رہتا ہے اس کو قائم کرنے والا اللہ تعالیٰ عزوجل کی رحمتوں سے نوازا جاتا ہے۔

صاحب مرآۃ شرح مشکوٰۃ نے لکھا ہے خصوصاً ان گرم وخشک علاقوں میں جہاں پانی کی کمی ہو بعض لوگ سبیلیں لگاتے ہیں، عام لوگ فاتحہ وغیرہ میں دوسری چیزوں کے ساتھ پانی بھی رکھ دیتے ہیں ان سب کا ماخذ یہ حدیث ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ پانی کی خیرات بہتر ہے یعنی ام سعد رضی اللہ عنہا کی روح کے ثواب کے لئے۔ یہ لام نفع کا ہے نہ کہ ملکیت کا اور اس سے چند مسائل معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ ثواب کے وقت ایصالِ ثواب کے الفاظ زبان سے ادا کرنا سنت صحابہ رضی اللہ عنہم ہے کہ اے اللہ! اس کا ثواب فلاں کو پہنچے۔ دوسرے یہ کہ کسی چیز پر میت کا نام لئے جانے سے وہ شے حرام نہیں ہوتی۔ تم دیکھو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس کنوئیں کو اپنی مرحومہ ماں کے نام پر منسوب کیا۔ وہ کنواں اب تک آباد ہے اور اس کا نام بئر ام سعد رضی اللہ عنہا ہی ہے۔ (مرآۃ جلد سوم صفحہ ۱۰۵)

مرحومہ والدہ کے ایصالِ ثواب کے لئے باغ وقف کرنے کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ کا ایک اور فرمان ذیل ہے۔

عَنْ عِكْرِمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اَنْبَأَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ اَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ بَنِيْ سَاعِدَةَ تُوُفِّيَتْ اُمُّهُ وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهَا فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنَّ اُمِّيْ تُوُفِّيَتْ وَ اَنَا غَائِبٌ عَنْهَا فَهَلْ يَنْفَعُهَا شَيْئٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ بِهٖ عَنْهَا؟ قَالَ نَعَمْ

قَالَ فَإِنِّيْ أُشْهِدُكَ أَنَّ حَائِطِيَ الْمِخْرَافَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا (صحیح بخاری جلد دوم حدیث ۳۴)

ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام عکرمہ کہتے ہیں ہم کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بنی ساعدہ کے بھائی کی والدہ فوت ہوگئیں تو وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری والدہ فوت ہوگئی ہیں حالانکہ میں اس وقت غائب تھا کیا اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو انہیں نفع دے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! سعد رضی اللہ عنہ نے کہا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا باغ مخراف اس کی طرف سے صدقہ ہے۔"

والدین کے عہد و وصیت کو پورا کرنا:

ماں باپ نے اپنی زندگی میں بہت سے لوگوں سے عہد و پیمان کئے ہوں گے اور مختلف معاملات میں کچھ وعدے کئے ہوں گے۔ انہوں نے مرتے وقت کچھ وصیتیں بھی کی ہوں گی۔ اولاد کے لئے والدین کی وفات کے بعد ان سے حسن سلوک کی یہ شکل باقی ہے کہ وہ ان کے کئے ہوئے وعدوں اور وصیتوں کو پورا کریں۔

ان کے لئے کئے ہوئے عہد و پیمان کو نبائیں اور اس طرح ان کی روح کو خوش کرنے کی کوشش کریں۔ البتہ اس بات کا ضرور خیال رکھیں کہ آپ صرف انہی وصیتوں کو پورا کریں جو جائز ہوں اور اگر آپ ان کی ناجائز وصیتوں کو پورا کریں گے تو یہ ان کے ساتھ نیکی نہیں برائی ہوگی۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَنْ مَّاتَ عَلٰی وَصِیَّةٍ مَّاتَ عَلٰی سَبِیْلٍ وَ سُنَّةٍ وَّ مَاتَ عَلٰی تُقًی وَّ شَھَادَةٍ وَّ مَاتَ مَغْفُوْرًا لَّهٗ

(سنن ابن ماجہ جلد دوم حدیث ۷۷۴)

ترجمہ: ”حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو وصیت کر کے فوت ہوا وہ سیدھے راستے پر سنت پر فوت ہوا، پرہیزگاری اور شہادت پر فوت ہوا اور بخشا ہوا فوت ہوا۔“

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ الْعَاصَ ابْنَ وَائِلٍ اَوْصٰی اَنْ یُّعْتَقَ عَنْهُ مِائَةُ رَقَبَةٍ فَاَعْتَقَ ابْنُهٗ هِشَامٌ خَمْسِیْنَ رَقَبَةً فَاَرَادَ ابْنُهٗ عَمْرٌو اَنْ یُّعْتِقَ عَنْهُ الْخَمْسِیْنَ الْبَاقِیَةَ فَقَالَ حَتّٰی اَسْاَلَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللهِ اِنَّ اَبِیْ اَوْصٰی اَنْ یُّعْتَقَ عَنْهُ مِائَةُ رَقَبَةٍ وَّ اِنَّ هِشَامًا اَعْتَقَ عَنْهُ خَمْسِیْنَ وَ بَقِیَتْ عَلَیْهِ خَمْسُوْنَ رَقَبَةً اَفَاُعْتِقُ عَنْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ لَوْ كَانَ مُسْلِمًا فَاَعْتَقْتُمْ عَنْهُ اَوْ تَصَدَّقْتُمْ عَنْهُ اَوْ حَجَجْتُمْ عَنْهُ بَلَغَهٗ ذٰلِكَ (سنن ابی داؤد جلد دوم)

ترجمہ: ”عمرو بن شعیب کے والد نے ان کے جد امجد سے روایت بیان کی ہے عاص بن وائل نے وصیت کی اس کی جانب

سے سو غلام آزاد کر دیئے جائیں پس اس کے بیٹے ہشام نے پچاس غلام آزاد کر دیئے چنانچہ اس کے بیٹے عمرو رضی اللہ عنہ نے باقی پچاس آزاد کرنے کا ارادہ کیا اور کہا جب تک میں رسول اللہ ﷺ سے نہ پوچھ لوں پس وہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میرے باپ نے وصیت کی اس کی جانب سے سو غلام آزاد کئے جائیں۔ ہشام نے اس کی جانب سے پچاس آزاد کر دیئے اور اس پر پچاس باقی رہے تو کیا میں انہیں آزاد کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اگر وہ مسلمان ہوتا اور تم اس کی طرف سے آزاد کرے یا صدقہ کرتے یا حج کرتے تو اسے ثواب پہنچ جاتا۔"

ماں باپ نے اگر کسی سے مالی مدد کا وعدہ کیا ہے، یا وہ کسی کو کچھ ہبہ کرنا چاہتے ہیں اور زندگی میں اس کا موقع نہیں ملا یا انہوں نے کوئی نذر مانی اور نذر پوری کرنے سے پہلے دنیا سے چلے گئے یا ان پر کسی کا قرض تھا یا وصیت کرنے کا موقع نہ ملا اور آپ سمجھتے ہیں کہ اگر انہیں موقع ملتا تو وہ ضرور وصیت کرتے یا انہوں نے کوئی وصیت نہیں کی اور آپ ان کی جانب سے صدقہ کر دیں تو یہ صورتیں ان کے ساتھ نیک سلوک کی ہیں اور اس طرح ان کی وفات کے بعد بھی آپ زندگی بھر ان کے ساتھ نیک سلوک کر کے رب کو راضی کر سکتے ہیں۔ ثواب صرف مسلمان کو پہنچتا ہے غیر مسلم کو نہیں پہنچتا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّ سَعْدَ ابْنَ عُبَادَةَ اسْتَفْتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَذْرٍ كَانَ عَلٰى اُمِّهٖ فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ اَنْ تَقْضِيَهٗ فَاَفْتَاهُ اَنْ يَّقْضِيَهٗ

عَنْهَا (صحیح بخاری جلد دوم حدیث ۲۹)

ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس نذر کے متعلق فتویٰ لیا جو ان کی والدہ پر تھی اور جسے پورا کرنے سے قبل وہ وفات پا گئی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فتویٰ دیا کہ ان کی جانب سے وہ نذر پوری کرو۔"

والدین کے انتقال کے بعد ان کے ساتھ حسن سلوک کی چوتھی شکل یہ ہے کہ بندہ ان رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرے جو ماں باپ کے واسطے سے رشتہ دار قرار پاتے ہیں۔ ننھیال کے رشتے دار یعنی خالہ، ماموں، نانی اور نانا وغیرہ اور ددھیال کے رشتہ دار یعنی چچا، پھوپھی، تایا، دادی، دادا وغیرہ۔ ان رشتہ داروں سے بے نیازی اور بے پرواہی دراصل والدین سے بے نیازی اور بے پرواہی ہے اور ایک مومن اپنے ماں باپ کے ساتھ بے نیازی کا سلوک نہیں کر سکتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے تم اپنے آباؤ اجداد سے بے نیازی ہرگز نہ برتو، ماں باپ سے بے پرواہی کرنا اللہ عزوجل کی ناشکری کرنا ہے۔

اس وظیفہ کو نہ چھوڑنا:

ایک نیک بخت کی صالحہ ماں کا جب آخری وقت آن پہنچا تو اس نے اپنے بیٹے سے محبت بھرے انداز میں فرمایا۔

"اے بیٹے! اے میرے ذخیرے! اے میری دولت! جس پر مجھے زندگی اور بعد از وفات بھروسہ ہے مجھے بعد از مرگ شرمندہ نہ کرنا اور قبر میں مجھے وحشت میں نہ رکھنا۔"

جب وہ فوت ہوگئی تو وہ ہر جمعہ کو اپنی ماں کی قبر کی زیارت کے لئے جاتا اور دعائیں کرتا اور باقی قبرستان والوں کے لئے ایصالِ ثواب کرتا۔ چند دن بعد اس کی والدہ خواب میں ملی۔ لڑکے نے عالم برزخ کی کیفیت دریافت کی تو اس کی ماں نے کہا۔

"موت کی تلخی بڑی سخت ہے تاہم اللہ عزوجل کے فضل وکرم سے میں نہایت پرسکون ہوں۔ حریر کا فرش، ریحان کے صوفے بچھے ہوئے ہیں قیامت تک انہی پر آرام کروں گی۔ اے میرے بیٹے! ہر جمعہ کو میری زیارت کے لئے آتے رہنا۔ اس وظیفہ کو نہ چھوڑنا کیونکہ مجھے اور میرے ہمسایوں کو تیری ملاقات وزیارت اور دعاؤں سے بڑی راحت ملتی ہے۔"

(نزہۃ المجالس)

آدابِ قبرستان

قبرستان نشانِ عبرت ہے جو ہمیں موت اور آخرت کی یاد دلاتا ہے کیونکہ مرنے کے بعد ہر شخص کا مقام قبر ہے۔ مسلمان اجتماعی طور پر جہاں اپنے مردے دفن کرتے ہیں اسے قبرستان کہا جاتا ہے۔ قبرستان مسلمان آبادی کا بہت ہی اہم مقام ہے اس لئے اس کی حفاظت کرنا اور اس میں آنے جانے کے لئے اسلامی آداب کو ملحوظ رکھنا ہمارا اخلاقی اور بنیادی فریضہ ہے۔

بالعموم جنازہ دفن کرنے کے لئے قبرستان جانے کا موقع ہر ایک کو کبھی نہ کبھی درپیش آتا رہتا ہے اس کے علاوہ عام حالات میں جب بھی کسی کا دل چاہے وہ زیارتِ قبور کی غرض سے قبرستان جا سکتا ہے۔ بہرکیف قبرستان میں وقتاً فوقتاً جاتے رہنا چاہیے تاکہ موت یاد رہے۔

حضور نبی کریم ﷺ میت دفن کرنے کے وقت قبرستان جاتے اور بعض اوقات زیارتِ قبور کی غرض سے بھی قبرستان تشریف لے جاتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قبرستان جانا آپ ﷺ کی سنت ہے۔ مزید یہ کہ آپ ﷺ نے زیارتِ قبور کی تاکید بھی فرمائی ہے۔ قبرستان جا کر ذیل کے آداب کو شریعت اور سنت کے مطابق سرانجام دینا چاہیے۔

قبرستان میں داخلے کا طریقہ:

قبرستان میں بڑے عجز اور خاموشی سے داخل ہونا چاہیے اور دل میں خوفِ الٰہی کو مدنظر رکھنا چاہیے اور اس بات کو تازہ کرنا چاہیے کہ اے بندے! ایک دن تو بھی ان کے ساتھ آ کر مل جائے گا اس لئے اپنے آپ کو زیادہ سے زیادہ یادِ خداوندی میں مشغول رکھے اور نیک اعمال کرنے کی طرف مائل رہے کیونکہ قبرستان میں جانے سے موت یاد آتی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ جب قبرستان جاتے تو اہل قبور کو سلام کہتے اس لئے قبرستان میں داخلے کے وقت مندرجہ ذیل احادیث کے الفاظ کے مطابق اہل قبور کو سلام کہنا آپ ﷺ کی سنت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ کے قبرستان میں تشریف لے گئے تو قبروں کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللهُ لَنَا وَلَكُمْ وَ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَ نَحْنُ بِالْاَثَرِ (جامع ترمذی جلد اوّل حدیث ۱۰۴۱)

ترجمہ: "اے قبر والو! تم پر سلامتی ہو اللہ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے تم ہم پر سبقت لے گئے ہم بعد میں آنے والوں میں سے ہیں۔"

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قبرستان کی حاضری کے آداب کی تعلیم دیتے اور یہ فرماتے کہ جب تم قبرستان جاؤ تو یہ کلمات کہو۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُسْلِمِيْنَ وَ اِنَّا اِنْ شَآءَ اللهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْاَلُ

اللہ لَنَا وَلَکُمُ الْعَاقِبَۃَ (مشکوٰۃ شریف جلد اول حدیث ۱۶۷۱)

ترجمہ: "اس بستی کے مومن اور مسلمان رہنے والو! تم پر سلامتی ہو بیشک اللہ نے چاہا تو ہم بھی عنقریب تم سے ملاقات کرتے ہیں ہم اللہ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے عافیت کے طلبگار ہیں۔"

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں کس طرح اس مفہوم کو ادا کروں؟ مجھے آپ ﷺ زیارتِ قبور کے بارے میں رہنمائی فرمائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم زیارتِ قبر کے وقت یہ کلمات کہو۔

اَلسَّلَامُ عَلٰی اَھْلِ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُسْلِمِیْنَ وَ یَرْحَمُ اللہُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَ الْمُسْتَاْخِرِیْنَ وَ اِنَّا اِنْ شَآءَ اللہُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ

(مشکوٰۃ شریف جلد اول حدیث ۱۶۷۵)

ترجمہ: "اے بستی کے مومن اور مسلمان رہنے والو! اللہ ہمارے اور ہم میں سے پیشرووں اور پیچھے رہنے والوں کی مغفرت فرمائے اور بیشک اگر اللہ نے چاہا تو ہم عنقریب تم سے ملنے والے ہیں۔"

زیارتِ قبور کی ترغیب:

حضور نبی کریم ﷺ نے ابتدائے اسلام میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو زیارتِ قبور کی غرض سے قبرستان میں جانے سے منع فرمایا تھا کیونکہ ابتدائی دور میں قبور کی پوجا کا خطرہ تھا لیکن جب مسلمانوں کے ایمان اللہ عزوجل کی توحید پر حد درجہ مستحکم ہو گئے تو

آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو چند امور کی اجازت عنایت فرمائی جن میں قبروں کی زیارت بھی تھی۔

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِيْ فَوْقَ ثَلٰثٍ فَاَمْسِكُوْا مَا بَدَالَكُمْ وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ النَّبِيْذِ اِلَّا فِيْ سِقَآءٍ فَاشْرِبُوْا فِي الْاَسْقِيَةِ كُلِّهَا وَلَا تَشْرِبُوْا مُسْكِرًا

(صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۴۰۲)

ترجمہ: ”حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے تمہیں زیارتِ قبور سے منع فرمایا تھا لیکن اب تم قبروں کی زیارت کرو۔ میں نے قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ ذخیرہ کرنے سے منع کیا تھا اب جب تک اور جتنا چاہو ذخیرہ کر سکتے ہو۔ میں نے تمہیں نبیذ مشکیزہ کے علاوہ ہر کسی چیز سے منع فرمایا تھا اب تم سب برتنوں سے پی سکتے ہو بشرطیکہ وہ نشہ آور نہ ہو۔“

ایک اللہ کے بندے کا قول ہے کہ قبرستان میں جانا مستحب ہے کیونکہ قبرستان میں جا کر قبروں کو دیکھنے سے دل میں نرمی پیدا ہوتی ہے، موت یاد آتی ہے اور دل و دماغ میں یہ عقیدہ راسخ ہوتا ہے کہ دنیا فانی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے پہلے تمہیں قبروں پر جانے سے منع فرمایا تھا مگر اب تم قبروں

پر جایا کرو کیونکہ قبروں پر جانا بے رغبتی پیدا کرتا ہے اور آخرت کی یاد دلاتا ہے۔

(مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۱۶۷۷)

والدین کی قبروں پر جانے کا حکم:

والدین کی قبروں پر جا کر ان کے لئے دعائے استغفار کرنا ان کے لئے ایصالِ ثواب کرنا فائدہ مند ثابت ہوتا ہے۔ اگر کوئی عذاب میں مبتلا ہو تو اولاد جب قبر پر جا کر ایصالِ ثواب کرتی ہے تو اس کے عذاب میں کمی کر دی جاتی ہے اور اگر کوئی راحت میں ہو تو اسے مزید راحت میسر آتی ہے۔ والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے میں یہ بات بھی شامل ہے جب وہ دنیا سے رخصت ہو جائیں تو پھر ان کی قبر پر جا کر قرآن خوانی کر کے ان کی روحوں کو بخشا جائے۔ یہ بات ان کے لئے سودمند ثابت ہو گی لہٰذا نیک اولاد کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہفتہ میں ایک مرتبہ ضرور اپنے والدین کی قبر کی زیارت کے لئے جائے اور ان کے لئے مغفرت کی دعا کرے۔

وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانَ يَرْفَعُ الْحَدِيْثَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ زَارَ قَبْرَ اَبَوَيْهِ اَوْ اَحَدِهِمَا فِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ غُفِرَ لَهٗ فَكُتِبَ بَرًّا

(مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۱۶۷۶)

ترجمہ: "حضرت محمد بن نعمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں مجھ تک حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث پہنچی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن والدین کی یا ان میں سے ایک کی قبر کی زیارت کرے تو اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔"

طبرانی کی ایک روایت کے مطابق خدا جنت میں ایک نیک بندے کا مرتبہ

بلند فرماتا ہے تو وہ بندہ پوچھتا ہے کہ پروردگار! مجھے یہ مرتبہ کہاں سے ملا؟ اللہ عزوجل فرماتا ہے تیرے لڑکے کی وجہ سے کہ وہ تیرے لئے استغفار کرتا رہا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انسان کے مرنے کے بعد اس کے عمل منقطع ہو جاتے ہیں مگر صدقہ جاریہ اور ایسا علم جس سے دوسرے مستفیض ہوں یا نیک اولاد جوان کے لئے دعائیں کرتی ہو۔

(صحیح مسلم جلد چہارم صفحہ ۲۵۶ تا ۲۵۷)

زیارتِ قبور کا طریقہ:

زیارتِ قبور کا طریقہ یہ ہے کہ قبرستان میں ادب کے ساتھ داخل ہو کر جس قبر پر جانا چاہیں جائیں اور راستے کے ذریعے جائیں اور قبروں پر سے گزرنے سے پرہیز کریں اور نہ کسی قبر پر پاؤں آنے دیں اور جب مطلوبہ قبر پر پہنچ جائیں تو اس کے پائیتی جانب سے ہو کر منہ کی جانب ہو جائیں اور اس سے اتنے فاصلے پر بیٹھ جائیں جتنا زندگی میں بیٹھا کرتے تھے۔ بزرگوں کا کہنا ہے کہ سرہانے کی طرف سے نہ آئیں کہ میت کے لئے باعث ازار بنتا ہے یعنی میت کو گردن پھیر کر دیکھنا پھیرتا ہے کہ کون آیا ہے؟ اس کے بعد سلام کہیں اور پھر قرآن مجید کی تلاوت جتنی چاہیں کریں اور اس کے بعد ثواب صاحب قبر کی روح کو بخش دیں۔ عام دنوں کی نسبت جمعہ کے دن جانا زیادہ بہتر ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے کہ چار دنوں یعنی پیر، جمعرات، جمعہ اور ہفتہ زیارت کے لئے بہتر ہیں۔ جمعہ کے دن بعد نمازِ جمعہ افضل ہے۔ ہفتہ کے دن طلوعِ آفتاب تک اور جمعرات کے دن کے اول وقت میں یا پچھلے وقت میں اور پیر کے دن رات کے پچھلے پہر میں اور متبرک راتوں یعنی شب معراج، شب براَت، شب قدر، شب عیدین اور عشرہ ذی الحجہ میں زیارتِ قبور بہتر ہے۔

عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا لَيْلَتُهَا مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ اِلَى الْبَقِيْعِ فَيَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَ اَتَاكُمْ مَّا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُؤَجَّلُوْنَ وَ اِنَّآ اِنْ شَآءَ اللهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ الْبَقِيْعِ الْغَرْقَدِ

(صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۴۰۰)

ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں جس دن رسول اللہ ﷺ کی میرے ہاں تشریف آوری کی باری ہوتی تو آپ ﷺ رات کے آخری حصے میں قبرستان تشریف لے جاتے اور وہاں یہ کلمات فرماتے اے بستی کی ایماندار قوم! تم پر سلامتی ہو تمہیں وہ چیز مل گئی جس کا تم سے کل تک کا وعدہ کیا گیا تھا اور تمہیں مہلت دی گئی تھی اور ہم بھی ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔ اے اللہ! بقیع غرقد کے مومنین کی مغفرت فرما۔"

قبروں پر بیٹھنے کی مذمت:

قبرستان میں از حد احتیاط کرنی چاہئے کہ کسی قبر پر نہ بیٹھے کیونکہ قبر پر بیٹھنے سے گناہ ہوگا۔ اگر بیٹھنا پڑے تو ایسی زمین پر بیٹھ جائیں جہاں قبر نہ ہو اور اگر کسی قبر کے ساتھ کوئی چبوترہ وغیرہ بنا ہو تو اس پر بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ میں نے کئی مرتبہ دیکھا ہے کہ قبرستان میں جب لوگ کسی میت کو دفن کرنے جاتے ہیں تو لوگ قبر پر بیٹھنے سے گریز نہیں کرتے اور اگر کسی سے نہ بیٹھنے کے لئے کہا جائے تو بڑے آرام سے کہہ

دے دیتے ہیں کہ ہم نے بھی تو مر کر مٹی میں جانا ہے۔ یہ کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ قبرستان میں ادب کو ملحوظِ خاطر رکھنا انجام بخیر کی دلیل ہے۔

بعض لوگ قبرستانوں میں جا کر نشہ کرتے ہیں یا جوا کھیلتے ہیں ایسے لوگ بہت ہی برے ہیں کہ انہیں موت کے پاس جا کر بھی برائی نہیں بھولتی۔ ایسے ہی بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ قبرستان میں جا کر دنیا کی اچھی بری باتیں شروع کر دیتے ہیں اور کسی کی غیبت کرنے سے بھی باز نہیں آتے تو ایسے خلافِ شرع کام قبرستان میں منع ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْ يَّجْلِسَ اَحَدُكُمْ عَلٰى جَمْرَةٍ حَتّٰى تُحْرِقَ ثِيَابَهٗ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ يَّجْلِسَ عَلٰى قَبْرٍ

(سنن نسائی جلد اول حدیث ۲۰۴۸)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی شخص آگ کی چنگاری پر بیٹھے حتیٰ کہ اس کے تمام کپڑے جل جائیں تو یہ قبروں پر بیٹھنے سے بہتر ہے۔“

ایسے ہی قبر کے ساتھ تکیہ لگانے سے منع کیا گیا ہے تاکہ روح کو اذیت نہ ہو۔

حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ قبر کے ساتھ تکیہ لگائے دیکھ کر فرمایا صاحب قبر کو اذیت نہ دو۔

(سنن نسائی جلد اول حدیث ۲۰۴۹)

قبر پر عورتوں کے جانے کا مسئلہ:

عورتوں کے لئے بعض علماء نے زیارتِ قبور کو جائز قرار دیا ہے۔ درمختار نے یہی قول اختیار کیا ہے مگر عزیزوں کی قبور پر جائیں تو جزع وفزع کریں گی لہٰذا ممنوع ہے اور صالحین کی قبور پر برکت کے لئے جائیں تو بوڑھیوں کے لئے حرج نہیں ہے اور جوانوں کے لئے ممنوع ہے۔ بہتر یہی ہے عورتیں مطلقاً منع کی جائیں اور اپنوں کی قبور کی زیارت میں تو وہی رونا ہے اور صالحین کی قبور پر یا تعظیم میں حد سے گزر جائیں گی یا بے ادبی کریں گی کہ عورتوں میں یہ دونوں باتیں بکثرت پائی جاتی ہیں اس لئے قبور کی زیارت کے لئے جانا بہتر نہیں ہے۔

اگر کوئی عورت اپنے ماں باپ، بہن بھائی یا اولاد کی قبر پر چلی جائے اور وہاں آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے قرآن پڑھ کر ایصالِ ثواب کرے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے مگر کوئی خلافِ شرع حرکت نہ ہو اور بہتر یہی ہے کہ قبرستان کے باہر ہی کھڑی ہو کر ایصالِ ثواب کرے۔

علامہ قطب الدین شارح مشکوٰۃ کا کہنا ہے کہ ابتدائے اسلام میں زیارتِ قبور کے بارے میں جو ممانعت فرمائی گئی تھی وہ عورتوں کے لئے اب بھی ہے کہ نہیں؟ اس بارے میں علماء میں اختلاف ہے۔ علماء کا ایک گروہ عورتوں کے جانے کو جائز قرار دیتا ہے جبکہ دوسرا گروہ عورتوں کے جانے کو مطلقاً درست خیال نہیں کرتا۔ اس کے بعد انہوں نے اپنی رائے یہ دی ہے کہ عورتوں کے لئے صرف حضور نبی کریم ﷺ کی قبر کی زیارت جائز ہے اور وہ دوسری عام قبور پر جانے سے گریز کریں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی خواتین پر لعنت کی ہے۔ (مسند امام احمد، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

مگر صاحب ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن و صحیح مگر یہ اضافہ کیا ہے اور بعض علماء نے فرمایا یہ حکم ابتدائی دور میں تھا لیکن جب زیارت قبر کی عام اجازت دی گئی تو اس میں خواتین اور مرد بھی شامل ہو گئے مگر بعض علمائے حدیث نے فرمایا آپ ﷺ نے عورتوں کے قبور کی زیارت کو ناپسند قرار دیا ہے کیونکہ نہ تو وہ زیادہ صابر ہوتی ہیں اور نہ ہی جزع فزع میں کمی کرتی ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۱۶۷۸)

صاحب قبر کے ادب کو ملحوظ خاطر رکھنے کی تاکید:

قبر پر جا کر صاحب قبر کی عزت و ادب کو اسی طرح ملحوظ خاطر رکھو جیسے زندگی میں رکھتے تھے لہٰذا وہاں کوئی ہنسی یا مذاق والی بات نہیں کرنی چاہئے یعنی سنجیدگی اختیار کرنی چاہئے اور نہ ہی کوئی تحقیر آمیز فعل کرنا چاہئے جو مومن کے اکرام کے منافی ہو اور اس ادب کی سند ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب میں اپنے حجرہ میں جہاں رسول اللہ ﷺ آرام فرماہیں آتی تو اپنی اوڑھنی اتار کر رکھ دیتی تھی اور یہ کہتی تھی کہ یہاں میرے شوہر اور میرے والد آرام فرما رہے ہیں مگر جب وہاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو مدفون کیا گیا تو اللہ کی قسم! میں اپنے کپڑوں کو سمیٹ کر چادر سے خوب ڈھک کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے حیاء کرتی ہوئی اس حجرہ میں داخل ہوتی تھی۔

(مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۱۶۷۹)

بعض لوگ بظاہر دنیا سے کنارہ کش ہو کر قبرستان میں ڈیرہ لگا لیتے ہیں اور وہاں رہائش اختیار کر لیتے ہیں علماء نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ قبرستان کی زمین کو ذاتی استعمال میں لانا درست نہیں اور قبرستان میں رہائش اختیار کرنے سے قبروں کا ادب ملحوظِ خاطر نہیں رہتا۔

قبر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی ممانعت:

قبرستان میں یا کسی اور مقام پر قبر کی جانب منہ کر کے نماز پڑھنا منع ہے یعنی اگر قبرستان میں کوئی جگہ خالی ہو اور آپ اس پر نماز پڑھنا چاہیں تو دیکھ لیں کہ اس کے آگے کوئی قبر تو نہیں ہے کیونکہ اگر آگے قبر ہو گی تو نماز نہیں ہو گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ قبرستان کے درمیان جہاں قبریں ہوں وہاں نماز نہ پڑھیں البتہ قبرستان کے ساتھ اگر کوئی علیحدہ جگہ ہو جو نماز کے لئے بنائی گئی ہو اور اتنی اونچی چار دیواری ہو جس سے آگے، دائیں اور بائیں قبریں دکھائی نہ دیتی ہوں وہاں نماز پڑھنا درست ہے۔

عَنْ اَبِیْ مَرْثَدٍ کَنَّازِ بْنِ الْحُصَیْنِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تُصَلُّوْا اِلَی الْقُبُوْرِ وَلَا تَجْلِسُوْا عَلَیْھَا

(صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۳۹۸)

ترجمہ: "حضرت ابو مرثد کنار بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ قبروں کی جانب منہ کر کے نماز پڑھو اور نہ ان پر بیٹھو۔"

قبرستان کو مٹا کر مسجد بنانے کی ممانعت:

قبروں کے اوپر یا انہیں مٹا کر ان کے اوپر مسجد بنانا منع ہے۔ اگر کوئی قبرستان یا قبر خود بخود زمانے کے نشیب و فراز کی وجہ سے مٹ جائے اور وہاں قبر معلوم نہ ہو تو پھر مسجد بنا سکتے ہیں کیونکہ اس کا حکم عام زمین کا ہو گا۔ خود قبروں کو مسمار کر کے یا ان کے اوپر چھت ڈال کر مسجد بنانا خلافِ شرع ہے اور ایسا کرنا باعث ثواب نہیں بلکہ گناہ

ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کے اوپر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْاَرْضُ کُلُّھَا مَسْجِدٌ اِلَّا الْمَقْبَرَۃَ وَ الْحَمَّامَ

(جامع ترمذی جلد اوّل حدیث ۲۹۸)

ترجمہ: "حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ساری دنیا سجدہ گاہ ہے ماسوائے مقبرے اور غسل خانے کے۔"

اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ قبر کے اوپر سجدہ گاہ نہیں بنائی جا سکتی ایسے ہی امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے مطابق حضور نبی کریم ﷺ قبروں پر مسجد بنانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے سات جگہوں پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

(۱) کوڑا گھر
(۲) قربان گاہ
(۳) مقبرہ
(۴) چوراہا
(۵) غسل خانہ
(۶) اونٹوں کے باندھنے کی جگہ
(۷) خانہ کعبہ کی چھت۔

(جامع ترمذی جلد اوّل حدیث ۳۲۶)

قبرستان کے متفرق آداب:

جیسے شریعت کی رو سے قبروں پر بیٹھنا منع ہے ایسے ہی ان پر سونا اور ان کے ساتھ ٹیک لگانا بھی منع ہے۔ قبروں کو پھلانگنا بھی ناجائز ہے کیونکہ بعض لوگوں کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ قبرستان میں اپنے کسی عزیز کی قبر تک پہنچنے کے لئے درمیان کی قبروں کو بلاتکلف روندتے چلے جاتے ہیں لہٰذا قبروں پر پاؤں رکھنے سے ہر ممکن بچنا چاہیے۔ قبرستان میں استنجاء کرنا انتہائی قابل مذمت فعل ہے۔

بعض قبرستانوں میں درخت وغیرہ ہوتے ہیں انہیں نہیں کاٹنا چاہئے۔ گری ہوئی قبر کو درست کر دینا چاہیے تاکہ اس کا نشان باقی رہے۔ قبر کے تعویذ کو زمین سے ایک بالشت اونچا کرنا سنت ہے اور کسی قبر کو پاؤں سے ٹھوکر نہیں لگانی چاہئے قبر پر قبر کھودنے سے گریز کرنا چاہیے اور اگر قبر کھودتے وقت کسی پہلے مردے کی ہڈیاں نکل آئیں تو انہیں کسی جگہ دفن کر دینا چاہیے۔ قبرستان کو چراگاہ نہیں بنانا چاہیے۔

قبر کو مردہ خور جانوروں اور کتوں سے محفوظ بنانا چاہئے کہ آپ ﷺ نے مردوں کی تحقیر سے منع فرمایا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مردہ کی ہڈی کو توڑنا ایسے ہے جیسے زندہ شخص کی ہڈی کو توڑنا۔ (سنن ابی داؤد جلد دوم حدیث ۱۴۳۰)

والدین کی قبور کی زیارت:

اسلامی تعلیمات کے مطابق والدین کے وصال کے بعد انسان کی ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں اس لئے کہ والدین سے روابط زندگی اور بعد از وصال مضبوط اور احترام رکھنے کا درس اسلام نے دیا ہے۔

والدین کے مزارات پر حاضری دینے سے والدین خوش ہوتے ہیں اور ان کی خوشی میں ہی اولاد کی بھلائی ہے جیسا کہ شعب الایمان پر رقم ہے۔ ہمیں خبر دی ابوسعید بن ابوعمرو نے اور ان کو ابوعبداللہ صفار نے ان کو ابوبکر بن ابوالدنیا نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی محمد بن حسین نے ان کو یحییٰ بن ابوبکیر نے اور ان کو فضل بن موفق نے جو سفیان بن عینیہ کے ماموں زاد ہیں وہ کہتے ہیں کہ والد فوت ہوئے تو میں شدید طریقے سے گیا لہٰذا میں روزانہ ان کی قبر پر جاتا تھا پھر آہستہ آہستہ میں نے جانے میں کمی کر دی۔ پھر میں کبھی کبھی جاتا تھا۔

ایک دن میں ان کی قبر پر بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک نیند غالب آ گئی اور میں سو گیا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میرے والد کی قبر کھل گئی ہے اور جیسے کہ وہ قبر میں اپنے کفن کو لپیٹ کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ گلے میں لٹکایا ہوا ہے۔ مردہ صورت میں، میں نے جب انہیں دیکھا تو میں سمجھا کہ میں آزمائش میں مبتلا ہو گیا ہوں۔

اتنے میں انہوں نے کہا اے بیٹے! تم کس وجہ سے مجھے ملنے سے پیچھے ہو گئے ہو؟ کہتے ہیں کہ میں نے کہا آپ میرے آنے کو جانتے ہیں؟ انہوں نے کہا تم جتنی بار آئے ہو میں اس کو جانتا ہوں اور تم آتے تھے تو مجھے خوشی ہوتی تھی اور میرے ارد گرد والے بھی تیری دعا کی وجہ سے خوش ہوتے تھے۔ کہتے ہیں اس کے بعد میں نے کثرت سے جانا شروع کر دیا۔

ہمیں خبر دی ابوعثمان سعید بن محمد بن عبدان نیشاپوری نے ان کو ابوعباس محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابوالدرداء ہاشم بن محمد سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ایک آدمی سے اہل علم میں سے وہ کہتے ہیں کہ وہ اپنے والد کی قبر پر جاتے تھے اور کافی عرصہ گزر گیا تو میں نے سوچا کیا میں مٹی کے پاس جاؤں اور مٹی کی زیارت

کروں؟ اس کے بعد مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ والد کہہ رہے تھے اے بیٹے! تمہیں کیا ہوا تم میرے ساتھ ویسے نہیں کر رہے جیسے کر رہے تھے۔ میں نے کہا کیا میں مٹی کی زیارت کروں؟ انہوں نے کہا جلدی نہ کرو اے میرے بچے! اللہ کی قسم! تم آتے تھے تو مجھے تیرے آنے سے خوشی ہوتی تھی اور میرے ساتھیوں کو اور البتہ تو واپس ہوتا تھا تو میں مستقل تجھے دیکھتا رہتا تھا یہاں تک کہ تم کوفہ میں داخل ہو جاتے تھے۔

(شعب الایمان ج ۶ صفحہ ۱۸۸)

ہمیں خبر دی ہے ابو القاسم عبدالعزیز بن محمد عطار بن شیبان نے بغداد میں ان کو احمد بن سلیمان نے ان کو احمد بن مسروق نے ان کو محمد بن حسن نے ان کو یحییٰ بن بسطام نے انہوں نے عثمان بن سودہ نے ان کی والدہ عبادت گزار عورتوں میں سے تھی۔ ویسے بھی ان کو راہبہ کہتے تھے کہتے ہیں جب ان کے مرنے کا وقت آیا تو اس نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور کہا اے میرا ذخیرہ اور میری پونجی!

اے وہ ذات جس پر میرا سہارا ہے اور میری زندگی میں بھی اور میری موت کے بعد مجھے موت کے وقت رسوانہ کیجئے اور میری قبر میں مجھے وحشت میں نہ ڈالئے۔ کہتے ہیں کہ ان کا انتقال ہو گیا تو میں ہر جمعہ ان کے پاس آتا تھا اور ان کے لئے دعا اور استغفار وغیرہ کرتا تھا اور دیگر اہل قبور کے لئے بھی کہتے ہیں۔ ایک دن میں نے اس کو خواب میں دیکھا اور میں نے پوچھا امی! تم کیسی ہو؟

کہنے لگی اے بیٹا! موت کی تکلیف تو بڑی شدید تھی اور الحمد للہ میں بڑی اچھی اور محمود برزخ میں ہوں اور موٹے ریشم کا سہارا کرتی ہوں اور یہ قیامت تک ہوگا۔ میں نے پوچھا کہ آپ کی کوئی حاجت ہے؟ بولی ہاں ہے۔ میں نے پوچھا کیا حاجت ہے؟ بولیں یہ کام نہ چھوڑنا جو تم کر رہے ہو، ہماری زیارت کرنا اور ہمارے لئے دعا

کرنا۔ میں جمعہ کے دن تیرے آنے سے مانوس ہوتی ہوں جب تم اپنے گھر سے آ جاتے ہو۔ اس نے کہا اے راہبہ! کیا آپ گھر سے کوئی زیارت کرنے آیا ہے؟ وہ بولی میں بھی خوش ہوتی ہوں اور اس کے ساتھ وہ مردے بھی خوش ہوتے ہیں جو میرے آس پاس ہیں۔ (شعب الایمان ج ۶ صفحہ ۱۸۹)

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما اپنے والد کا بیان نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہر جمعہ کے دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کے لئے جاتی تھیں اور وہاں نماز پڑھتی تھیں اور قبر کے پاس روتی بھی تھیں۔ اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں اور میں زیارتِ قبور کی ترغیب دلانے میں بہت گہرائی میں اترا ہوں۔ ترغیب میں شریک ہونے کی سوچ بچار کرتے ہوئے تاکہ بخیل اپنی غلطی پر آگاہ ہو اور اسے پتہ چل جائے کہ یہ سنت مسنونہ ہے۔

(مستدرک جلد اول صفحہ ۷۵۴)

حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ فرماتے ہیں کہ ایک دن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا قبرستان کی طرف تشریف لارہی تھیں۔ میں نے عرض کیا اے ام المومنین! آپ کہاں سے تشریف لارہی ہیں؟ فرمانے لگیں اپنے بھائی عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کی قبر پر گئی تھی۔ میں نے کہا کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبروں کی زیارت سے منع نہیں فرمایا تھا؟ کہنے لگیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا تھا لیکن بعد میں اجازت دے دی تھی۔

(سنن الکبریٰ جلد ۵ صفحہ ۱۴۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے میں تمہیں زیارتِ قبور سے منع کیا کرتا تھا مگر اب تم اس کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ موت کی یاد دلاتی ہیں۔ (مستدرک جلد اول صفحہ ۷۵۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ میں اپنے حجرے میں داخل ہوتی جس میں رسول اللہ ﷺ مدفون ہیں اور میں اپنا کپڑا سر سے اتارتی اور کہتی (حجرے میں) میرا خاوند اور میرے والد ہیں لیکن جب عمر رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ دفن ہوئے۔ اللہ کی قسم! میں عمر رضی اللہ عنہ سے شرم کے مارے وہاں بھی جاتی تو میرا تمام لباس میرے جسم پر ہوتا۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۵۴)

حضرت ابن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ایک بار مجلس میں تشریف فرما تھے اور انتہائی غمگین تھے۔ لوگوں میں سے ایک شخص نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا وجہ ہے آپ ﷺ غمگین دکھائی دے رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! میں اپنی والدہ کو یاد کر رہا تھا۔

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں نے تمہیں تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے سے منع کیا تھا اب تم خود کھاؤ اور دوسروں کو بھی کھلاؤ اور جتنا چاہو ذخیرہ کرو اور میں نے تمہیں قبروں کی زیارت کرنے سے منع کیا تھا پس جو اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کرنا چاہتا ہے وہ زیارت کرے اور میں نے تمہیں کدو کے برتن سے، سبز رنگ کے برتن سے، سبز رنگ کے روغن سے رنگے ہوئے برتن سے اور پیالہ نما گڑھا کی ہوئی لکڑی جس میں کھجور کی شراب بنائی جاتی ہے اس برتن سے منع کیا تھا پس تم ہر نشہ والی چیز سے اجتناب کرو اور باقی جتنی چاہو پیو یعنی جس میں نشہ نہ ہو۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ صفحہ ۷۱۲)

حضرت سلیمان بن بریدہ اپنے والد سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک میں تمہیں تین چیزوں سے روکا تھا۔

۱۔ قبروں کی زیارت سے۔

۲۔ قربانی کے گوشت کو تین دن سے زیادہ رکھنے سے۔

۳۔ برتنوں سے مگر وہ جو پینے کے لئے ہیں۔

اور تحقیق محمد ﷺ کے لئے اپنی والدہ رضی اللہ عنہا کی زیارت کی رخصت دی گئی ہے اور میں نے صرف تمہیں قربانیوں کے گوشت تین دن سے زیادہ دیر تک رکھنے سے منع کیا تھا تاکہ اس شخص کے لئے گنجائش ہو سکے جس نے تم میں سے قربانی نہیں کی اور میں نے تم کو برتنوں سے منع کیا مگر وہ برتن جو پینے کے لئے ہیں برتن نہ کسی چیز کو حلال کرتا ہے اور نہ ہی کسی چیز کو حرام کرتا ہے۔ (صحیح ابن حبان جلد ۳ صفحہ ۶۵۳)

حضرت سلیمان بن بریدہ رضی اللہ عنہما اپنے والد سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک ہزار افراد کی معیت میں اپنی والدہ محترمہ کی قبر مبارک کی زیارت کی۔ اس دن کے علاوہ کبھی بھی آپ ﷺ کو اتنا زیادہ روتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔

(مستدرک جلد اول صفحہ ۷۵۱)

حضرت سلیمان بن بریدہ رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت بیان کرتے ہیں کہ جب حضور اقدس ﷺ نے مکہ فتح کیا تو آپ ﷺ ایک پرانی قبر پر تشریف لے گئے اور اس کے ساتھ بیٹھ گئے۔ آپ ﷺ مخاطب کی طرح ہو گئے اور لوگ آپ ﷺ کے ارد گرد بیٹھ گئے۔ جب آپ ﷺ کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ رو رہے تھے۔ آپ ﷺ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ملے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں میں سے آپ ﷺ پر سب سے زیادہ جرأت کرنے والے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان کس چیز نے آپ ﷺ کو رلایا؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ میری والدہ ماجدہ کی قبر ہے، میں نے اپنے رب سے اس کی زیارت کی اجازت مانگی تو مجھے اجازت مل گئی اور میں نے استغفار کی اجازت مانگی تو وہ مجھے مل گئی۔ میں نے ان

کو یاد کیا تو میرے دل کو ترس آیا اور میں رو پڑا۔ راوی کہتے ہیں کہ جتنا حضورِ اقدس ﷺ روئے تھے اس سے زیادہ آپ ﷺ کو کبھی روتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ صفحہ ۱۷۱)

ایصالِ ثواب:

والدین اور دیگر مسلمانوں کے لئے اسلام نے ایصال ثواب کی اجازت دی ہے۔ قرآن مجید اور آثار سے ایصال ثواب کے لئے ثبوت کثیر اور قوی ہے۔

اور مردوں کے واسطے زندوں کی دعامیں اور مردوں کی طرف سے زندوں کے صدقہ خیرات کرنے میں مردوں کی نفع ہوتا ہے۔ برخلاف معتزلہ کے کہ ان کے نزدیک کسی کے لئے دوسرے کا عمل نفع بخش نہیں ہے اس بات سے استدلال کرنے کی وجہ سے کہ قضا الٰہی بدلتی نہیں۔ اور ہر نفس اپنے عمل میں ماخوذ ہوگا۔ اور انسان کو اپنے ہی عمل کی جزاء ملے گی۔ اور ہمارے دلیل واحادیث صحیحہ میں مردوں کے لئے بالخصوص نماز جنازہ میں دعا کا وارد ہونا ہے اور سلف نے اس کو ایک دوسرے سے لیا ہے۔ سو اگر اس میں مردوں کا کوئی نفع نہ ہوتا تو اس کا کوئی معنیٰ نہ ہوتا۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس میت پر بھی مسلمانوں کی کوئی جماعت جن کی تعداد سو کو پہنچتی ہے۔ نماز جنازہ پڑھتی ہے اور وہ سب اس کے لیے سفارش کرتے ہیں۔ تو اس کے بارے میں ان کی سفارش ضرور قبول ہوتی ہے اور سعد بن عبادہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ سعد مرگئی ہے تو ان کے لئے کون سا صدقہ افضل ہوگا۔؟

آپ ﷺ نے فرمایا پانی تو سعد بن عباد نے ایک کنواں کھدوایا اور فرمایا کہ یہ اُم سعد کے لئے وقف ہے اور نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ اُم سعد کے لئے وقف ہے

اور نبی ﷺ نے فرمایا کہ دعا مصائب کو دور کرتی ہے اور صدقہ پروردگار کے غضب کو ٹھنڈا کرتی ہے اور نبی ﷺ نے فرمایا کہ عالم اور متعلم کا جب کسی بستی پر گزر ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس بستی کے قبرستان سے چالیس روز تک کے لئے عذاب اٹھا لیتے ہیں اور اس بات احادیث وآثار بے شمار ہیں۔ (شرح العقائد النسفیہ ص:۲۰۵)

کتابیات

☆ قرآنِ مجید

☆ بخاری شریف ---------------

از: امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری

☆ مسلم شریف ---------------

از: امام ابوالحسن مسلم بن حجاج قشیری

☆ سنن ابن ماجہ ---------------

از: امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ

☆ موطا امام مالک -------- از: امام مالک بن انس اصبحی

☆ مشکوٰۃ المصابیح -------- از: امام ولی الدین تبریزی

☆ موطا امام محمد -------- از: امام محمد بن حسن شیبانی

☆ کتاب الآثار -------- از: امام محمد بن حسن شیبانی

☆ الادب المفرد ---------------

از: امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری

☆ سنن ابوداؤد -------- از: امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی

☆ ریاض الصالحین ۔۔۔۔۔۔۔از: امام محی الدین یحییٰ بن نووی شافعی
☆ سنن ترمذی ۔۔۔۔۔۔۔از: امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی
☆ سنن دارقطنی ۔۔۔۔۔۔۔از: امام علی بن عمر دارِ قطنی
☆ سنن کبریٰ ۔۔۔۔۔۔۔از: امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی
☆ مجمع الزوائد ۔۔۔۔۔۔۔از: حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیتمی
☆ ماں باپ کی خدمت ۔۔۔۔۔۔۔از: علامہ عالم فقری
☆ اسلام اور حقوقِ انسانیت ۔۔۔۔۔۔۔از: محمد اقبال کھرل
☆ اسلام میں انسانی حقوق
☆ حقوق وفرائض ۔۔۔۔۔۔۔از: محمد حنیف شاہد
☆ جمع الجوامع ۔۔۔۔۔۔۔از: حافظ جلال الدین سیوطی
☆ الخصائص الکبریٰ ۔۔۔۔۔۔۔از: حافظ جلال الدین سیوطی
☆ زاد المسلم ۔۔۔۔۔۔۔از: امام شنقیطی
☆ کنز العمال ۔۔۔۔۔۔۔از: علامہ علی متقی بن حسام الدین
☆ جامع البیان ۔۔۔۔۔۔۔از: امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری
☆ فتح الباری ۔۔۔۔۔۔۔از: حافظ شہاب الدین احمد بن علی حجر عسقلانی
☆ تنبیہ الغافلین
☆ مواہب لدنیہ
☆ بہارِ شریعت
☆ مسند امام احمد
☆ سنن بیہقی

☆ کنزالعمال
☆ اسدالغابہ
☆ شرح معجم الصغیر
☆ الترغیب والترہیب
☆ شعب الایمان
☆ ابن کثیر
☆ حلیۃ الاولیاء
☆ سعدی شیرازی گلستان
☆ اسرارالاولیاء
☆ عین الہدایہ اُردو شرح ہدایہ
☆ نورالہدایہ ترجمہ شرح وقایہ
☆ درِمختار
☆ فتاویٰ عالمگیری
☆ شرح السنۃ
☆ اسلامی آداب ۔۔۔۔۔۔ از: مولانا اشرف علی تھانوی
☆ شریعت کے مقرر کردہ فطری حقوق ۔۔۔۔۔۔ از: شیخ محمد بن صالح العثیمین
☆ والدین کے حقوق مع اولاد کے حقوق ۔۔۔۔۔ از: مولانا حافظ عبدالواحد
☆ حقوق العباد اور اُن کی اہمیت ۔۔۔۔۔ از: مولانا محمد الیاس
☆ والدین اور اولاد کے حقوق ۔۔۔۔۔ از: الشیخ جاوید اقبال سیالکوٹی
☆ حقوق وفرائض ۔۔۔۔۔۔ از: حافظ صلاح الدین یوسف

☆ حقوق العباد۔۔۔۔۔۔۔از: حضرت مولانا مفتی محمد امین

☆ اولاد کی تعلیم وتربیت میں والدین کا کردار۔۔۔۔۔۔

از: مولانا عمران اشرف عثمانی

☆ حقوق العباد کی فکر کریں۔۔۔۔۔۔۔از: مولانا محمد ہارون معاویہ

☆ اسلام میں بنیادی حقوق۔۔۔۔۔۔۔۔از: فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح

☆ حقوقِ والدین۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہماری چند معیاری درسی کتب

